فتنہ ساز

امجد رئیس

قدر و قیمت کی حامل وہی چیز ہوتی ہے جسے انسان نے خود کمایا ہو... جو اس کی اَن تھک محنت کا نتیجہ ہو... اس معالج کا شمار بھی اُن ذہین اور علم دوست افراد میں ہوتا تھا... جو اپنے مریضوں کے ساتھ ساتھ دوسرے بے شمار لوگوں کے زخموں پر پیار... محبت اور انسانیت کے پھائے رکھنے میں ماہر سمجھا جاتا تھا... مریض کو اپنے مرض سے چھٹکارا پانے کے لیے اپنے معالج سے کھل کے فراخ دلی سے بات کرنی پڑتی ہے... اعتماد اور بھروسا کرنا پڑتا ہے... معالج کو بھی اپنے مریض پر اعتماد ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ اپنے بارے میں کہہ رہا ہے، وہ حقیقت ہے... ایک ایسے معالج کی مشکل جو اچانک ہی ایک کیس میں گرفتار ہو گیا... جھوٹ در جھوٹ... پُرپیچ کہانی کے اتار چڑھاؤ... وہ رہا ہونے کے بعد بھی اصل سچ کی تلاش میں بے قرار و بے کل تھا... یہ تلاش اسے موت کے جبڑوں تک لے گئی...

[illegible] ذہن کے تخیل کی عجیب تر پرواز

دھما کا بارودی نہیں تھا۔ میرے سر میں ہوا تھا...... ڈھائی بجے...... اس وقت میں محو خواب تھا......

''ہیلو؟'' کوئی جواب نہیں آیا۔

''ہیلو؟'' میں نے پھر کہا۔ بالآخر ایک نسوانی آواز میری سماعت سے ٹکرائی۔ میں پوری طرح بیدار ہو گیا۔

''میں نے کر دکھایا۔'' اس نے کمزور آواز میں کہا۔

''کیا کر دیا؟ کیا کہہ رہی ہو؟'' میں اچھل پڑا۔ ''کہاں ہو تم؟''

☆☆☆

نو بجے اعلیٰ عہدے پر فائز خاتون کو آنا تھا۔ دو مرتبہ کی طلاق یافتہ۔ اپنے شادی شدہ باس کے ساتھ اس کا افیئر چل رہا تھا۔ دس بجے، وہ چوری کے خبط میں مبتلا تھا اور احساسِ جرم سے بھی پریشان رہتا تھا۔ وہ چوری شدہ چیزیں اپنی تحویل میں نہیں رکھتا تھا۔ لہٰذا انہیں واپس رکھنے کے لیے مارکیٹ اور اسٹورز کے چکر لگانے پر مجبور تھا۔ گیارہ بجے کا وقت ایک موسیقار کا تھا جو جنسی کج روی سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔

بارہ سے دو بجے تک لنچ اور کاغذی کارروائی کا وقفہ اور پھر......

سوپ اوپیرا اداکار سے ملاقات جو ڈراموں کے کردار ادا کرتے ہوئے اپنی شناخت بھول گیا تھا۔ تین بجے پھر وقفہ اور چار بجے میرا آخری مریض۔ اس کا نام کیون ڈینیل تھا۔ وہ لکھاری بننے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ سات اسکرین پلے لکھ چکا تھا۔ جن میں سے ایک بھی فروخت نہیں ہوا تھا۔ اس کی جھلاّہٹ، مایوسی سے ہوتی ہوئی نفرت میں بدل گئی تھی۔ ان افراد سے نفرت...... جنہیں وہ متاثر کرنا چاہتا تھا۔ اس کے نزدیک ہالی ووڈ میں بیمار اذہان مصروفِ کار تھے۔ ان کو معیاری فلم بنانے کی تمیز ہی نہیں تھی۔ میں پڑھے بغیر سمجھ سکتا تھا کہ اس نے کیسے اسکرین پلے لکھے ہوں گے۔

اکتوبر کا مہینہ تھا اور جمعرات کا دن۔ کیون میرے آفس میں آیا تو خلافِ معمول مسکرا رہا تھا۔ اس کے پاس اہم اطلاع تھی۔ ''آخرکار وہ معترف ہو گئے۔'' اس نے سرگوشی کی۔ ''میں ہالی ووڈ جا رہا ہوں۔ ڈیوڈ تمہارا کیا خیال ہے؟ مجھے جانا چاہیے؟''

بطور سائیکوتھراپسٹ میں محتاط تھا۔ ''کیا مجھے اجازت دینے کی ضرورت ہے یا تمہیں مجھ سے اجازت مانگنی چاہیے؟''

اس نے شانے اچکائے۔

''ہم اب تک جو گفتگو کرتے رہے ہیں'' میں دوبارہ گویا ہوا۔ ''اکثر و بیشتر اس کا محور تھا...... تم وہ واحد شخص ہو جس کی زندگی پر دوسروں کے بجائے تمہارا اپنا کنٹرول ہے۔ میرا مطلب یہ رہا ہے کہ تمہارے راستے میں تمہارے سوا دوسرا کوئی اور حائل نہیں ہو سکتا۔'' میں چار سال سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا...... بالواسطہ اور کبھی بلاواسطہ...... کہ تمہاری زندگی پر دوسروں کی نسبت تمہارا زیادہ کنٹرول ہے۔ مجھے وہ دن اسی نصیحت یا مشورے کی وجہ سے یاد رہ گیا۔ میرے خیال میں وہ ایک بہترین مشورہ تھا۔ بہت برا ہوا کہ میں غلطی پر تھا۔ مہلک غلطی...... بھیانک غلطی۔ کیون کے جانے کے بعد چار بجے کی جگہ خالی ہوئی اور ویٹنگ لسٹ میں نئے مریض نے اسے پُر کیا اور میرے مشورے یا فلسفے کو نہایت بے رحمی سے غلط ثابت کر دیا۔

☆☆☆

پیر کی صبح میں آفس پہنچا تو ایک مختصر پیغام میرا منتظر تھا۔ یہ ممکا عرف میلا کی جانب سے تھا۔ ممکا زیک زبان میں ماں کو کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ بے اولاد تھی۔ تاہم میں اسے ممکا پکارتا تھا اور وہ اس طرح بلائے جانے پر خوش ہوتی تھی۔ وہ تحفہ تھی۔ آل راؤنڈر تھی۔ میری سیکریٹری تھی، بُک کیپر تھی۔ انشورنس کمپنی کے ساتھ رابطہ کار کے فرائض انجام دیتی تھی۔ کسی وقت وہ پراگ میں سکونت پذیر تھی۔ نازی اور رشیا کی غارت گری دیکھ چکی تھی۔

وہ میرے لیے اپائنٹمنٹ کا شیڈول بھی مرتب کرتی تھی۔ خط و کتابت کی دیکھ بھال، بلز وغیرہ...... گویا ہر شے۔ میں سیشن کے دوران کال وصول نہیں کرتا تھا۔

''ڈیوڈ، فہرست کے مطابق اب کیون کی جگہ نیا مریض اس کا نام سام کینٹ ہے۔ جمعرات کے دن چار بجے۔'' یہ ممکا کا پیغام تھا۔ میں نے ڈائری میں نوٹ کرلیا۔

جمعرات، چار بجے میں سام سے ملنے کے لیے تیار تھا۔ ڈیسک سے اٹھ کے میں نے اس کے لیے دروازہ کھولا۔ استقبالیہ میں نظر دوڑا کے میں گڑبڑا گیا۔ خاتون سیاہ شولڈر بیگ کے ساتھ کاؤچ پر بیٹھی تھی۔ اس نے گھٹنوں تک لمبا برسات سے بچنے والا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ جس کے کالر کھڑے تھے۔ سرمئی رنگ کی بیس بال کیپ سر پر تھی۔

''میں معذرت خواہ ہوں۔'' میں نے کہا۔ ''تم کون......''

''میں ہوں...... سام کینٹ...... سمنتھا کینٹ۔'' وہ ہاتھ ملانے کے لیے کھڑی ہوئی۔

''ڈاکٹر ریملر۔'' میں نے کہا۔ ''لیکن تم ڈیوڈ کہہ سکتی ہو۔''

''اوکے، ڈیوڈ۔''

''میری سیکریٹری نے مسٹر سام کینٹ کہا تھا۔ کیا تم نے خود اس سے بات کی تھی؟''

''دراصل میں نے ای میل کے ذریعے رابطہ کیا تھا۔ چند ماہ قبل میں نے تمہاری خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور ای میل ایڈریس چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ میں ایک جگہ پر نہیں تھی...... میرا فون نمبر بھی تبدیل ہو رہا تھا۔'' اس نے وضاحت کی۔

''ٹھیک ہے۔ اندر آجاؤ۔'' میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اس نے اندر آکے رین کوٹ اتار دیا۔ اس نے نیلی جین پر سرخ شرٹ زیب تن کی ہوئی تھی۔ وہ پُرکشش تھی۔ عمر تیس سے زیادہ نہیں تھی۔

''مجھے کہاں بیٹھنا چاہیے؟'' اس نے استفسار کیا۔

''صوفہ یا کرسی...... تمہاری ترجیح ہے۔'' میں نے جواب دیا۔

وہ میرے مقابل کرسی پر بیٹھ گئی۔ میں نے اس کا

جائزہ لیا۔ وہ واضح طور پر پریشان دکھائی دی۔ آغاز میں ہی وہ آبدیدہ ہوگئی۔

''سوری۔'' اس نے کہا۔ ''فیصلہ کیا تھا...... ایسا نہیں کروں گی لیکن......''

''تمہارا مطلب رونے سے ہے؟''

''نہیں اس نے کہا۔'' جھوٹ۔''

''کس بارے میں؟''

اس نے آنسو صاف کیے۔ ''میرا مطلب ابتدائی وضاحت سے ہے۔'' اس کی آنکھوں میں پھر آنسو آگئے۔ میں نے اٹھ کر ٹشو اس کے حوالے کیے۔

''مطلب ای میل اور فون کی بات کر رہی ہو۔''

''میں کہیں نہیں گئی تھی۔'' اس نے آنکھیں خشک کیں۔

''اوکے۔'' میں اپنی کرسی پر آگیا۔ ''کوئی معقول وجہ ہوگی، جو تم نے فون نمبر نہیں دیا۔''

''ہاں، وجہ میرا شوہر ہے۔ اسی کے باعث میں یہاں موجود ہوں۔''

''تمہارا شوہر؟ کیا ہوا اُسے......''

اس نے ایک اور ٹشو لیا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میری آنکھوں میں دیکھا اور آہستہ سے کہا۔ ''میں اُسے قتل کرنا چاہتی ہوں۔''

''تم ایسا محسوس کرتی ہو یا واقعی یہ کام کرنا چاہتی ہو؟''

''شاید دونوں باتیں ہیں لیکن پریشان کن امر یہ ہے کہ میرا ارادہ بنتا جا رہا ہے۔'' اس نے جواب دیا۔ ''مجھے لگتا ہے میں پاگل ہو جاؤں گی۔''

''یقین کرو ایسا نہیں...... ایسا کچھ نہیں ہوگا۔'' میں نے کہا۔

''میں التجا کرتی ہوں......''

''سنو قتل کی بات اس وقت چولہے پر رکھو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے شوہر اور فون نمبر نہ دینے کا کیا تعلق ہے؟''

''بہت آسان...... اسے علم ہو جاتا کہ میں یہاں آتی ہوں۔''

''پھر کیا ہوا؟''

''وہ جانتا ہے کہ میں اس کے بارے میں بات کروں گی۔''

''اور اُسے پسند نہیں ہے۔'' میں نے کہا۔

''تمہیں اندازہ نہیں ہے۔'' وہ بولی۔

وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا اور یہ بے خبری تادیر قائم نہیں رہنی چاہیے تھی۔ پہلی ملاقات تھی۔ کوئی جلدی نہیں تھی۔ میں نے مختلف سوال کیا۔

''تمہارے شوہر کیا کرتے ہیں؟''

''سرمایہ کاری۔ وہ اور ان کے پارٹنر کی فرم ہے۔''

''وال اسٹریٹ۔'' میں نے استفسار کیا۔

''وہ جگہ جہاں سے دولت آتی ہے۔ یہ مکالمہ میرے شوہر کا ہے۔'' سمنتھا کینٹ نے کہا۔ یہ غیر واضح جواب تھا۔

''وہ کامیاب ہے...... میرا مطلب فرم؟''

''بہت۔'' وہ یوں گویا ہوئی جیسے کہنا چاہتی تھی کہ بہت...... بہت......

''تمہارا شوہر بہت زیادہ کام کرتا ہے؟''

''بلاشبہ۔''

''بچے؟''

''دو سال کا ایک لڑکا ہے۔'' سمنتھا نے جواب دیا۔

''بچے کے ساتھ تمہارے شوہر کا رویہ؟'' میں نے پوچھا۔

''جیسا میں نے کہا کہ وہ بہت مصروف رہتا ہے۔''

''شادی کو کتنا عرصہ ہوگیا؟''

''پانچ سال۔'' اس نے جواب دیا۔

''کیا تمہیں شوہر سے محبت نہیں ہے؟''

''میں نے تمہیں بتایا کہ میں اُسے مارنا چاہتی ہوں۔ مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔'' وہ پھر مرڈر کی بات پر آگئی۔

''تم دونوں کی آپس میں لڑائی ہوتی تھی؟''

''یہ ماضی کی بات ہے۔'' سام یا سمنتھا نے جواب دیا۔

''تم علیحدگی اختیار کر سکتی ہو۔''

''اس صورت میں، میں مر جاؤں گی۔''

''کیسے؟''

''اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ طلاق کی صورت میں بیٹا میری تحویل میں نہیں رہ سکتا۔''

سیشن پچاس منٹ تک جاری رہا۔ میں نے ٹیمپو دھیما رکھنے کی کوشش کی۔ تاہم یہ ایک مشکل سیشن تھا۔ وہ جواب بھی سوال کی صورت میں دیتی رہی۔ میں نے دو نکات اگلے سیشن کے لیے چھوڑ دیے...... شوہر کا نام اور اصل مسئلہ۔ لیکن میں نے وہ سوال ضرور کیا جو میں فرسٹ سیشن میں اپنے ہر مریض سے کرتا تھا...... ''تمہارے خیال میں یہاں آکر تم کیا حاصل کر پاؤ گی؟''

''طاقت۔ اس کے سامنے کھڑے ہونے کی طاقت...... پہلی اور آخری دفعہ۔'' اس نے پھر ٹشو کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

اس جواب سے پہلے کی گفتگو میں جو معلومات حاصل ہوئیں...... وہ کچھ یوں تھیں...... اس کے شوہر نے سمنتھا کے دوستوں اور فیملی کو اس کے خلاف کر دیا تھا...... وہ ٹیمپے، ایری زونا میں پلی بڑھی تھی۔ براؤن سے گریجویشن کی۔ فیشن میں کام کیا۔ والد کا بہت پہلے فیکٹری حادثے میں انتقال ہو گیا تھا۔ والدہ نے غربت کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا تھا۔ کسی اور نے اسے گود لیا تھا۔ ڈیزائنر بننا اس کا خواب تھا۔ شوہر سے مڈھ بھیڑ ایک فیشن شو میں ہوئی تھی...... وغیرہ وغیرہ۔

ادائیگی کے وقت اس نے کارڈ یا چیک کے بجائے نقدی کو ترجیح دی۔ وجہ یہ تھی کہ شوہر کو پتا نہ چلے۔ اس کے جانے کے بعد میں نے نوٹس لکھے۔ بعدازاں ممکا کو بتایا کہ مریض مرد نہیں عورت تھی۔ ممکا نے مجھے یاد دلایا کہ جمعہ کیسپر سوسائٹی کی کاک ٹیل پارٹی کے لیے مخصوص ہے۔

☆☆☆

دو دن بعد وہ میرے آفس میں تھی۔ چند مکالمات کے بعد اچانک اس نے کہا۔ ''کیا یہ صحیح ہے کہ چند برس قبل تم اپنی بیوی سے محروم ہو گئے تھے؟''

''ہاں، تمہیں کیسے علم ہوا؟'' میں نے سوال کیا۔

''میری سہیلی نے تمہارے بارے میں کہیں مضمون پڑھا تھا۔'' پھر وہ افسوس کا اظہار کرنے لگی۔ تاہم اس رخ پر بات کرنا تھراپی برباد کرنے جیسا تھا۔ میں نے موضوع تبدیل کر دیا۔

''تم نے مجھے بتایا تھا کہ طلاق کی صورت میں تمہارا شوہر بچے کو اپنی تحویل میں رکھے گا۔ یہ کیسے ممکن ہے؟''

''میں نے ماضی میں خودکشی کی کوشش کی تھی۔'' اس نے اطمینان سے کہا۔ ''میں نے ''ہیلوسن'' کی تیس گولیاں وائن کے ساتھ نگل لی تھیں۔''

''اور تم بچ گئیں؟''

''میرے شوہر کی میٹنگ تھی جو کلائنٹ نے موقوف کر دی۔ وہ واپس گھر آیا تو اس نے مجھے اور ''ہیلوسن'' کی خالی بوتل دیکھی۔ میں اس وقت ہوش میں تھی۔ میرے شوہر نے ادویات کی کیبنٹ سے ''اپی کیک'' کی بوتل نکالی اور چند اونس میرے معدے کی نذر کر کے مجھے باتھ روم میں لے گیا۔ چند منٹ میں قے کے ذریعے میرا پیٹ صاف ہو چکا تھا۔''

''پھر کیا ہوا؟''

''میں بچوں کے مانند سو گئی۔ دوسرے دن میں ٹھیک تھی۔ یہی وجہ تھی کہ بچے کی تحویل کا قضیہ کھڑا ہوتا...... تو فیصلہ ایسی ماں کے حق میں ہرگز نہ ہوتا جو اقدامِ خودکشی کر چکی ہو۔'' سمنتھا نے کہا۔

''وہ اسپتال کیوں نہیں گیا؟''

''دوست، احباب اور فیملی میں بدنامی اُسے قبول نہیں تھی۔ محفلیں اور کاروبار بھی متاثر ہوتا۔''

''یعنی تم نے اقدامِ خودکشی کا ذکر کسی سے نہیں کیا؟''

''تم پہلی ہستی ہو۔'' سمنتھا نے کہا۔

''اس وقت بیٹا کہاں تھا؟''

''میں حاملہ تھی۔'' اس نے جواب دیا۔

''پھر تمہارے شوہر کے لیے کیس جیتنا اتنا آسان بھی نہ تھا۔ کیونکہ تم ماں نہیں بنی تھیں۔ ہم اس نکتے پر بعد میں بات کریں گے...... بعدازاں تمہاری شادی ایک سمجھوتا بن گئی۔''

''ہاں بیٹے کی پیدائش کے بعد۔''

''اور اب تم انتہائی انداز میں سوچ رہی ہو...... کہ یہ کوئی زندگی نہیں ہے۔''

''میں اس سے بھی بڑھ کے سوچ رہی ہوں۔''

''میرے خیال میں تم کچھ چھپا رہی ہو۔ ایسا ہے تو یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔''

''اسے مکمل آزادی درکار ہے۔ جو دل میں آئے، وہ کرے...... جب چاہے کرے...... جس کے ساتھ جو چاہے کرے۔'' اس نے گرفتگی سے کہا۔

''تم کہنا چاہ رہی ہو کہ اس کا کوئی افیئر چل رہا ہے؟''

سمنتھا نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تم نے اعتراض کیا تھا؟''

''اس نے تردید کرتے ہوئے اسے میرا وہم قرار دے دیا۔''

کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔ میرے سامنے جو عورت بیٹھی تھی وہ ازدواجی بندھن توڑنا چاہتی تھی اور اسے خاصی جلدی تھی۔ سوال یہ تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

''ڈیوڈ تم کیا سوچ رہے ہو؟'' اس نے سکوت کا پردہ چاک کیا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ تم بہتر کی مستحق ہو لیکن تمہارا زاویۂ فکر درست نہیں ہے...... لیکن ہم مل کر اسے بہتر کریں گے۔''

☆☆☆

کم سے کم میرے ایک دوست کا تعلق قانون کے شعبے سے تھا۔ پارکر سے مشورہ طلب کرنے سے قبل میں نے فورسیزن میں لنچ پر ڈیبورا واکر سے ملاقات کی۔ وہ میری لٹریری ایجنٹ تھی۔ میری پہلی کتاب ہیومن پنڈولم کی فروخت اچھی جارہی تھی۔ جس کے بعد مجھے دوسری کتاب کا خیال آیا۔ لنچ پر میں نے ڈیبورا سے دوسری کتاب کے بارے میں خیال آرائی کی......

بعدازاں پارکر سے رابطہ کیا۔ دو وجوہات کی بنا پر میں پارکر سے بات کرنا چاہتا تھا۔ دونوں وجوہات کا تعلق سمنتھا کینٹ سے تھا۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ سمنتھا کی تھراپی میں مجھے دشواری کا سامنا تھا۔ دوسری وجہ...... کیسپر سوسائٹی کی کاک ٹیل پارٹی میں وہ بظاہر اتفاقاً مجھ سے ملی تھی اور وہ ملاقات میری منشا کے خلاف میرے گھر تک چلی گئی تھی۔ دو سیشن کے بعد وہ تیسری ملاقات تھی۔

میں نے پارکر کا نمبر ملایا۔ ابتدائی کلمات کے بعد میں نے اسے تمام تر صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ پارکر نے متعدد سوالات اور مشوروں سے پہلے مجھے بتایا کہ معاملہ فیملی لاء سے متعلق ہے اور وہ فیملی لائر نہیں ہے۔ تاہم اس نے کافی دیر بات چیت کی...... اور وعدہ کیا کہ بوقتِ ضرورت وہ اپنے دوستوں سے مجھے ملوائے گا۔ میرا گمان تھا کہ اس کی نوبت نہیں آئے گی لیکن مستقبل قریب میں میری یہ غلط فہمی دور ہوگئی۔

☆☆☆

دوسرے سیشن میں سمنتھا نے میری بیوی کے بارے میں سوال کیا تھا۔ راکھ میں دبی چنگاریاں اوپر آگئی تھیں۔ میری بیوی ربیکا اکتیس برس کی عمر میں میرا ساتھ چھوڑ گئی تھی۔ وہ ایک حادثہ تھا...... حادثۂ جانکاہ۔ ایک نالائق لڑکے کی طوفانی ڈرائیونگ نے ربیکا کو اسپتال پہنچا دیا تھا جہاں اس نے آخری سانس لی۔ اس وقت وہ چار ماہ سے حاملہ تھی۔ وہ نام کی تلاش میں تھی۔ میں انکار کرتا کہ پہلے پتا تو چلے لڑکی ہو گی یا لڑکا...... بیوی اور بے بی دونوں گئے۔ وہ بے بی جو اس دنیا میں آئی نہ تھی۔ زیست کا عنوان بدل گیا۔ میں آشفتہ مُو، آشفتہ حال...... نڈھال رہ گیا۔ وجود ریزہ ریزہ ہوگیا۔ حادثہ چار برس قبل پیش آیا تھا۔ بعدازاں چند ماہ بعد مجھے الماری سے ناموں کی کتاب ملی۔ کتاب ربیکا نے میری لاعلمی میں خریدی تھی۔ میں وہیں فرش پر بیٹھ کے اوراق پلٹتا رہا۔ ربیکا نے کوئی نام تجویز نہیں کیا تھا لیکن کتاب میں ایک پرچہ موجود تھا۔ ربیکا نے لکھا تھا...... ہم اپنے بچّے کی تربیت یوں کریں گے......

محبت...... ہنسنا...... خوش رہنا...... سننا اور سیکھنا...... برائے مہربانی اور شکریہ کہنا...... اپنی رائے رکھنا...... دوسروں کی آرا کا احترام کرنا...... ایمانداری...... دوستی...... خودشناسی......

میں بہت دیر تک فرش پر بیٹھا رہا۔ باربار پڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ سطور ازبر ہوگئیں۔ میں نے کتاب اور پرچہ محفوظ کر لیا۔

☆☆☆

دھماکا ہوا...... دھماکا بارودی نہیں تھا۔ میرے سر میں ہوا تھا۔ کیوں؟

میں سو رہا تھا۔ فون کی گھنٹی نے میری نیند میں خلل ڈالا...... میں نے گھڑی دیکھی۔ ڈھائی بج رہے تھے۔ ''ہیلو۔'' میں نے خوابیدہ آواز میں کہا۔ کوئی جواب نہیں آیا۔ ''ہیلو۔'' میں نے پھر کہا۔ بالآخر جواب آیا۔ آواز سمنتھا کی تھی۔ سام کینٹ۔

''میں نے کر دکھایا۔'' اس نے کمزور آواز میں کہا۔

''کیا کر دیا؟ کیا کہہ رہی ہو؟'' میں پوری طرح بیدار ہوگیا۔ ''کیا تم نے شوہر کو چھوڑ دیا؟''

''نہیں ڈیوڈ۔'' وہ بولی۔ ''میں نے اُسے ختم کر دیا۔''

دھماکا۔ میں اچھل پڑا...... اس کی آواز تاثر سے عاری تھی۔ وہ نڈھال تھی۔ ''تم کہاں ہو؟'' جواب میں اس کے رونے کی آواز آئی۔ ''گھر پر۔''

''میری بات سنو۔ کیا تم نے پھر نیند کی گولیاں نگلی ہیں؟''

خاموشی...... سکوت...... ''جواب دو۔'' میں نے بلند آواز میں مطالبہ کیا۔

''یہی راستہ بچا تھا، ڈیوڈ۔'' اس نے سرگوشی کی۔ ''واحد راستہ۔''

پھر میں نے کچھ گرنے کی آواز سنی۔ غالباً ریسیور اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا۔

☆☆☆

کیسپر سوسائٹی کی پارٹی میں وہ مڈبھیڑ غیر متوقع تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا لیکن وہ میرے گھر تک چلی آئی تھی...... بعدازاں میں نے اسے کیب میں گھر تک ڈراپ کیا...... افراتفری میں تیار ہوتے وقت میرا سر کھلی دراز سے ٹکرایا۔ درد کی طرف توجہ دینے کے لیے وقت نہیں تھا۔ میں سمنتھا

کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کیا واقعی اس نے شوہر کو ہلاک کر دیا ہے؟ اور نیند کی گولیاں نگل گئی ہے...... اس نے کہا تھا۔ ''یہی راستہ بچا تھا، ڈیوڈ۔'' یعنی وہ ہر گزرتے منٹ کے ساتھ موت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ میں ایلیویٹر کے ذریعے بائیس منزل نیچے گیا اور باہر کی جانب بھاگا۔ گارڈ ڈیسک پر سر رکھے سو رہا تھا۔ وہ درماندۂ حیرت گنگ رہ گیا۔ قسمت اچھی تھی کہ مجھے کیب مل گئی۔ ''سینٹرل پارک ویسٹ، اسٹریٹ نمبر اکیاسی۔'' میں چیخا۔ ''سرخ اشارے پر نہیں رکنا، میں دو ڈالرز اضافی دوں گا۔'' وہ نہ مانا۔ ''پانچ ڈالرز۔'' میں نے کہا۔ ''ایمرجنسی ہے، تیز جاؤ۔''

میں نے پولیس کو نظرانداز کر دیا تھا۔ وہ میری غلطی تھی۔ درحقیقت میرا ردِعمل ''ڈیوڈ ریملر'' کا تھا...... ڈیوڈ نے چند روز پہلے سمنتھا کے ساتھ اپنے گھر میں کچھ وقت گزارا تھا۔ اس نے میرے اپارٹمنٹ میں بات چیت کی تھی۔ فریج میں موجود اشیا کی مدد سے کچن میں کھانا تیار کیا تھا اور ایک مرتبہ میرا فون بھی استعمال کیا تھا۔ غالباً وہ اپنے گھر پر پیغام دے رہی تھی کہ وہ دوست کے ساتھ ہے...... اور قدرے تاخیر سے پہنچے گی۔ اس غیر رسمی ملاقات میں مدھم بے تکلفی تھی۔ تاہم اس سے آگے کچھ نہیں تھا۔

مجھے متعلقہ اتھارٹی کو مطلع کرنا چاہیے تھا لیکن میں بحیثیت ڈاکٹر ڈیوڈ ریملر کے ردِعمل نہیں دے رہا تھا۔ میں نے تیزی سے جیبوں کی تلاشی لی۔ میں سیل فون بھی بھول گیا تھا۔ میں نے دو فون بوتھ آگے پیچھے گزرتے دیکھے۔ میں کیب ڈرائیور کو روکتے روکتے رہ گیا...... کہ باہر اتر کے پولیس کو اطلاع کروں...... بعدازاں سمنتھا کو دیکھوں۔ مجھے پولیس کو بتانا تھا کہ وہ ایمبولینس بھی روانہ کرے۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ ڈرائیور کی آواز پر میں چونکا۔ وہ خون کے بارے میں کچھ کہہ رہا تھا۔ میں نے پیشانی کو چھوا۔ کھلی دراز سے ٹکرانے کے بعد پیشانی کی چوٹ کا خون خشک ہو گیا تھا۔

میں سمنتھا کے ٹاؤن ہاؤس کے قریب تھا اور ڈرائیور کو گائڈ کر رہا تھا۔ کیب اچانک رکی۔ میں نے میٹر دیکھا۔ 8.50 ڈالرز۔ ''اور نو سرخ اشارے۔'' ڈرائیور نے مجھے یاد دلایا۔ میں کیب سے اتر چکا تھا۔ میں نے ساٹھ ڈالرز اسے پکڑائے۔ وہ اُڑنچھو ہو گیا۔ میں سمنتھا کے گھر کی طرف بھاگا۔ چند سیڑھیاں طے کیں اور دو پٹ والا دروازہ پیٹ ڈالا۔ حماقت تھی۔ وہ کیسے آتی۔ میں نے ڈور ناب گھمائی۔ دروازہ کھلا تھا...... کیا وہ چاہتی تھی کہ میں آؤں اور اسے بچاؤں؟ اسی لیے دروازہ کھلا تھا۔ میں اندر داخل ہوا۔ میں بورڈ کی طرف بڑھا۔ نیم تاریکی، روشنی میں بدل گئی۔ ''سام'' میں نے اسے پکارا۔ کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے آواز بلند کی۔ وہی سناٹا۔ دائیں بائیں کمرے تھے۔ سامنے سیڑھیاں...... کہاں جانا چاہیے؟ ذہن نے سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ میں اسے پکارتا ہوا تیزی سے اوپر گیا۔ اور گرتے ہوئے بچا لیکن پنڈلی سیڑھی کے کنارے سے ٹکرائی۔ پہلی منزل پر پہنچ کے روشنی کے لیے میں نے سوئچ پر ہاتھ مارا۔

وہاں ہال تھا۔ جس کے دونوں جانب دو دو کمرے تھے۔ اختتام پر سامنے کی جانب ایک اور دروازہ تھا۔ تمام دروازے بند تھے۔ میں نے یکے بعد دیگرے چاروں کمرے دیکھ لیے۔ اس دوران میں سمنتھا کو سام کے نام سے پکارتا رہا۔ سامنے کا کمرا رہ گیا تھا۔ میں نے اسے کھولنا چاہا۔ دروازہ لاک تھا۔ میں نے چلّاتے ہوئے دروازہ پیٹا۔ یقیناً وہ اندر تھی...... خودکشی۔ نہیں دونوں اندر تھے...... مرڈر اور خودکشی...... وقت ہاتھ سے نکل رہا تھا۔ میں نے پیچھے ہٹ کر چوبی دروازے پر لات ماری۔ دو...... چار...... چھ لاتوں کے بعد رخنہ نمودار ہوا۔ چند منٹ بعد میں دروازہ توڑ کے اندر جا چکا تھا۔ سرد ہوا نے میرا استقبال کیا۔ تمام کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں۔ ہال کی روشنی کمرے میں آ رہی تھی۔ میں نے کمرے کے سوئچ پر ہاتھ مارا اور نظریں گھمائیں۔ نگاہ بستر پر جم گئی۔ بستر پر کوئی تھا، کمبل کے نیچے۔ میں آگے گیا۔ کمبل کا کونا پکڑ کر کھینچا۔ وہ منہ کے بل پڑا تھا...... مردہ...... خون ہی خون۔ اتنا خون؟ فوراً ہی وجہ سمجھ میں آئی۔ تیز دھار آلے سے پتا نہیں کتنے وار کیے گئے تھے۔ غالباً خنجر یا چھرا استعمال کیا گیا تھا۔ میرے کانوں میں سیٹیاں بج رہی تھیں۔ چہرہ دیکھنے کے لیے میں نے لاش کے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھ کے اسے پلٹا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ جن میں خوف اور دہشت کا تاثر جم گیا تھا۔ آنکھیں مجھے دیکھ رہی تھیں۔

دفعتاً مجھے احساس ہوا کہ وہ چہرہ میں پہلی بار نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے یادداشت پر زور دیا۔ تاہم کچھ یاد نہ آیا۔ ذہن نے سوال کیا...... سمنتھا کہاں ہے۔ میں واپس بھاگا۔ سیڑھیاں اتر کے نیچے آیا۔ کچن سمیت ہر کمرا دیکھا...... باتھ روم بھی۔ کچن میں تہ خانے کا راستہ نظر آیا۔ سیڑھیاں نیچے تاریکی میں گم تھیں۔ زنجیر سے لٹکتا ہوا بلب روشن کیا۔ تہ خانے کی تلاشی بھی لاحاصل ثابت ہوئی۔ میں حیران تھا۔ کیا

اسے میری ضرورت نہیں تھی؟ وہ گھر سے باہر ہے؟ مجھے فون کیوں کیا؟ متعدد سوالات تھے۔ جواب کوئی نہیں۔ حیرت کی جگہ پریشانی نے لے لی۔ کوئی شک نہیں تھا کہ وہ گھر میں نہیں تھی۔

مجھے پولیس کو فون کرنا چاہیے۔ مجھے خیال آیا۔ سیڑھیاں طے کر کے میں واپس کچن میں آیا اور فون کی طرف بڑھا۔ دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ آواز آئی۔ ''ہلنا مت۔''

میں گھوم گیا۔ پولیس۔ وہ دو تھے...... دونوں کے ہاتھ میں گن تھی اور ہدف میں تھا۔

''شکر ہے خدا کا۔'' میں نے سانس خارج کی۔

''ہاتھ اوپر رکھو۔''

''آفیسرز، میں......''

''کیا تم یہاں رہتے ہو؟'' دراز قامت نے میری بات کاٹی۔

''نہیں، دراصل......''

''کون ہو؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟'' لہجہ کرخت تھا۔

''میں ڈاکٹر ہوں۔ ڈاکٹر ڈیوڈ ریملر...... اسی شہر کا رہائشی ہوں۔'' والٹ کے لیے میں نے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

دونوں نے نشانہ لیا اور چوکنے ہو گئے۔ ''ہاتھ اوپر رکھو۔''

''سوری، سوری...... میں صرف اپنی شناخت کرانا چاہ رہا تھا۔''

''صرف یہ بتاؤ، یہاں کیا کر رہے ہو؟''

میں نے بتایا کہ کب کال آئی تھی۔ سام کینٹ کون ہے۔ اس نے کیا بتایا...... وہ گھر میں کہیں نہیں ہے۔ اس نے واقعی اپنے شوہر کو ختم کر دیا۔ وہ اوپر ہے...... وغیرہ وغیرہ۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر ایک نے سوال کیا۔

''تمہاری پیشانی پر چوٹ کیسے لگی؟''

میں نے حقیقت گوش گزار کر دی۔ دراز قامت کی ہدایت پر میں نے دھیرے سے آئی ڈی نکالی۔ دونوں نے گن نیچے نہیں کی تھی۔ میں نے ڈرائیونگ لائسنس اور امریکن سائیکالوجی سوسائٹی...... حتیٰ کہ جمنازیم کارڈ بھی نکال کے رکھ دیا۔ ایک میری طرف متوجہ تھا...... دوسرے نے کاغذات دیکھے۔ چند منٹ میں دونوں کچھ نرم دکھائی دیے۔

''ایک ضروری بات۔'' میں نے کہا۔ ''وہ گھر سے باہر ہے اور اقدام خودکشی کر چکی ہے یا کرنے والی ہے۔ ہمیں اسے باہر تلاش کرنا چاہیے۔''

''تم کیوں پُریقین ہو؟'' دراز قامت نے سوال کیا۔

''فون پر اس کی آواز بتا رہی تھی۔ وہ رو رہی تھی۔ دوسرے یہ کہ میں اس کا تھراپسٹ ہوں۔''

''پہلے شوہر کی خبر لینا ضروری ہے۔'' دوسرے نے فیصلہ سنایا۔

☆☆☆

میں دونوں کو اوپر لے گیا۔ ٹوٹے ہوئے دروازے کی توجیہہ میں پیش کر چکا تھا۔ دونوں نے بغور کمرے اور لاش کا جائزہ لیا۔

''یہ اسی حالت میں پڑا تھا؟''

''نہیں، میں نے اسے سیدھا کیا تھا۔'' میرا جواب تھا۔

''کیوں؟''

''میں چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔''

''کیوں؟ کیا تم جانتے ہو اسے؟''

میں نے بے چینی محسوس کی۔ ''ہاں'' یا ''شاید'' کہنا صورتِ حال کو خراب کر سکتا تھا۔ مجھے یاد نہیں تھا کہ میں نے اسے کب اور کہاں دیکھا تھا۔ مجھے پہلی مرتبہ اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ مجھے پولیس کو فون پہلے ہی کر دینا چاہیے تھا۔ میں ڈیوڈ بن کے دوڑا چلا آیا۔ جبکہ مجھے ڈاکٹر ڈیوڈ کی حیثیت سے پولیس کو فون کرنا چاہیے تھا۔ میں یہ بھی سوچ رہا تھا کہ میں نے فون نہیں کیا تھا...... پھر بھی اچانک پولیس کیونکر پہنچی؟ وہ دونوں جواب کے منتظر تھے۔

''نہیں، میں اسے نہیں جانتا۔''

انہوں نے علاقے کی پولیس کو واردات کی اطلاع دی......

''اوہ، بچہ......'' میں بولا۔ ''بچہ کہاں ہے؟''

دونوں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ میں نے بتایا کہ دونوں کا ایک بیٹا تھا...... عمر دو سال۔ انہوں نے سمنتھا کا حلیہ، قد و قامت وغیرہ کے بارے میں سوالات کیے اور دوبارہ مین ہٹن پولیس سے رابطہ کر کے اطلاعات فراہم کیں۔

بظاہر دونوں نے ہتھیار نیچے کر لیے تھے لیکن مجھے ادراک تھا کہ وہ محتاط ہیں۔ میرے دل میں جو سوال تھا...... وہ زبان پر آ گیا۔ ''میں 911 فون کرنے جا رہا تھا۔ اس کی

نوبت نہیں آئی لیکن تم دونوں پہنچ گئے؟''

''تمہارے داخل ہوتے ہی کوئی پوشیدہ الارم سسٹم فعال ہو گیا تھا۔ ممکن ہے ''موشن ڈیٹیکٹر'' ہو...... ہم دریافت کر لیں گے۔'' دراز قامت نے جواب دیا اور گھڑی دیکھی۔ میں پوری طرح نہیں سمجھا تاہم خاموش رہا۔

کچھ دیر میں ہومی سائڈ کے دو سراغرساں کی تشریف آوری ہوئی۔ ان کے پیچھے ایمرجنسی میڈیکل ٹیکنیشن (EMT) پہنچے۔ کرائم سین یونٹ بھی ہمراہ تھا۔ پھر دو مزید آدمی...... دونوں کا تعلق سرد خانے سے تھا۔ آخر میں ایک نوجوان جو ڈسٹرکٹ اٹارنی کی نمائندگی کر رہا تھا......

سراغرساں ٹیری کی عمر چالیس اور پچاس کے درمیان تھی۔ سر پر بال کم ہو رہے تھے۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ اس کا ساتھی فرینک قدرے لمبا تھا۔ جسم ٹیری کے مقابلے میں چھریرا تھا۔ وہ جوان تھا۔ سر پر گھنے بال تھے۔

دونوں نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ نوٹ بک میں لکھتے جا رہے تھے۔ سوالات باریکیاں لیے ہوئے تھے۔ میرے نزدیک چھپانے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ صرف ایک جواب میرے لیے باعثِ پریشانی تھا کہ میں مقتول کو نہیں جانتا جبکہ اس کا چہرہ شناسا معلوم ہو رہا تھا۔ میرا جواب ریکارڈ پر آ گیا تھا۔

دفعتاً ٹیری نے EMT کے ایک رکن کو اشارے سے بلایا۔ ''ڈاکٹر ریملر تمہاری پیشانی توجہ کی مستحق ہے۔''

''توجہ'' کا مقصد بعد میں میرے علم میں آیا۔ کارکن نے گیلی روئی سے خون صاف کیا اور کراس میں دو پٹیاں چسپاں کر دیں۔ ٹیری نے مقتول کا نام کونراڈ برچ بتایا۔ میں نے پھر یادداشت پر زور دیا...... نتیجہ صفر رہا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ میرے کاغذات کی تصدیق ہو گئی ہے اور میں گھر جا سکتا ہوں۔ اس کا آخری سوال تھا......

''کیا تمہارا شہر سے باہر جانے کا کوئی پروگرام ہے؟''

''نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔'' میں نے کہا اور کھڑا ہو گیا۔ ''لیکن سمنتھا کا کیا ہو گا؟''

''پولیس اپنا کام کر رہی ہے۔'' اس نے جواب دیا۔

صبح چار بجے کے بعد میں گھر پہنچا۔ ممّا کو فون کیا۔ نہیں معلوم وہ بیدار تھی یا نہیں۔ ویسے بڑھتی عمر کے ساتھ اس کی نیند کم ہوتی جا رہی تھی۔ میں نے اسے کچھ بتائے بغیر کل کی مصروفیات منسوخ کرنے کے لیے کہا۔ وہ مزاج آشنا اور سمجھدار تھی۔ اس نے کوئی سوال نہیں کیا۔ بعدازاں میں نے بوربن کا جام لیا...... ان حالات میں بوربن کے بغیر نیند کا حصول دشوار تھا۔ جام نذرِ شکم کر کے میں لیٹ گیا۔

☆☆☆

اس بار آنکھ کھلی تو وجہ فون کی گھنٹی ہی تھی۔ فون کرنے والا سراغرساں ٹیری تھا۔ وہ کچھ دیر کے لیے آنا چاہتا تھا۔ میں نے سمنتھا کے بارے میں سوال کیا۔ اس کا جواب تھا کہ آ کر بتاتا ہوں...... وہ دونوں پہنچے تو میں نے سابقہ سوال دہرایا۔

''وہ مل گئی ہے۔'' فرینک نے جواب دیا۔

''تمہارا مطلب ہے...... وہ ٹھیک ہے؟''

''پوری طرح نہیں۔ ظاہر ہے اس کا شوہر مارا گیا ہے۔''

''لیکن وہ زندہ ہے؟'' میرا سوال تھا۔ اثبات میں جواب آیا۔

''وہ کہاں تھی؟'' میں نے دوسرا سوال کیا۔

''ہاں یہ اہم بات ہے۔ دراصل اسے تلاش کرنے میں ہمارا کوئی کردار نہیں ہے۔'' ٹیری نے کہا۔ ''وہ صبح واپس آئی تو ہم سے ملاقات ہوئی۔''

''واپس آئی؟''

''ہاں، وہ بوسٹن میں تھی۔''

میں ہکا بکا رہ گیا۔ ''کچھ سمجھا نہیں۔''

''ہم بھی نہیں سمجھے...... لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ بوسٹن میں تھی۔ ایک ہفتے سے وہاں تھی۔ رٹز۔ کارلٹن ہوٹل سے تصدیق ہو چکی ہے۔''

''یہ ناممکن ہے۔'' میں حیران تھا۔

''تمہارے بیان کے مطابق ناممکن ہے لیکن کیا کیا جائے۔ وہ کہتی ہے کہ وہ تم سے نہیں ملی نہ تمہیں جانتی ہے۔''

میں نے سر جھٹکا۔ ''ہم سمنتھا کے بارے میں بات کر رہے ہیں جس کے بھورے بال شانے سے نیچے ہیں۔ نیلی آنکھیں...... گوری رنگت۔ قد پانچ فٹ چھ انچ ہو گا۔ موٹی ہے نہ دبلی؟''

''ٹھیک کہہ رہے ہو۔'' فرینک نے کہا۔ ''لیکن اس کا قد پانچ فٹ دس انچ ہے۔''

میں حیرت سے پرے اسرار کی دنیا میں تھا۔

''تمہارے پاس تصویر ہے؟''

''فی الحال نہیں۔''

''یہ ممکن نہیں ہے، تاہم وہ بوسٹن میں کیوں تھی؟''

''چلڈرن ایڈ سوسائٹی کی کانفرنس......'' فرینک نے

کہا۔

''ہوٹل کے ملازمین اور کانفرنس کے متعدد شرکا سے بات کر چکے ہیں۔'' ٹیری نے اضافہ کیا۔

میں اپنی جگہ پر گنگ تھا۔ ذہن سوالات کے بھنور میں چکرا رہا تھا۔

''ڈاکٹر، ایک گلاس پانی ملے گا۔ حلق خشک ہو چکا ہے۔'' ٹیری نے کہا۔

''کیوں نہیں۔'' میں کچن کی طرف گیا۔ کولر سے گلاس بھرا۔

''خوب صورت کچن ہے۔''

میں پلٹا۔ وہ دونوں کچن میں آ گئے تھے۔ میں نے گلاس ٹیری کو پکڑایا۔ ''میں سمنتھا سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔''

''ملاقات ہونی چاہیے۔'' فرینک نے کہا۔ ''لیکن وہ اس وقت صدمے کی کیفیت سے دوچار ہے۔ فوری طور پر ملاقات کے لیے تیار نہیں ہے۔ خاص طور پر ان سے جن کو وہ جانتی نہیں......''

''ملے بغیر یہ معما کیسے حل ہوگا؟'' میں نے استفسار کیا۔

''ڈاکٹر، ہم ملاقات کا بندوبست کریں گے۔''

''یہی بہتر ہوگا۔'' میں نے کہا۔

''ڈاکٹر، کیا یہاں سے کوئی چاقو کھو گیا ہے؟''

میں نے فرینک کو دیکھا پھر اس کی نظروں کا پیچھا کیا۔ وہ معروف برانڈ کے سیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا جس میں چاقو رکھنے کے سات خانے تھے۔ ایک خانہ خالی تھا۔ میرے ذہن میں جھماکا ہوا۔ میں اس کے ذومعنی سوال کا مفہوم سمجھ گیا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو؟'' میری آواز چیخی اور تیور بدل گئے۔

''ڈاکٹر خفا ہونے کی بات نہیں ہے۔''

''ہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ضرورت...... کچھ کہنا ہے تو براہِ راست سیدھی بات کرو ورنہ مت کرو...... میں اب تک ہر سوال کا جواب دیتا آیا ہوں...... سیدھا اور سچ۔ مکمل تعاون کیا ہے۔ اگر تم کچھ غلط سوچ یا سمجھ رہے ہو تو بہتر ہے یہاں سے چلے جاؤ۔''

''میں معذرت خواہ ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم تمہارے تعاون کی قدر کرتے ہیں۔ ہم ابھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچے لیکن جلد ہی تہ تک پہنچ جائیں گے۔''

ان کے رخصت ہونے پر میں کافی بنانے لگا۔ نظر پانی کے گلاس پر گئی جو ٹیری نے طلب کیا تھا۔ وہ پیاسا تھا جبکہ گلاس جوں کا توں لبریز تھا۔ میں گلاس کو گھور رہا تھا۔

سام کینٹ۔ سمنتھا کینٹ۔ مسز سمنتھا کینٹ۔

میں نے فون پر پارکر کی سیکریٹری کا نمبر ملایا......

''کیا ہو رہا ہے؟'' وقفے کے بعد پارکر کی آواز آئی۔

''بہت کچھ...... میں تمہارے آفس آنا چاہتا ہوں۔''

''اوہ...... ہ...... کیوں نہیں۔ سب خیریت ہے؟''

''نہیں معلوم۔'' میں نے جواب دیا۔

☆☆☆

وہ اپنے آفس میں میرا منتظر تھا۔ اس نے پیشانی پر بینڈ ایج کو دیکھ کر سوال کیا۔ ''کیا معاملہ ہے؟''

''طویل کہانی ہے۔'' میں نے گہری سانس لے کر خارج کی۔ بتانے کو بہت کچھ تھا۔ کہاں سے شروع کروں۔ میں نے سوچا۔ سام کینٹ کی کال سے شروع کرنا چاہیے...... جو رات ڈھائی بجے موصول ہوئی تھی۔ سمنتھا عرف سام کے بارے میں گزشتہ حقائق میں پہلے ہی پارکر کے گوش گزار کر چکا تھا۔ میں نے من و عن تمام کہانی سنائی۔ کہانی کا اختتام وہ تھا جب آج دونوں سراغ رساں میرے اپارٹمنٹ سے رخصت ہوئے تھے۔

پارکر خاموشی، تحمل اور توجہ سے سنتا رہا۔ یہ ایک طویل نشست ثابت ہوئی۔ میری کہانی ختم ہونے کے بعد پارکر کے سوالات کا آغاز ہوا۔ دورانِ سماعت اس نے کم سوالات کیے تھے۔

پارکر نے کہا۔ ...... ڈیوڈ کہانی کے دو رخ ہیں۔ ایک پہلو کا تعلق ان باتوں سے ہے جو تم جانتے ہو اور ثابت کر سکتے ہو۔ دوسرے رخ کا تعلق ان امور سے ہے جو تمہیں بتائے گئے۔ مثلاً ان دونوں نے تمہیں بتایا کہ سمنتھا کینٹ بوسٹن میں تھی اور وہ تمہیں نہیں جانتی۔ فی الحال یہ بتایا گیا ہے۔ ثبوت نہیں ہے۔ ممکن ہے وہ چارا ڈال رہے ہوں، فرض کرو ان کی بات درست ہے تو تمہاری مشکلات کا آغاز ہونے والا ہے...... کچن میں انہوں نے پانی نہیں پیا۔ ڈیوڈ وہ چاقو دیکھنے آئے تھے۔ اس کا مطلب ہے آلۂ قتل دریافت کر لیا گیا ہے۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ آلۂ قتل کا تعلق تم سے تو نہیں۔ انہوں نے جائے واردات پر تمہاری مرہم پٹی نہیں کی تھی...... اس کی آڑ میں تمہارے خون کا نمونہ محفوظ کیا تھا۔ سب سے پہلا کام جو تم کو کرنا ہے، وہ یہ ہے کہ تم اپنے ''پراسرار مریض'' کی موجودگی ثابت کر سکو۔ معاملہ

تمہارے مریض کے گرد گھوم رہا ہے۔ توجہ وہیں مرکوز رکھو۔ کئی مسئلے ہیں...... اس نے ادائیگی کیش کی شکل میں کی تھی۔ تمہارا خیال ہے کہ کسی نے اسے تمہارے آفس میں نہیں دیکھا۔ ممکا کو اس نے ای میل کی تھی۔ اس نے فون نمبر بھی نہیں دیا۔ تم نے سیشن کے بعد جو نوٹس لکھے تھے، ان کی اہمیت اس لیے نہیں ہے کہ وہ تم نے لکھے تھے۔ اعتراض کیا جائے گا کہ تم کچھ بھی لکھ سکتے ہو۔''

میں سمجھ رہا تھا کہ پارکر کس طرف جا رہا ہے اور میں کیا حماقتیں کر چکا ہوں۔ تاہم میں بھی صبر کے ساتھ سن رہا تھا۔

''اس کا فون لینڈ لائن پر آیا تھا۔'' پارکر نے پھر کہنا شروع کیا۔ ''لہٰذا مقامی ریکارڈ سے مدد نہیں ملے گی۔ کیونکہ اس ریکارڈ میں جانے والی کالز محفوظ ہوں گی۔ کیسپر سوسائٹی کی پارٹی میں اسے کیونکر علم ہوا کہ تم وہاں ہو؟''

''میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔'' میں نے جواب دیا۔

''کیسپر سوسائٹی، پریس ریلیز جاری کرتی ہے۔ جس میں ان افراد کی فہرست ہوتی ہے جن کو مدعو کیا گیا ہو۔ فہرست دیکھ لیں گے لیکن میرا نہیں خیال کہ اس کا نام ہوگا۔ اس نے آخر تک تمہیں اپنے شوہر کا نام نہیں بتایا تھا۔ تمہاری کہانی کے مطابق پارٹی سے کوئی گواہ ملنا مشکل ہے۔ کیونکہ تمہاری مڈبھیڑ ہال سے باہر ہوئی تھی...... پھر وہ تمہیں پیادہ گزرگاہ پر لے گئی۔ بعدازاں تمہارے اپارٹمنٹ میں۔ شوہر کے بارے میں اس نے بتایا کہ وہ سفر میں ہے۔''

پارکر کی پیشانی پر شکنیں تھیں۔ ''شاندار منصوبہ...... چالبازیاں۔ وہی تمہارے کچن سے چاقو لے گئی۔ صرف ایک کمزوری ہے...... ایک سقم۔ رات ڈھائی بجے فون آیا تو وہ کیونکر آگاہ تھی کہ تم سیدھے وہاں پہنچ جاؤ گے؟ اگر تم پولیس کو اطلاع کر دیتے تو سارا کھیل چوپٹ ہو سکتا تھا۔ کیا ایسی صورت میں تمہارے ''پُراسرار مریض'' کے پاس کوئی پلان B تھا؟''

''تمہیں یقین ہے کہ چاقو وہ لے کر گئی؟'' میں نے سوال کیا۔ اندر ہی اندر میری پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

''ایک سو ایک فیصد۔'' پارکر نے جواب دیا۔ ''کونراڈ برچ کو اسی چاقو یا چھرے سے ہلاک کیا گیا ہے۔ نیز قیاس غالب ہے کہ تمہاری مریضہ جعلی سمنتھا کینٹ تھی۔''

''تم نے اتنی آسانی سے کڑیاں ملا دیں۔ غلطی تو نہیں کر رہے؟'' میں نے کہا۔ تاہم میری آواز بے جان تھی۔

''نہیں دوست۔'' وہ چرمی کرسی میں دراز ہو گیا۔ ''غلطی ہوئی تو مجھے خوشی ہوگی۔ بصورت دیگر تمہیں بطور قاتل پھنسا دیا گیا ہے۔''

☆☆☆

''کل بھی چھٹی کرو۔'' پارکر نے کہا۔

''نہیں، مشکل ہے۔'' میں نے انکار کیا۔

''تم منصوبہ سازوں کے نشانے پر ہو۔ کل سارا دن میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔''

''کیوں؟''

''سراغ رسانوں سے نمٹنے کے لیے۔ کل تمہیں کونراڈ برچ کا لنک تلاش کرنا ہے۔ تم نے اسے کب اور کہاں دیکھا تھا۔ ہمیں یہ معلوم ہو گیا تو ان دونوں کا سامنا کرنے میں آسانی ہوگی۔''

''اگر میں کونراڈ کا سراغ نہ لگا سکا؟''

''تب انتظار کرو۔ انہوں نے تمہیں جائے واردات پر دیکھا ہے اور اصل قاتل نے وہاں عدم موجودگی ثابت کر دی ہے۔ آلۂ قتل ان کے پاس ہے...... ان کے نزدیک وہ تمہارا ہے۔ ایک چیز غائب ہے، تمہارے پاس محرک نہیں ہے...... کوئی وجۂ قتل نہیں ہے۔ میں شرط لگاتا ہوں کہ جلد یا بدیر وہ دونوں پھر آئیں گے۔''

''اس صورت میں کیا مجھے تعاون کرنا چاہیے؟''

''نہیں۔'' پارکر نے کہا۔ ''تمہاری یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ تم کونراڈ کو نہیں جانتے۔ انہیں موقع نہیں ملنا چاہیے کہ وہ تمہیں جھوٹا ثابت کر دیں۔ ایک لفظ منہ سے مت نکالنا۔ مجھے کال کرنا۔ اس دوران میں اپنے چند دوستوں سے بات کرتا ہوں۔''

''ایک منٹ، سمنتھا کا بیٹا؟''

''غالباً یہ جھوٹ تھا۔''

☆☆☆

واپسی پر میرا ذہن اُلجھا ہوا تھا۔ خیالات...... سوالات...... تفکرات...... وہ فنکارہ تھی، اداکارہ تھی۔ کتنی کاریگری سے میرے گھر تک آئی۔ کتنی خوب صورتی سے مجھے اپنا گھر دکھا دیا۔ وہ جانتی تھی کہ کال کرنے پر میں گھر آؤں گا۔ وہ کون تھی؟ وہ نقلی سمنتھا تھی۔ سب کچھ عام سا تھا۔ فطری انداز تھا لیکن اس کی آڑ میں خوفناک جال تھا اور میں بہ آسانی اس جال میں پھنس گیا۔ اس کے پاس گھر کی چابی تھی۔ اسی نے کونراڈ کو ختم کیا...... وہ اصلی سمنتھا کو جانتی تھی۔ اس کے مقاصد کیا تھے؟ مجھے کیوں پھنسایا گیا؟ کیا وہ آگاہ تھی کہ میں کونراڈ سے واقف ہوں؟ اگر دو سمنتھا تھیں تو ان دونوں کا آپس میں کیا تعلق تھا؟

کیب میں گھر جانے کے بجائے میں نے آفس کا رخ کیا۔ وہاں کوئی مصروفیت نہیں تھی۔ میں اپنے ہی آفس میں چوروں کے مانند داخل ہوا۔ روشنی کر کے میں نے B کی فائلیں نکالیں...... برچ، کونراڈ۔ بیس منٹ میں، میں نے فائل تلاش کر لی۔ فولڈر میں ایک ہی صفحہ تھا۔ ایک کے بعد دوسرا سیشن نہیں ہوا تھا، میں نے تاریخ دیکھی۔ ایک برس پہلے کی بات تھی۔ میں نے آنکھیں بند کر کے تصور کیا۔ اس روز کی ملاقات کے بارے میں کچھ یاد نہ آیا۔ تصور میں بار بار خون میں لت پت لاش ابھر رہی تھی۔ جو میں نے اس کے گھر میں دیکھی تھی۔ میں نے نوٹس پڑھے...... اس کا افیئر چل رہا تھا اور وہ اپنی گرم مزاج بیوی سے بھی خوف زدہ تھا۔ نوٹس کے مطابق وہ اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا تھا...... وہ جاننا چاہ رہا تھا کہ وہ صورتِ حال کو کیسے سنبھالے۔

میں نے اسے پیشہ ورانہ مشورے دیے تھے۔ تاہم وہ دوبارہ آیا ہی نہیں...... کیا میرا ''پُراسرار مریض'' کونراڈ کی بیوی تھی؟ یا اس کی محبوبہ؟ لیکن میں درمیان میں کہاں سے آ گیا؟ میں نے سام کینٹ کے دونوں سیشنز کے نوٹس نکالے۔ بغور دو مرتبہ مطالعہ کیا۔ پارکر کی ہدایت کے مطابق میں کوئی بھول چوک، کوئی غلطی تلاش کر رہا تھا...... نوٹس میں سے کوئی کارآمد نکتہ سامنے نہیں آیا۔ دونوں سیشن میں اور کیسپر سوسائٹی کی پارٹی میں ملاقات کے دوران میں، میں نے نہیں، اس نے تھراپی کر ڈالی تھی...... میری تھراپی۔ نتیجتاً میں نے کٹھ پتلی کے مانند ردِعمل پیش کیا اور رات ڈھائی بجے کی کال پر سیدھا دامِ تزویر میں جا گرا۔ بے بسی کا احساس تھا۔ بدترین صورتِ حال تھی۔

☆☆☆

میں گھر پہنچا تو عمارت کا مالک رابرٹ گورڈن نیچے لابی میں موجود تھا۔ ''میں اطلاع ملتے ہی آ گیا تھا۔'' اس نے کہا۔ ''میں نے وکیل کو بلایا ہے۔ تمہاری غیر موجودگی میں یہ کیسے ہو گیا؟''

''مسٹر گورڈن، کیا ہو گیا؟''

''دو آفیسر آئے تھے، سرچ وارنٹ لے کر...... تمہارے اپارٹمنٹ کی تلاشی کے لیے۔ گارڈ نے مجھے فون کر دیا۔''

''کب کی بات ہے؟'' میں نے بے قراری سے سوال کیا۔

''ڈیڑھ گھنٹا پہلے، وہ کچھ دیر پہلے واپس گئے ہیں...... ڈاکٹر ڈیوڈ......''

میں پہلے ہی ہوا ہو چکا تھا۔ وہ میرے پیچھے دوڑا۔ ایلیویٹر میں، میں نے نمبر بائیس پر ہاتھ مارا۔ بائیسویں منزل پر ہم دونوں ساتھ باہر آئے۔ میرا اپارٹمنٹ لاک تھا۔ میں نے چابی نکالی۔ اندر بظاہر سب ٹھیک تھا لیکن میں نے محسوس کر لیا کہ تلاشی لی گئی تھی۔ میں کچن میں گیا۔ میرا اندازہ ٹھیک نکلا۔ ہینکلز کی چھریوں کا پورا سیٹ غائب تھا۔ پانی کے جس گلاس میں سے اس نے چسکی بھی نہیں لی تھی۔ وہ اب خالی پڑا تھا۔ دونوں کے خلاف میرے اندر نفرت کی لہر نے جنم لیا۔ میں نے اوپر تلے دو جام تیار کر کے نوش کیے اور فون اٹھایا...... پارکر کی بیوی کی آواز آئی۔ رسمی کلمات کے بعد اس نے پارکر کو بلایا۔

''ہاں دوست؟'' پارکر کی آواز آئی۔

''دونوں مردود میرے اپارٹمنٹ کی تلاشی لے گئے ہیں۔''

''جانتا ہوں۔'' اس نے کہا۔ ''میرے دوست نے بیس منٹ قبل مجھے اطلاع دی تھی۔''

''وہ چھریوں کا پورا سیٹ لے گئے۔''

''میری تھیوری درست تھی۔ آلۂ قتل ان کی تحویل میں ہے۔''

''وہ کہاں سے ملا؟'' میں نے سوال کیا۔

''قریبی گلی سے...... لاش والے کمرے کی کھڑکی کے نیچے جو گلی ہے۔ چھری پر خون ہے نہ انگلیوں کے نشان۔''

''اور وہ یہاں گھس کر تمام چھریاں لے گئے؟''

''صرف چھریاں نہیں۔'' پارکر نے کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

''ابھی مجھے درست اندازہ نہیں ہے۔ کوئی کاغذ ہے جو تمہاری پریشانیوں میں اضافہ کر دے گا۔ وہ لے گئے ہیں یا چھوڑ گئے ہیں۔ اپارٹمنٹ چیک کرنا۔ ہر جگہ، باتھ روم اور کتابوں میں بھی دیکھنا...... یہ بتاؤ، تم نے اپنے آفس میں کیا دیکھا؟''

میں نے پارکر کو کونراڈ کے بارے میں بتا دیا۔

''اس نے ادائیگی کیسے کی تھی؟''

''میں ممکا سے دریافت کروں گا۔'' میں نے جواب دیا۔

''یہ اچھی خبر ہے کہ تم کونراڈ کو کیسے جانتے ہو۔ بُری خبر یہ ہے کہ تم نے پولیس کو بتایا ہے کہ تم اسے نہیں جانتے۔ مریض کی فائل کھلوانا عدالت کے لیے بھی دشوار ہے پھر اُن کو کیسے علم ہوا۔''

"پارکر میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا..... نہ میں چاہتا تھا۔"

"تم جیل جانا بھی نہیں چاہو گے۔"

میں نے گہری سانس لی۔ "یہ ہونے والا ہے؟"

پارکر خاموش رہا۔ سکوت نہایت بُرا شگون تھا۔

"پارکر تم کیا چھپا رہے ہو؟"

اس مرتبہ پارکر نے گہری سانس لی۔ "کل قتل کے الزام میں تمہیں گرفتار کیا جائے گا۔"

میں بپھر گیا..... وہ خاموش رہا۔ میں خود کو بچانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ادھر میرا بہترین دوست مجھے جیل کا راستہ دکھا رہا تھا۔

"میں نے ڈسٹرکٹ اٹارنی سے گفت وشنید کی ہے۔ کونراڈ، وال اسٹریٹ کا بڑا نام تھا۔ ہم انہیں گرفتاری کا موقع نہیں دیں گے..... بلکہ خود جائیں گے۔ میں نے ڈسٹرکٹ اٹارنی سے وعدہ کیا ہے کہ تم پورا تعاون کرو گے اور اس نے یقین دہانی کرائی ہے کہ گرفتاری سے پہلے کم از کم ایک میٹنگ ہوگی۔ ہمیں وقت مل جائے گا۔"

"فائدہ؟" میں نے سوال کیا۔

"خود گرفتاری دے کر بعد ازاں ہمیں اعانت حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔"

"کیا وہ راضی ہیں؟"

"مشکل ہے۔ تاہم تمہاری حیثیت ملزم کی ہوگی۔ مجھے شیئرز، بانڈز اور بچت..... اپارٹمنٹ اور جھیل کنارے کاٹیج کی فروخت......" وہ اچانک چپ ہوگیا۔

میں بھانپ گیا۔ کاٹیج میری مرحوم بیوی سے منسوب تھا۔ ربیکا زندہ ہوتی تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ تاخیر ہو رہی تھی۔ میں نے ذہن میں حساب جوڑا۔ بیسٹ سیلر "ہیومن پنڈولم" کی رائلٹی، ہوا کا خوشگوار جھونکا تھا۔

"ساڑھے تین ملین۔" میں نے کہا۔

"سیال حالت میں کتنا ہے..... فوری دستیاب؟"

"دو ملین کے لگ بھگ۔" میں نے جواب دیا۔

"گڈ۔" وہ بولا۔ "ضرورت پڑی تو میں بھی انتظام کرلوں گا۔"

"شکریہ۔"

"شکریے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"وکالت تم کرو گے؟"

"نہیں، یہ مختلف میدانِ جنگ ہے اور لڑنے کے لیے کھلاڑی بھی موزوں درکار ہے۔ تاہم ضمانت تک میں ساتھ رہوں گا۔"

"تم نے کسی بہتر کا بندوبست کیا ہے؟"

"نہیں۔ بہترین کا۔" پارکر نے جواب دیا۔

رات سونے سے قبل میں نے فون پر ممکا کو مختصر احوال بتا دیا۔ نیز یہ بھی معلوم کرلیا کہ کونراڈ نے بذریعہ چیک ادائیگی کی تھی۔ کچھ سوالات کیے اور چند ہدایات دیں۔

اس رات میں گہری پُرسکون نیند سویا۔ بیس منٹ کے لیے..... پارکر کی ہدایت کے مطابق صبح مقررہ وقت پر میں کرائسلر بلڈنگ میں تھا۔ میں پارکر کے ساتھ پینتالیسویں منزل پر آیا۔ اس دوران اس نے بتایا کہ ہم کس سے ملنے جا رہے ہیں۔ اس آدمی کا نام وکٹر گلاس تھا۔ وکٹر...... ایڈورڈ، ایک مشہور لاء فرم کا مینجنگ پارٹنر تھا۔ یہ شہر کی قدیم فرموں میں سے ایک تھی۔ پارکر نے بتایا کہ وکٹر کی کھوپڑی میں بہترین قانونی دماغ ہے۔ فرم کے زیادہ تر وکلا کی کامیابی کی شرح ستر فیصد سے اوپر ہے۔ جو بھی ہو، تمہیں بہترین اور شاطر وکیل ملے گا...... آہنی کرمنل ڈیفنس۔

ہم فرم کے الٹرا موڈرن استقبالیے میں داخل ہوئے۔ وہاں موجود کراری، مہکتی، دہکتی حسینہ نے کوئی بٹن دبایا۔ اس کے سر پر ہیڈ سیٹ تھا۔

"اوکے، شکریہ۔" اس نے مائیک میں کہا اور ہماری طرف دیکھ کر دل آویز انداز میں مسکرائی۔ "مسٹر گلاس چند منٹ میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔" ہم آرام دہ چرمی کاؤچ پر بیٹھ گئے۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ لاء فرم ہے یا فائیو اسٹار ہوٹل...... واؤ گلاس۔ مسٹر گلاس۔ میں نے مسکراہٹ دبائی۔ دل نے کہا تھا، نازنین سے پینے کے لیے ایک گلاس کی فرمائش کر ڈالو۔ پارکر نے بریف کیس کھول کے ایک فولڈر مجھے پکڑا دیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ پریشانی میں نازنین اور مے نوشی کا خیال کیوں آیا۔

"یہ کیا ہے؟"

"وکٹر کی پریس کٹ۔"

میرا ایک ابرو اوپر گیا۔ میں نے فولڈر کھول کے اوراق پر نظر ڈالی۔ وکٹر گلاس ہر جگہ تھا۔ ہارورڈ لاء ریویو سے پلے بوائے تک۔ اس کے بارے میں مضامین تھے۔ ایسکوائر کے ایک مضمون میں اس کا فوٹو نظر آیا۔ مجھے ادراک ہوا کہ میں اسے ٹی وی پر دیکھ چکا ہوں۔ معاً احساس ہوا کہ پارکر اٹھ رہا ہے۔ میں نے فولڈر بند کر دیا۔ وکٹر استقبالیے میں موجود تھا۔ اس نے سیکریٹری کو نہیں بھیجا تھا۔

استقبال کے لیے خود آیا تھا۔ شستہ اشارہ تھا۔

''کافی اچھا ہے۔'' پارکر نے کہا۔

''اور اچھا ہوتا اگر تم رے چارلس (امریکی موسیقار، گلوکار) ہوتے۔'' وکٹر مسکرایا۔

میں نے دیکھا نازنین اپنی ہنسی دبا رہی تھی۔ دونوں نے ہاتھ ملائے۔ میں نے کاؤچ چھوڑ دی۔ پارکر نے تعارف کرایا۔ وہ مسکرایا۔ اس کے دانت سفید سے زیادہ سفید تھے۔ عمر کے اعتبار سے چالیس سے ذرا ہی اوپر ہوگا۔ وہ کسی مووی کا کردار معلوم ہوتا تھا۔

''اندر بات کرتے ہیں۔'' وکٹر نے دعوت دی۔ ہم طویل کوریڈور میں اس کے پیچھے گئے۔ دروازے پر دو ذی نفوس کھڑے تھے۔ باڈی گارڈ نہیں...... سیکسی ماڈل۔ میں نے یہی محسوس کیا۔ ایک کے بال سرخ تھے۔ دوسری کے سنہری۔

''ایشلے، میری کالز کا خیال رکھنا۔'' وکٹر نے سنہری بالوں والی سے کہا۔ سرخ بالوں والی ہمارے آفس میں آ گئی۔

''کافی پسند کریں گے آپ لوگ؟'' وکٹر نے کہا۔

میرا ذہن کہیں تھا اور دل کہیں۔ دل نے کہا، سیر چشمی کی قسم...... اے بندہ خرابات...... نگاہ فسوں گر سے پلوا دے۔ میں رنگین مزاج نہیں تھا۔ ہوتا بھی تو یہ لمحہ ہوش طلبی کا تھا۔ لیلیٰ ہستی، پستی کی زد میں تھی۔ وکٹر کی پیشکش ہم دونوں نے شکریے کے ساتھ منع کر دیا۔

سیکریٹری نمبر دو مسکراتی ہوئی سبک خراماں نکل گئی۔ ہم ڈیسک سے ہٹ کے چار بڑی کلب چیئرز پر بیٹھ گئے۔ چوتھی کرسی خالی تھی۔ پارکر پہلے ہی وکٹر کو حالات کی تصویر دکھا چکا تھا۔ تاہم وہ براہِ راست مجھ سے سننا چاہتا تھا۔ الف سے ی تک۔ جب پہلی مرتبہ سمنتھا کینٹ میرے آفس آئی تھی۔

میں نے حتی الامکان سکون اور جزئیات کے ساتھ قصۂ حیرت افزا گوش گزار کیا۔ یہاں وہاں، اِدھر اُدھر...... اس نے سوالات کیے۔ جو بظاہر سطحی نوعیت کے تھے۔ مثلاً میں گھر پر کیا پینا پسند کرتا ہوں...... غالباً وہ مجھے جانچ رہا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اس کے لیے میرے جوابات اہم نہیں تھے۔ وہ گہرائی میں کچھ اور دیکھنا چاہ رہا تھا...... وکٹر نے اپنے نوٹس پر نظر ڈالی اور سوال کیا۔ ''یعنی تم نے کونراڈ برچ کو قتل نہیں کیا؟''

''یہی میں نے بتایا تھا۔'' میری آواز میں دلیری کا عنصر تھا۔

''نہیں۔'' وہ بولا۔ ''تم نے جو کہا، وہ تمہارے بیان کو سہارا دیتا ہے۔ اس حد تک ٹھیک ہے۔ میں نے سوال کیا، تم نے جواب دیا۔ بات باڈی لینگویج کی ہے۔ جو کہہ رہی تھی کہ تم نے قتل نہیں کیا۔''

''یہ خوش آئند ہے کہ میرا لائر مجھ پر بھروسا کرتا ہے۔'' میں نے کہا۔

''ہاں، سوائے اس بات کے...... تمہاری وکالت میں نہیں کروں گا۔''

میں نے پارکر کی طرف دیکھا۔ وہ بھی میری طرح اُلجھا ہوا نظر آیا۔

''کیا کوئی بھی میری نمائندگی نہیں کرے گا؟''

''میرا مطلب تھا کہ میں بذاتِ خود فرنٹ پر نہیں ہوں گا۔'' وکٹر نے کہا۔ ''اگر واقعی عدالت تک جانا پڑا۔''

''لیکن کیوں؟'' میں نے دوسرا سوال کیا۔

''کیونکہ میں مرد ہوں...... اس لیے۔'' وہ بولا۔ اس سے پیشتر کہ وہ مزید وضاحت کرتا۔ پارکر اُچھل پڑا۔

''کیونکہ تمہارا کیس چلے گا مرد کے قتل پر۔'' پارکر نے مجھے دیکھا۔ ''اور تمہارے دفاع میں وکیل صفائی الزام رکھے گا عورت پر۔''

''ایسی عورت جو ابھی تک غیر مرئی ہے۔'' وکٹر نے کہا۔

''استغاثہ کی چالبازیوں کا وزن جیوری پر ہوگا جس کے ممبرز میں خواتین کی تعداد زیادہ ہوگی اور پہلی صف میں ایک غم زدہ، دکھیاری بیوہ براجمان ہوگی۔''

''اوہ۔'' میں اتنا ہی کہہ سکا۔

وکٹر نے بات بڑھائی۔ ''تمہیں مجھ جیسے ایک شاطر مرد کی ضرورت رہے گی جو آخر تک رزم گاہ میں ساتھ رہے۔ میں وہاں موجود ہوں گا۔ میں نگاہ رکھوں گا کہ بازی درست سمت میں جا رہی ہے۔ لیکن درحقیقت دفاع کے لیے تمہیں ایک حشر بداماں...... دلربا غارت گر کی ضرورت ہے۔''

''مجھ جیسی۔'' ایک سُریلی آواز آئی۔ ہم تینوں نے دیکھا۔ وہ بتِ طناز...... کافر ادا، چوکھٹ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ سفید بلاؤز، سیاہ اسکرٹ کی آخری حد گھٹنوں سے اوپر تھی۔ سب سے نمایاں اس کی مسکراہٹ تھی جس میں بے پناہ اعتماد تھا۔

''شیطان کا نام لیا...... اور حاضر۔'' وکٹر نے کہا۔

''وکٹر، شیطان مذکر ہے...... تمہارے لیے ٹھیک رہے گا۔'' وہ چہکی اور پارکر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ''پامیلا

گیریٹ۔''

یہ کورٹ میں بجلیاں گرائے گی یا دلائل دے گی۔ میں سوچ رہا تھا۔ پامیلا گیریٹ نے میری جانب دیکھا۔ میں نے مصافحے کی تیاری پکڑی۔ وہ دیکھ رہی تھی لیکن ہاتھ نہیں بڑھایا۔ ''تم پُرکشش ہو۔'' اس نے بلاتکلف تبصرہ کیا۔ گویا مصافحے کی کمی پوری کردی۔ وہ چوتھی خالی نشست پر جم گئی۔ وکٹر اور پامیلا کے درمیان چند چلبلے جملوں کا تبادلہ ہوا۔ پارکر بھی پیچھے نہیں رہا۔ یہ کیا ہورہا ہے۔ میں نے دل میں کہا۔ میری گرفتاری سر پر ہے اور یہاں شگوفے کھِل رہے ہیں...... سُر بکھر رہے ہیں۔ گویا انجمن ناز کی بات ہے۔

خیر جلد ہی سخنور میری طرف متوجہ ہوگئے...... میں نے اس عمارت کے کیمروں کا نکتہ پھر اٹھایا۔ جہاں میرا اپارٹمنٹ تھا۔

''بھول جاؤ۔'' پامیلا نے کہا۔ ''وہاں کچھ نہیں ملے گا۔ کیوں نہیں ملے گا...... یہ بعد کی بات ہے۔ سازشی گہرے ہیں۔ ورنہ نقلی سمنتھا وہاں نہ جاتی۔''

میں نے وکٹر کو دیکھا، وہ مطمئن نظر آیا۔ دفعتاً مجھے وہ کیب ڈرائیور یاد آیا۔ جسے میں نے اضافی کرایہ دیا تھا۔ کیب میں وہ مجھے جائے واردات پر لے گیا تھا۔ بالفاظ دیگر سمنتھا کے گھر پر۔ ''وہ ڈرائیور مجھے پہچان لے گا۔'' میں نے کہا۔

''اگر ایسا ممکن ہوا...... پھر بھی بات نہیں بنے گی۔'' پامیلا نے یہ خیال مسترد کرتے ہوئے وضاحت کی۔ ''کمرے کی کھڑکیاں کیوں کھلی تھیں۔ اس لیے کہ درجۂ حرارت گر جائے۔ کمرے کی سرد فضا نے موت کا وقت متعین کرنے میں کئی گھنٹے کا خلل ڈال دیا۔ تم موت کے وقت وہاں موجود نہیں تھے۔ ثابت کرنا مشکل ہوجائے گا۔ اس رخ پر سوچا تو جواب آئے گا کہ تم قتل کرکے واپس گھر گئے اور کال سن کر مریض کی مدد کے لیے وہاں گئے۔''

پامیلا کے تابناک چہرے کے مانند اس کا دماغ بھی روشن تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اسے جزئیات کیونکر معلوم ہوئیں۔ بہت جلد میری قانونی تکون...... وکٹر، پارکر اور پامیلا...... نے حقائق سے پہلوتہی اختیار کی اور اسٹریٹجی پر بات کرنے لگے۔

''ڈیوڈ، تم ٹھیک ہو؟'' پامیلا نے استفسار کیا۔

یقیناً میرے تاثرات برعکس عکاسی کررہے تھے۔ ''درحقیقت میں بہتر محسوس نہیں کررہا ہوں۔ میرے خیالات ایک سوال کے گرد چکرا رہے ہیں۔ ایک عورت مجھے قاتل کے کردار میں کیوں پھنسا رہی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے کیوں منتخب کیا؟ وہ اصلی سمنتھا تھی یا نقلی یہ بھی نہیں معلوم...... اس کا وجود بھی فی الحال غیر ثابت شدہ ہے۔''

''کیوں کے چکر میں نہ پڑو۔'' وکٹر نے کہا۔ ''ڈیوڈ تمہیں عجیب معلوم ہوگا لیکن یقین کرو ''کیوں'' کا سوال غیر متعلق ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب تم جیل سے باہر ہو گے، ضمانت پر۔ جیوری کو یقین کرنے دو کہ قتل تم نے کیا ہے...... تاہم ان کی یہ سوچ ہمارے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ ہم جیوری کی سوچ میں تبدیلی لائیں گے۔''

''میں جاننا چاہوں گا۔ میرے لیے بالائے فہم ہے۔'' میں نے کہا۔

''تمہیں الزام نہیں دیا جاسکتا۔ یہ تمہارا میدان نہیں ہے۔'' پامیلا نے کہا۔ ''غیر عقلی یا غیر منطقی رویّے کے ساتھ یہی مسئلہ ہے۔'' وہ میری طرف دیکھ کر دھیرے سے مسکرائی۔ ''ہر کوئی ہر بار قابلِ فہم اور عقل کے ساتھ وضاحت چاہتا ہے یا دیکھتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے یہ سطور ''ہیومن پنڈولم'' نامی کتاب میں پڑھی تھیں۔ تم نے سنا ہے کتاب کے بارے میں؟''

ہائے، تجاہلِ عارفانہ...... یہ بھولپن، میری کتاب کے بارے میں مجھ سے ہی استفسار کررہی تھی۔ کیا حسِ مزاح ہے۔

''ہاں نام سنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔'' میں نے غیر منطقی جواب دیا۔ جس میں منطق چھپی تھی۔ گویا سنجیدگی کی گرد جھاڑی۔

''تم اور تمہارے ''پُراسرار مریض'' کے درمیان جو بھی گفتگو ہوئی، میں شرط لگاتی ہوں کہ اس نے کبھی اس کتاب کا ذکر نہیں کیا ہوگا، درست ہے؟''

''درست ہے، کتاب کا ذکر نہیں آیا۔''

''یہ میرا اندازہ تھا۔'' پامیلا نے کہا۔ ''لیکن میں ملین ڈالرز اس بات پر لگاتی ہوں کہ اس نے کتاب کی ایک ایک سطر پڑھی ہے۔''

میں نے وکٹر کو مطمئن انداز میں سر ہلاتے دیکھا۔

''تم تیار ہو۔'' وکٹر نے گھڑی دیکھی۔

''پوری طرح تیار ہوں۔'' ہم سب کھڑے ہوگئے۔

''چلو پھر تمہاری گرفتاری کا انتظام کرتے ہیں۔''

☆☆☆

میرے دائیں جانب پامیلا گیریٹ براجمان تھی۔

بائیں طرف وکٹر گلاس۔ میں درمیان میں گویا قانونی سینڈوچ بن کے رہ گیا تھا۔ وکٹر کے آفس میں پہلی ملاقات کو کئی ماہ بیت گئے تھے...... میں گرفتار تھا۔ توقع کے برخلاف ہم ابھی تک ضمانت حاصل نہیں کر پائے تھے۔ البتہ میری شہرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ ٹرائل، ہائی پروفائل تھا۔ میز کی دوسری طرف موجود ٹیم بھی تین افراد پر مشتمل تھی۔ سراغ رساں ٹیری اور فرینک۔ تیسرا ڈسٹرکٹ اٹارنی گلین ہیمرسن تھا۔ ہیمرسن کی عمر چالیس بیالیس سال کے آس پاس ہوگی۔ وزن نارمل سے کچھ کم ہی ہوگا۔ شخصیت عام سی تھی۔ جبکہ وکٹر اکیلا ہی تینوں پر چھایا ہوا تھا۔ پارکر اور پامیلا کی خدمات علی الترتیب تین سو پچاس ڈالرز فی گھنٹا تھیں۔ اور وکٹر پانچ سو ڈالرز فی گھنٹا۔ پارکر نے دوستی کا حق ادا کیا اور اپنے معاوضے سے دست کش ہوگیا تھا۔ ضمانت کے حصول تک وہ ہمارے ساتھ تھا۔

وکٹر نے باتھ روم کے لیے معذرت کی اور اٹھا۔ چند منٹ کے لیے۔ میں خود کو حساب کتاب سے روک نہ سکا۔ تاہم اس میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا کہ پارکر نے مجھے محفوظ و مضبوط ہاتھوں کے حوالے کیا تھا۔ پامیلا ظاہر ہے اسکرٹ میں نہیں تھی۔ تاہم اس کا حسن بول رہا تھا۔ انداز اور اعتماد متاثر کن تھا۔ ٹیری اور فرینک اس کے جلوۂ صدرنگ سے بے نیاز دکھائی دیے۔ لیکن ہیمرسن، گھنیری پلکوں کے پیچھے ڈھلک سا گیا تھا۔ مستزاد وکٹر کی موجودگی جیسے پورے کمرے پر قابو پا رہی تھی۔ اس کے باوجود مجھے ادراک تھا کہ ٹیری اور فرینک نے کافی مواد جمع کر لیا ہے۔ ناقابلِ تردید شواہد۔ پہلا مسئلہ۔ جائے واردات پر موجودگی کی وجہ میں ثابت نہیں کر سکتا تھا۔ آلۂ قتل کا تعلق میرے کچن سے تھا۔ دوسرا مسئلہ۔ تیسرا مسئلے کا تعلق وجہ یا محرک سے تھا۔ محرک وہ پرچہ تھا جو میرے اپارٹمنٹ کی کتابوں سے برآمد ہوا تھا۔ یہ رقم سے متعلق تھا۔ اس روز سام کینٹ نے رقعہ کیونکر آنکھ بچا کے وہاں رکھا تھا...... کاغذ نے میری دشواریوں میں اضافہ کر دیا تھا۔ یہ ایک خط کی فوٹو کاپی تھی۔

میں میز پر جھک کر اسے پڑھ رہا تھا۔ میرے تینوں ساتھی، شانوں پر سے پرچہ پڑھ رہے تھے۔ جس کے مندرجات کے مطابق کونراڈ نے میری دھمکی ناپسند کی تھی...... وہ بینک کی غلطی کے باعث بروقت رقم نہیں بھیج سکا تھا۔ آگے خط کشیدہ الفاظ میں اس نے لکھا تھا کہ مجھے غلط رویّہ اختیار کرنے کے بجائے صبر سے کام لینا چاہیے۔ اس دوران وہ معاملہ صاف کر دے گا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ، اس خط کے بارے میں کیا کہو گے؟'' ہیمرسن نے سوال کیا۔

''نہیں، ڈاکٹر ڈیوڈ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وکٹر نے سرعت کے ساتھ جواب دیا۔ ''پہلے ماہرین سے دستخط کی تصدیق ضروری ہے۔''

ہیمرسن کے ہونٹوں پر بناوٹی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ ''معقول بات ہے۔'' اس نے کہا۔ ''لیکن شاید ڈاکٹر سے ایک سوال دوبارہ کرنا چاہیے۔ جس کا جواب وہ پہلے دے چکے ہیں۔'' ڈاکٹر، تم کونراڈ برچ کو جانتے ہو؟''

وکٹر پھر کودا۔ ''وہ ڈاکٹر ڈیوڈ کا مریض رہ چکا ہے۔ صرف ایک سیشن کے لیے۔ ایک سال سے اوپر ہوگیا۔'' وکٹر نے فولڈر ہی سے ادائیگی کے چیک کی نقل نکالی۔ میں نے خیالات میں ممکا کا شکریہ ادا کیا۔

ہیمرسن نے ایک نظر ڈالی اور سوال کیا۔ ''تمہارے موکل نے پولیس سے جھوٹ کیوں بولا تھا؟''

''یہ ڈاکٹر کا پیشہ ورانہ استحقاق ہے کہ وہ مریض اور اس کے مسائل کو پردۂ اخفا میں رکھے۔'' وکٹر نے اطمینان سے کہا۔

''درست...... لیکن یہاں ایک آدمی مارا گیا ہے بلکہ قتل ہوا ہے۔''

''کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ڈاکٹر کا استحقاق مؤثر ہے۔''

ہیمرسن نے دیدے گھمائے۔ ''ایسی بات ہے تو ڈاکٹر ڈیوڈ نے اپنے مبینہ ''پُراسرار مریض'' کا ذکر کیوں کیا؟ اس کے علاج کے بارے میں کیا بتایا؟ اس کا نام خفیہ کیوں نہیں رکھا؟''

وکٹر نے بلاتامل جواب دیا۔ ''کیونکہ یہ زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔''

''تمہارا مطلب ہے ایسے مریض کی زندگی یا موت...... جس کا وجود نہیں ہے؟''

''ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ ثبوت دینے کا بوجھ کس پر ہے۔''

موضوع عارضی طور پر معطل ہوگیا۔ ہیمرسن نے پہلو بدلا۔ ''تم پسند کرو گے کہ تمہارے کلائنٹ کے خون کے نمونے پر بات کی جائے؟''

اس مرتبہ پارکر دخل انداز ہوا۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ کا خونی نمونہ حاصل کرنا غیر قانونی تھا۔ کیا اجازت لی گئی تھی؟''

''میں نہیں سمجھا؟'' ہیمرسن نے کہا۔

''اپنے آفیسرز سے معلوم کرو۔''

ہیمرسن نے ٹیری اور فرینک کی جانب دیکھا۔ ''لیکن یہ معیاری شہادت ہے۔'' وہ بولا۔ سراغ رساں خاموش رہے تھے۔

پارکر نے نفی میں سر ہلایا اور ایک لفظ کہا۔ ''ناقابلِ قبول۔''

اب پامیلا نے پہلی مرتبہ اپنی سُریلی آواز کا جادو جگایا۔

''جنٹلمین، ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔'' اس نے ہیمرسن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ وہ تاب نہ لاسکا اور مثبت انداز میں سر ہلایا۔

ڈیڑھ بجے مجھے پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ میں کچھ ہراساں تھا۔

☆☆☆

ساڑھے چار بجے مجھے کورٹ روم میں لایا گیا۔ پارکر بینچ پر بیٹھا تھا۔ پامیلا اس کے ساتھ تھی۔ پارکر پر نظر ڈال کے میں نے پامیلا کو دیکھا۔ وہ دھیمے سے مسکرائی اور سر کے اشارے سے خوداعتمادی کا اشارہ دیا۔ میں پوری طرح نہیں سمجھ سکا۔ اس نے انداز بدل کے اشارہ دیا۔ وہ ذرا سی جھکی اور ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ لیا۔ پھر آہستہ سے شانے پیچھے گئے...... میں سمجھ گیا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ سیدھے بیٹھو۔ جارحانہ انداز اپناؤ...... تم معصوم ہو۔ باالفاظ دیگر جج اور جیوری کے لیے اندازِ نشست و برخاست اہمیت کا حامل ہے۔ تاہم فی الوقت جج کا سامنا تھا۔ اس کی عمر زیادہ نہیں تھی، چہرے پر عینک موجود تھی۔ اندازِ گویائی تیز رفتار تھا۔ جیسے فائرنگ کر رہا ہو اور جلد جواب نہ ملنے پر وہ مزید تیز بولنے لگتا۔ پانچ منٹ میں اس نے تین وکلا کو فارغ کر دیا۔ محض اس لیے کہ وہ تیزی سے جواب نہیں دے رہے تھے۔

میرا نمبر سر پر تھا۔ ہمارا گینگ وہی تھا۔ میں اور میرے تین ساتھی۔ ہم جج کی طرف بڑھے۔ قریب پہنچنے سے پہلے ہی وہ شروع ہو گیا۔ وکٹر زبان چلانے میں جج سے زیادہ تیز تھا۔ تاہم اس نے کورٹ کے ضابطۂ اخلاق سے صرفِ نظر نہیں کیا۔ بعدازاں ہیمرسن اور جج کے مابین جملوں کا تبادلہ ہوا۔ ہیمرسن، پامیلا اور میری جانب دیکھنے سے پرہیز کر رہا تھا۔ میری توجہ اپنے پوز پر تھی۔

بالآخر ہیمرسن نے ریمانڈ کی درخواست کی۔ وکٹر فوراً ہی میرے گن گانے لگا کہ میں کتنا معزز شہری ہوں۔ اس نے مناسب رقم کے عوض میرے لیے ضمانت کی درخواست کر دی...... ہیمرسن نے اعتراض کرتے ہوئے جرم کی شدت بیان کی۔ وکٹر پینترا بدل رہا تھا کہ پارکر نے ٹانگ اڑائی۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ ایک سائیکولوجسٹ ہے۔ مریضوں کو اس کی ضرورت ہے۔ اب تک جرم ثابت نہیں ہوا۔ لہٰذا ڈاکٹر کو مریضوں سے دور رکھنا درست نہیں۔''

جج نے کہا۔ ''کیا تم نہیں سمجھتے کہ مریض ایسے ڈاکٹر کے قریب نہیں آئیں گے...... جس پر قتل کا الزام ہو؟''

پارکر مسکرایا۔ ''جناب مؤدبانہ عرض ہے کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔''

''وہ کیسے؟'' جج کے چہرے پر حیرت اور دلچسپی کے ملے جلے آثار نظر آئے۔

''مصیبت کو مصیبت میں راحت ہے۔''

''خوب، کچھ اور کہو۔''

''مریض بھاگیں گے نہیں۔ آئیں گے۔ وہ تکلیف میں ہیں اور ڈاکٹر بھی پریشان۔ دونوں ایک دوسرے کی تکلیف کم کریں گے۔ لنگڑا، لنگڑے کو دیکھ کر کچھ مطمئن ہو جاتا ہے۔ سب ہی لنگڑے ہوں تو لنگڑے پن کا احساسِ محرومی غائب ہو جاتا ہے۔''

جج کرسی میں پیچھے کی طرف گیا اور تقریباً ہنس دیا۔ پارکر کی بروقت حسِ مزاح اور محاورے کے باعث جیسے فضا یکدم تبدیل ہو گئی تھی۔ کمرے میں حاضرین کی ہنسی بھی بلند ہوئی تھی۔

جج نے ہتھوڑا بلند کیا۔ ''ایک ملین پر ضمانت دی جاتی ہے۔'' ہتھوڑا نیچے گرا۔ بینگ۔ میں اور میرے گینگ نے وہاں سے نکلنے میں تاخیر نہیں کی۔ میں نے پارکر کا شکریہ ادا کیا۔ پامیلا نے کہا کہ وہ کہیں ایک مضمون پڑھ چکی ہے...... جس کے مطابق ساٹھ فیصد جج کبھی نہ کبھی تھراپی کراتے ہیں۔''

''ہیومن پنڈولم میں تو ایسا کچھ نہیں لکھا۔'' میں مسکرایا۔

''نہیں۔'' پامیلا نے ایک آنکھ میچی۔

وکٹر نے دوسرا انداز اختیار کیا۔ ''پارکر معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنی موجودہ فرم میں خوش ہو...... کتنے محاورے تم نے یاد کر رکھے ہیں؟''

☆☆☆

میں رہا ہو گیا تھا۔ ضمانت پر ہی صحیح۔ ضروری کارروائی کے بعد میری ٹیم نے مجھے روانہ کر دیا تھا۔ عمارت کی لابی میں رپورٹرز اور کیمرا کریو کی بھیڑ تھی۔ میں لابی سے کترا کے دوسرے راستے کے ذریعے اوپر گیا۔ اپارٹمنٹ

میں پہنچا تو کئی اخبارات، چینلز کے علاوہ دیگر نیٹ ورکس کے پیغامات میرے منتظر تھے۔ سب مجھ سے رابطے کے خواہاں تھے۔ پارکر کی ہدایت کے مطابق میں نے کسی کو موقع فراہم نہیں کیا۔ یہ مکمل رہائی نہیں تھی۔ تاریخ پر مجھے ٹرائل کے لیے حاضر ہونا تھا۔ جج کے ساتھ گرینڈ جیوری کا بھی سامنا تھا۔

اس مرتبہ دوسری کورٹ تھی۔ جج اور جیوری کے اراکین بھی تھے۔ سات ماہ میں مقدمہ ہائی پروفائل شکل اختیار کر گیا تھا۔ ٹرائل بھی پُر رفتار تھا۔

☆☆☆

میں وکٹر کے ساتھ پامیلا کے کمرے میں بیٹھا تھا۔ چند روز بعد تاریخ تھی۔ نشست کا موضوع ظاہر ہے مقدمہ تھا۔ ابتدا میں ہماری توجہ ہیمرسن تھا۔ وہ کیا کرے گا۔ کچھ دیر بعد پامیلا نے جج کی بات کی۔ نئے کورٹ میں جیوری کے علاوہ جو جج تھا...... اس کا نام بارٹن لوماکس تھا۔ لوماکس عمر رسیدہ اور سخت جج تھا۔ مین ہٹن میں وہ اپنی پوزیشن پر تیس برس سے براجمان تھا۔ وہ اپنے اختیار کے معاملے میں بہت سخت تھا اور کوئی لچک نہیں دکھاتا تھا۔

پامیلا نے دعویٰ کیا کہ لوماکس پہلی مرتبہ ایک آہنی، غیر لچک دار دفاع کا سامنا کرے گا۔ ''چند روز دیکھو اور انتظار کرو۔'' اس نے میری طرف دیکھا۔ ''ہم دیکھیں گے کہ پانی کس رخ پر بہہ رہا ہے۔''

وکٹر نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہا۔ 'اوکے، تم باس ہو۔''

پامیلا نے ایک ہاتھ کان پر رکھا۔ ''کیا کہا؟''

''کیوٹ۔'' وکٹر نے میری جانب دیکھا۔ ''تم باس ہو'' یہ تین الفاظ اِسے بہت پسند ہیں۔'' اس نے پامیلا کی طرف اشارہ کیا۔

''ہاں، جب ''باس'' مجھے ''باس'' کہے۔ تب اچھا لگتا ہے۔''

''اوکے پھر کیا ارادہ ہے؟'' وکٹر نے کہا۔

پامیلا نے سراغ رسانوں کے بارے میں حکمتِ عملی واضح کی اور اپنے گواہان کی فہرست طلب کی۔ اگلے بیس منٹ تک ہم وٹنس لسٹ پر بحث کرتے رہے۔ کون سا گواہ کس حد تک میرے لیے مفید ثابت ہوگا۔ اس کے بعد ممکنہ نقصان کا جائزہ لیا گیا۔ جہاں ٹیری اور فرینک زیادہ اہم تھے۔ بعدازاں ممکا کا نام آیا...... جسے کمرائے عدالت میں بلایا جا سکتا تھا۔ تاہم وہ استغاثہ اور دفاع دونوں کے لیے غیر اہم تھی۔ بحث جاری رہی۔ زیادہ تر پامیلا بول رہی تھی۔

وہ مثالیں دے رہی تھی۔ بحث کو سمیٹتے ہوئے اس نے کہا۔ ''وہ تمہیں یوں پورٹریٹ کر رہے ہیں جیسے تم ایک کرمنل ماسٹر مائنڈ ہو۔ ڈیوڈ تم نہ صرف اجنبیوں کو الو بنا رہے ہو، بلکہ قریبی جاننے والوں کو بھی احمق بنانے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ تم مکار اور فطین ہو۔ فطانت کا منفی استعمال کرتے ہو۔ شیطانی دماغ رکھتے ہو۔ تم جانتے ہو ہمیں کیا کرنا ہے؟''

میں پامیلا کا منہ دیکھ رہا تھا۔ ''کیا کرنا چاہیے؟''

پامیلا کے موتی جیسے دانت چمکے۔ ''ہم اُن کو بتائیں گے کہ ان کی سوچ صحیح ہے۔ درحقیقت تم ایک خوفناک مجرمانہ ذہن رکھتے ہو۔''

میرا منہ کھل گیا۔ میں خود کو ہونق محسوس کر رہا تھا۔ وکٹر کا قہقہہ بلند ہوا۔ ''بہت اچھے'' وہ بولا۔ ''پسند آیا، بہت پسند آیا۔''

''ڈیوڈ، تمہیں؟'' پامیلا نے مجھے دیکھا۔

''میری کچھ سمجھ میں آیا۔'' میں نے کہا۔

پامیلا کی جگہ وکٹر نے زبان کھولی۔ ''یہاں استغاثہ کے مضبوط کیس کی چولیں ہل جائیں گی۔ ڈیوڈ سنو، اگر تم بہت چالاک، مکار ہو...... بلا کے منصوبہ ساز ہو، ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ تم پہاڑ جیسی غلطی کرو اور بچوں کی طرح پکڑے جاؤ...... ہا...... جیوری سوچنے پر مجبور ہو جائے گی کہ حقیقی ماسٹر مائنڈ کوئی اور ہے۔ جو مقدمے میں شامل ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ واقعی بہت مکار ہے۔ جیوری نے یقین نہیں کیا پھر بھی سوچے گی ضرور۔''

''ڈیوڈ۔'' پامیلا نے کہا۔ ''جیوری اس امکان پر غور کے لیے مجبور ہوگی کہ تمہاری ''پُراسرار مریضہ'' تمہارے ذہن کا تراشہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اور ابھی تک آزاد گھوم رہی ہے۔''

☆☆☆

دوسرے روز رات میں چائنیز فوڈ کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔ معاً خبروں نے توجہ اپنی طرف مبذول کرائی۔ پہلی اسٹوری کوئنز میں ایک مرڈر کی تھی۔ دوسری خودکشی کے بارے میں تھی۔ میں نے ابھی حیران ہونا شروع کیا تھا کہ اینکر پرسن نے دس بارہ مہینے پہلے ہونے والے قتل کے مقدمے کی بات شروع کر دی۔ اس مقدمے نے شہر کو ہلا کے رکھ دیا تھا۔ کیونکہ مقدمے کا ملزم ایک ربی (سائینا گوگ میں یہودی مذہبی عالم) تھا جو بعد میں مجرم ثابت ہوا...... اب اس کا ذکر کیوں ہو رہا تھا۔ جلد ہی بات واضح ہوگئی۔

اینکر پرسن کے مطابق ربی اپنے سیل میں مردہ پایا گیا تھا۔ میں نے ڈنر سے ناانصافی کرتے ہوئے چھری کانٹا ایک طرف رکھ دیا۔ ربی نے بظاہر خودکشی کی تھی۔ اس نے اپنے پیچھے ایک نوٹ چھوڑا تھا جس میں اس نے اعترافِ جرم کیا تھا۔ جیوری کے فیصلے کے مطابق کثرتِ رائے سے وہ ''گلٹی'' تھا۔ اب خودکشی کر کے اس نے خود ہی اعترافِ جرم کر لیا کہ اس نے ایک عورت کا قتل کیا تھا۔ خودکشی کے لیے اس نے وہی طریقہ استعمال کیا تھا جو مرڈر سے ملتا جلتا تھا...... یعنی گلا گھونٹ کے ہلاک کرنا۔ سیل میں ربی کے لیے کوئی رسی یا تار نہیں تھا۔ اس نے جوتوں کی ڈوریاں استعمال کی تھیں۔ یہ مقدمہ اس لیے میرے نزدیک اہم تھا کہ مجھے بھی اس میں گھسیٹ لیا گیا تھا۔ میرا ذہن ماضی قریب کی طرف چلا گیا۔

ڈی اے آفس کے مطابق ربی شادی شدہ تھا۔ مجلس کی ایک عورت سے اس کے رومانی تعلقات تھے۔ تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوا تو عورت نے ربی کو بے نقاب کرنے کی دھمکی دے ڈالی۔ مبینہ طور پر ربی اس کے اپارٹمنٹ میں گیا۔ عام تار کی مدد سے اسے گلا گھونٹ کے ہلاک کر دیا۔ آغاز میں ربی کے خلاف مقدمہ مضبوط تھا۔ شواہد، ثبوت اور پڑوس کی گواہی...... یہ سب کافی تھا۔ پڑوس نے ربی کو وہاں سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔ سب سے بڑھ کے مقتولہ کی ڈائری تھی جس کے مندرجات نے ڈھول کا پول کھول دیا۔ ڈائری تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔ جس دن اس کا قتل ہوا...... مقتولہ نے لکھا تھا۔ ''میرا قیاس ہے کہ آج وہ مجھ پر حملہ کرے گا۔''

ربی کو گرفتار کر لیا گیا۔ مقدمہ چلا۔ میڈیا کے لیے گرما گرم اسکینڈل تھا۔ مرڈر، سیکس اور مذہب۔ مین ہٹن ڈی اے آفس کا نوجوان ایتھن گرین باصلاحیت وکیل تھا۔ اس کے سپیریئرز کو اس پر بھروسا تھا۔ ایتھن کی موجودگی میں ربی کا بچنا محال تھا۔ ربی نے بیان دیا کہ عورت متلون مزاج تھی۔ اس کا مزاج رومانی تھا جبکہ ربی نے واضح کر دیا تھا کہ وہ اس کا مذہبی اور روحانی استاد کے سوا کچھ نہیں۔ وہ اس کے اپارٹمنٹ اسے سمجھانے گیا تھا۔ وہ اس کی آخری کوشش تھی۔ وہ وہاں سے نکلا تو اسے یقین تھا کہ عورت کو نفسیاتی علاج کی ضرورت ہے۔ اس نے ایک نفسیاتی اسپتال فون کر کے معلومات بھی حاصل کی۔ اس کی کال کی اسپتال سے تصدیق ہو گئی تھی۔ کیا وہ سچ بول رہا تھا یا اپنی گردن بچا رہا تھا؟ کیا اس نے منصوبے کے تحت اسپتال فون کیا۔

جیوری نے اس کی کہانی ہضم کی یا نہیں۔ وکلائے صفائی ایک سوال اٹھا رہے تھے۔ قتل کس نے کیا؟ یا وہ خودکشی تھی؟ جو تار اس کی گردن سے لپٹا ملا تھا...... ویسے تار تقریباً ہر گھر میں موجود تھے۔ دفاعی ٹیم ایک طبی ماہر کو لے آئی جو ہارورڈ میں پروفیسر تھا، اس نے دعویٰ کیا کہ اس طرح خود کو ہلاک کرنا ممکن ہے، وہ اس سے پہلے بھی اس قسم کے دو مقدمات میں تصدیق کر چکا تھا۔ دفاعی ٹیم نے موقف اختیار کیا کہ ''عورت'' رومانی ہزیمت کے باعث دل برداشتہ تھی۔ مزید یہ کہ اسے غصہ بھی تھا۔ لہٰذا اس نے اپنی جان لیتے لیتے اسے مرڈر کا رنگ دینے کی کوشش کی۔

استغاثہ کی جانب سے ایتھن گرین ٹھیک جا رہا تھا۔ تاہم مقدمے کا رنگ دفعتاً بدل گیا...... یہ وہ وقت تھا جب گرین نے مجھے کال کی۔ وہ جیوری کو قائل کر چکا تھا لیکن ہارورڈ کے پروفیسر اور دفاعی ٹیم کی مزاحمت کے باعث جیوری گومگو کی کیفیت میں تھی۔ مذہب کا عنصر بھی حائل ہو رہا تھا۔ ربی ایک مقدس ہستی کی تصویر تھا۔ میں گرین کی درخواست پر حیران رہ گیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو، لیکن میں ہی کیوں؟'' میں نے سوال کیا تھا۔

گرین نے وضاحت کی۔ اس نے ایک ڈنر پر میرا نام سنا جب وہ ایک دوست کے ساتھ تھا۔ وہ دوست میرا بھی شناسا تھا اور خود سائیکالوجسٹ تھا۔ وہ دونوں ربی کے مقدمے پر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ مقدمہ معما کے مانند الجھ رہا تھا۔ گرین کو اس کے دوست نے میری کتاب ''ہیومن پنڈولم'' کا حوالہ دیا۔ گرین نے کتاب خرید کے پڑھ ڈالی۔ کتاب کا ایک حصہ اسے بالخصوص پسند آیا۔ جہاں ایک عورت اپنے بچوں کو اس مہینے میں ختم کر دیتی ہے جب اسے ''ٹیچر آف ایئر ایوارڈ'' ملتا ہے...... پھر ایک شریف آدمی تھا، اس نے ملینز ڈالرز خیراتی اداروں کے لیے اکٹھے کیے۔ بعدازاں ایک آدمی کو کار سے گھسیٹ کے لاتیں مار مار کر ہلاک کر دیا۔ وجہ صرف اتنی تھی کہ اس آدمی نے سبز روشنی پر عقب سے وقفے کے بغیر ہارن بجانا شروع کر دیا تھا۔

ایسی کہانیاں ہم وقتاً فوقتاً سنتے رہتے ہیں۔ ان کہانیوں کا اختتام بھی نظر نہیں آتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یونہی چلتا رہے گا۔ یہ گمراہی ہے۔ خللِ دماغ کا یا پھر انسانی رویّے کی بوالعجبی جسے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ مجبوراً ایسے واقعات کو دبانے کے لیے ہم ادویات کا سہارا لیتے ہیں۔ مثلاً انتہائی دباؤ، ٹراما، بائی پولر ڈس آرڈر وغیرہ۔ بعض یا اکثر افراد پُرتشدد ویڈیوز کیوں دیکھتے ہیں اور ایکشن بھی...... سُپر

ہیروز وغیرہ۔ نتیجتاً ہم خود بھی ایسا بننے کی کوشش کرتے ہیں لیکن شاید ہر مرتبہ نہیں یا ہر کوئی نہیں۔ مختصر یہ کہ ''اچھے لوگ بُرے کام کر سکتے ہیں'' مطلب یہ ہوا کہ ہم سب میں یہ قابلیت ہوتی ہے کہ ناقابلِ یقین حد تک برائی کی طرف جائیں۔ یہی ''ہیومن پنڈولم'' ہے...... لُب لباب یہ ہوا کہ ماضی کا ریکارڈ اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ مستقبل میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

ظاہر ہے گرین کے لیے میرا پہلا ردِّعمل انکار تھا۔ تاہم اس کا اصرار جاری رہا۔ وہ مجھے بتا رہا تھا کہ کورٹ میں میری آمد کتنی اہم ثابت ہو سکتی ہے۔ جیوری کو سوچنا پڑے گا کہ برائی پوری برائی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اچھائی مکمل اچھائی نہیں ہوتی۔ ربی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں رومانی جراثیم مردہ ہیں...... ابھی تک میں انکار اور وہ اصرار کر رہا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ آنے والا وقت ملزم کی حیثیت سے مجھے کورٹ میں کھڑا کر دے گا۔ آج ربی ہے تو کل ایک سائیکالوجسٹ مرڈر کے الزام کا سامنا کرے گا۔ اس وقت میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ مستقبل میں کسی وقت مجھے گرین کی ضرورت پیش آئے گی...... بالآخر وہ مجھے راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

☆☆☆

میں نے ربی کو ایک بار بھی نہیں دیکھا۔ میری نظر گرین پر تھی۔ کبھی کبھی میں جیوری کی طرف دیکھ لیتا۔ یوں محسوس ہوتا کہ جیوری کے نزدیک ڈاکٹر ڈیوڈ اور اس کی کتاب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بہرحال میں نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا۔ چند مثالیں دیں۔ جو میں نے ہیومن پنڈولم میں تحریر کی تھیں، بات پوری کر کے میں اسٹینڈ سے اتر گیا۔ میری نگاہ گرین پر گئی۔ اس نے مطمئن انداز میں شانے اچکائے۔ اختتامی دلائل اگلے دن تھے۔ بعدازاں تین دن بعد فیصلہ آنا تھا۔ شرطیں ربی کے حق میں لگی تھیں۔ قانونی ماہرین کا جھکاؤ بھی ربی کی جانب تھا۔ ناٹ گلٹی۔ میں کیا کر سکتا تھا۔ اوکے ناٹ گلٹی...... میرا کام ختم ہو گیا تھا۔ اتنا ضرور ہوا تھا کہ گرین نے مجھے کورٹ میں طلب کر کے سرپرائز دیا تھا۔

فیصلے والے روز آفس میں جاز اسٹیشن سنتے ہوئے میں ٹیونا سینڈوچ کے ساتھ شکم پروری کر رہا تھا۔ خبریں ربی کے مقدمے پر آئیں تو لاشعوری طور پر سماعت دوسری حسیات پر بازی لے گئی۔ دو الفاظ یا ایک لفظ...... گلٹی اور ناٹ گلٹی...... تمام خبر میں ایک لفظ نمایاں تھا...... گلٹی!

اتھن گرین نے کر دکھایا تھا۔ وہ اسی رات کورٹ ہاؤس کے باہر رپورٹرز کو فیصلہ پڑھ کر سنا رہا تھا۔ گرین نے نپے تلے الفاظ میں اپنی ٹیم کی کارکردگی کے ساتھ ٹیم کا شکریہ ادا کیا۔ ساتھ ہی جیوری کی دانش اور قوتِ فیصلہ کی معتدل تعریف کی۔ اتھن گرین کی تصویر ہٹی تو ایک عمر رسیدہ ہسپانک عورت دکھائی دی۔ مجھے وہ شناسا سا محسوس ہوئی۔ میں نے دماغ پر زور دیا...... ہاں وہ جیوری کے اراکین میں شامل تھی۔ پہلی قطار میں تیسرے نمبر پر بیٹھی تھی۔ اس نے انٹرویو میں ذکر کیا کہ کون سی چیز فیصلے کے لیے اس کے ذہن پر اثر انداز ہوئی۔

''میرا خیال ہے کہ اس آدمی نے حقیقتاً میری سوچ میں فرق ڈالا۔ وہ آدمی، کتاب کے ساتھ...... سائیکالوجسٹ۔''

اس کے ساتھ ایک جوان آدمی بزنس سوٹ میں کھڑا تھا۔ میری یادداشت کے مطابق وہ جیوری کے ساتھ دوسری قطار میں بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔

''ربی ایسا کام کر سکتا ہے۔ یقین کرنا دشوار تھا۔ ایک کشمکش تھی...... سائیکالوجسٹ کے بیان نے فیصلے تک پہنچنے میں مدد کی۔''

دس سیکنڈ بعد میرے فون کی گھنٹی بجی۔ دوسری طرف پارکر تھا۔ ''مبارک ہو۔'' وہ بولا۔ ''تم ایک بیسٹ سیلنگ آتھر بننے والے ہو۔''

''کیسے کہہ سکتے ہو؟'' میں نے سوال کیا۔

''کیونکہ تم نے قانون کی ایک قدیم روایت کے پرخچے اُڑا دیے ہیں۔ یعنی ملزم کا کردار۔ اب ہر وکیل اور پروفیسر تمہاری کتاب پڑھنے کے لیے خریدے گا۔ بس انتظار کرو۔''

مجھے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ چند روز کے اندر میرے ایڈیٹر نے کال کی۔ وہ کتاب کی مزید کاپیاں چھاپنے کا آرڈر دے چکا تھا۔ پھر میری ایجنٹ ڈیبورا کی کال آئی۔ بقول اس کے متعدد چینل میرے انٹرویو کے خواہاں تھے اور اس نے پہلے چار لی روز کے لیے مجھے بُک کرا دیا تھا۔ شو آن ایئر گیا ہی تھا کہ پارکر کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ میں نیویارک ٹائمز کی بیسٹ سیلرز لسٹ میں شامل ہو چکا تھا۔

☆☆☆

پیر، نو بجے صبح کورٹ میں، میں اپنی نشست پر جانے کے لیے تیار تھا۔ جب کسی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھا۔

وہ میری مریضہ ایملی مورگن تھی۔ وہ چوہتّر سالہ بیوہ تھی۔ جو چار سال سے میرے پاس آرہی تھی...... کورٹ میں میری حوصلہ افزائی کے لیے پہلی مرتبہ آئی تھی۔ گفتگو کے دوران میں نے کئی بار وقت دیکھا...... ایملی کو خدا حافظ کہنے کے بعد میں نے تیز قدمی کے ساتھ بڑھ کر کورٹ روم کا دروازہ کھولا۔ میری نظر اپنی کرسی پر تھی۔ کرسی وکٹر اور پامیلا کے درمیان تھی۔ اسکول کے طالب علم کے مانند معذرت کرکے میں بیٹھ گیا۔ بیس سیکنڈ بعد جج کی آواز پر مجھے کھڑا ہونا پڑا۔ آنکھ کے کونے سے میں نے سام کینٹ کو دیکھا۔ سمنتھا کینٹ۔ مسز سمنتھا کینٹ۔ اصلی اور حقیقی سمنتھا کو میں پہلی مرتبہ دیکھ رہا تھا۔ اخبارات میں چند تصاویر دیکھنے کے بعد شناسائی حاصل ہوگئی تھی۔ تاہم براہِ راست پہلی مڈبھیڑ تھی۔ درحقیقت میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ باوجود اس کے مجھے مرڈر ٹرائل کا سامنا تھا۔ وہ میرے آفس میں آنے والی سام کینٹ نہیں تھی۔ جج نے مجھے دیکھا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

کورٹ میں موجود سمنتھا کے بارے میں میری معلومات اخباری خبروں پر مبنی تھیں۔ یا پھر ان بیانات پر جو اس نے پولیس کو دیے تھے۔ میرے ''پُراسرار مریض'' نے مجھے پھنسانے کے لیے شاندار ہوم ورک کیا تھا۔ نقلی سمنتھا بہت کچھ جانتی تھی...... میرے بارے میں۔ کونراڈ کے افیئر سے باخبر تھی۔ اصلی سمنتھا کو جانتی تھی۔ یقیناً وہ ریسرچ کرتی رہی تھی۔ وہ واقف تھی کونراڈ نے ماضی میں میرے ساتھ سیشن کیا تھا۔ شاید وہ ایک بات سے بے خبر تھی کہ اصلی سمنتھا کی فیملی کا کاروبار کیا اور کیسا ہے۔ کونراڈ اور سمنتھا کے بیٹے اور بیٹی کے بارے میں وہ بے خبر تھی یا اس نے جھوٹ بولا تھا۔

☆☆☆

اصلی سمنتھا کا تعلق آرچی بالڈ کینٹ فیملی سے تھا۔ آرچی بالڈ، کینٹ اوشیانک کا بانی تھا۔ کینٹ اوشیانک کا عالمی پیمانے پر کارگو شپنگ کا کاروبار تھا۔ بے تحاشا دولت تھی۔ آرچی کے انتقال کے بعد اس کی بیوہ تھی اور سمنتھا کینٹ...... بیوہ کی عمر ستّر برس تھی جس کی وفات پر کم ازکم چار بلین ڈالرز وراثت میں سمنتھا کی جیب میں جاتے۔

سمنتھا کینٹ بجا طور پر کہہ چکی تھی کہ وہ مجھے نہیں جانتی اور وہ کبھی میرے دفتر نہیں آئی۔ کونراڈ نے میرے ساتھ سیشن میں بتایا تھا کہ وہ بیوی سے بے وفائی کررہا تھا۔ نیز وہ خوف زدہ تھا کہ بیوی کو پتا نہ چل جائے۔ بیوی گرم مزاج تھی۔ وہ بیوی کو چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ وجہ کینٹ فیملی کی دولت ہوسکتی تھی۔ بیوی کے پاس وجہ قتل تھی کہ اسے افیئر کا علم ہوگیا تھا لیکن جائے واردات پر وہ نہیں، میں تھا۔ وہ بوسٹن میں تھی۔ نقلی سمنتھا کے لیے وجہ قتل یہ تھی وہ جان گئی ہوگی کہ کونراڈ کنارہ کشی کرنے والا ہے۔ میں اس کہانی میں کیسے اور کہاں تھا۔ میرے لیے وجہ قتل بنا دی گئی تھی...... وہ خط جو میرے گھر سے برآمد ہوا تھا۔

اب میں کورٹ میں موجود سمنتھا کو دیکھ رہا تھا۔ جائزہ لے رہا تھا۔ میری توجہ اس کے انداز پر تھی۔ وہ سربلند تھی۔ پُراعتماد، کسی قدر بے حس...... جبکہ اس کے شوہر کو چند ماہ قبل بے رحمی سے گھر پر قتل کردیا گیا تھا۔ معاً اس نے میری آنکھوں میں جھانکا۔ اگر ارادتاً وہ کچھ دیکھنا چاہ رہی تھی تو اسے ناکامی ہوئی۔ اور کتنے لوگ مجھے قاتل سمجھ رہے تھے؟ مجھے یہاں ایسے افراد کو غلط ثابت کرنا تھا۔ یا کم ازکم ان کے یقین میں رخنہ ڈالنا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر وجہ قتل نقلی سمنتھا کے پاس تھی...... اس کا مطلب یہ ہوا کہ کونراڈ کا معاشقہ بھی اسی کے ساتھ چل رہا تھا۔

جج کی آواز مجھے خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی۔ وہ پامیلا سے جرح کے لیے گواہ کے بارے میں دریافت کررہا تھا۔ پامیلا نے کھڑے ہوکر سوٹ درست کیا۔ ''شکریہ، یور آنر...... میں ڈاکٹر ہانس لیمباکر کو بلانا چاہوں گی۔''

آپریشن بریلینٹ ایڈیٹ آگے بڑھا۔ ''بریلینٹ ایڈیٹ'' میں تھا۔ ڈاکٹر ہانس گواہ کے کٹہرے میں آیا اور قسم کھا کے کرسی پر بیٹھ گیا۔ پامیلا نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ جواباً اس نے سر کو جنبش دی۔ پامیلا واپس اس میز پر آئی جس کے ساتھ میں اور وکٹر بیٹھے تھے۔ اس نے فولڈر کھول کے ایک کاغذ نکالا جو پلاسٹک میں ملفوف تھا۔ وہ دوبارہ ڈاکٹر ہانس کے قریب گئی اور کاغذ دکھایا۔

''ڈاکٹر! اسے پہچانتے ہو؟''

ڈاکٹر ہانس نے چند سیکنڈ بعد جواب دیا۔ ''ہاں، میں نے اسے پرکھا تھا۔ چند ہفتے پہلے کی بات ہے۔''

کاغذ پر کونراڈ کے ساتھ میرے پہلے سیشن کے نوٹس تھے۔ پامیلا نے بہ آواز بلند پڑھنا شروع کیا...... اس نے وہ جملہ زور دے کر پڑھا جہاں میں نے لکھا تھا کہ کونراڈ معاشقے کی وجہ سے بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ ''خوف زدہ'' تھا۔ پامیلا نے خوف کا لفظ دو مرتبہ ادا کیا۔ پامیلا نے اس فقرے پر بھی زور دیا جہاں کونراڈ نے تنگ مزاج بیوی کے ممکنہ غصے پر تشویش کا اظہار کیا تھا...... اختتام پر پامیلا

نے پلاسٹک میں ملفوف تحریر ڈاکٹر ہانس کے حوالے کر دی۔

"یہ ریکارڈ کا حصہ ہے جو میرے مؤکل نے پیش کیا ہے۔" وہ بولی۔ "تمہاری ماہرانہ رائے کے مطابق یہ تحریر کب لکھی گئی؟ ایک ماہ قبل یا ایک سال پہلے؟"

"ایک سال سے زیادہ...... دو سال کے قریب تر۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔ "سیاہی کے ذرات کی بوسیدگی وزنی ثبوت ہے۔"

میں نے محسوس کیا کہ جواب سن کر پامیلا زیرِلب مسکرائی تھی۔ نہایت مبہم مسکراہٹ۔

"یعنی ڈاکٹر ہانس...... ڈاکٹر ڈیوڈ قتل کی منصوبہ بندی دو برس سے کر رہا تھا۔ تم کہہ رہے ہو کہ ڈاکٹر ڈیوڈ ایک لاجواب منصوبہ ساز ہے؟"

اچانک ہیمرسن نے اعتراض داغا۔ وہ تقریباً چیخ اٹھا تھا۔ "پہلی بات یہ کہ قتل سات ماہ قبل کیا گیا۔ دوسری بات...... ڈاکٹر ہانس کی ذمّے داری تحریر اور سیاہی پر کھنے کی تھی۔ ڈاکٹر ڈیوڈ کی نیت کیا تھی، اس بات سے ڈاکٹر ہانس کا کوئی واسطہ نہیں۔"

جج نے اعتراض مسترد کر دیا۔

پامیلا نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے سوچا تھا کہ شاید ڈاکٹر ہانس کے ذہن میں ایسا کوئی خیال آیا ہو۔" اس موقع پر جیوری کے بیشتر ارکان مع حاضرین کے مسکرا اٹھے۔

"اور کوئی سوال نہیں، یور آنر۔" پامیلا نے کہا۔ تاہم اس نے جیوری کے اذہان میں بیج بو دیا تھا کہ میرا ذہن پیشہ ور مجرم کے مانند ہے اور میں دو برس سے زبردست پلان بنا رہا تھا...... جج لوماکس نے ہیمرسن کی طرف دیکھا۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی کھڑا ہو گیا۔ "ڈاکٹر ہانس سے میں کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔"

"ویری ویل، مس پامیلا گیریٹ؟"

"میں سراغ رساں ٹیری اور فرینک سے مزید سوال کرنا چاہوں گی، یور آنر۔"

"اجازت ہے۔"

پامیلا نے پہلے ٹیری کو طلب کیا۔ ٹیری میں وہ دم خم نہیں رہا تھا جو قتل والی رات تھا۔ پامیلا نے بولنا شروع کیا۔

"سراغ رساں ٹیری کو جائے وقوع پر اس روز سائیکالوجسٹ کی شکل میں ڈاکٹر ڈیوڈ ملا...... جس نے بتایا کہ وہ اپنی مریضہ کو ڈھونڈ رہا ہے۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ مریضہ نے فون پر اعتراف کیا کہ اس نے شوہر کو ہلاک کر دیا ہے...... فرق یہ تھا کہ وہ مریضہ کا شوہر نہیں تھا۔ مقتول کسی اور کا شوہر تھا۔ یوں کہہ سکتے ہیں کہ مریضہ خود کو مقتول کی بیوی ظاہر کر رہی تھی...... کیا یہ معما نہیں؟ ناقابلِ یقین؟"

"ہاں۔" ٹیری نے کہا۔

"میرا مطلب ہے۔" پامیلا نے کہا۔ "اگر میں جائے واردات سے عدم موجودگی ثابت کرتی...... مجھے لمبا چوڑا گھن چکر چلانے کی ضرورت نہیں تھی، تم ہوتے تو کیا کرتے؟"

ہیمرسن نے اعتراض کیا کہ مفروضے اور قیاس آرائیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ پامیلا نے جواب دیا کہ سراغ رساں کا کام یہی ہے اور ٹیری نے اپنے کیریئر میں ان گنت وارداتیں دیکھی ہوں گی۔ وہ اس قسم کی پُراسرار "عدم موجودگی" کو کتنی اہمیت دیتا ہے؟ کس نظر سے دیکھتا ہے؟"

جج نے ٹیری سے جواب مانگا۔ وہ ہچکچایا۔

"یہ صحیح ہے کہ یہ معمے کے مانند ہے۔ اس قسم کا ڈراما بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔"

"دوسرے الفاظ میں ڈاکٹر ڈیوڈ عدم موجودگی کے لیے یہ انداز اپناتا ہے تو وہ خاصا احمق ہے، کیوں؟"

"یہ تمہارے الفاظ ہیں، میرے نہیں۔" ٹیری نے کہا۔

پامیلا نے اثبات میں سر ہلایا۔ "کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر بہتر طریقہ استعمال کر سکتا تھا؟"

"ہاں، کیوں نہیں۔"

"گڈ، تھینک یو۔ اب اُس خراب رات کی طرف واپس آتے ہیں...... پولیس نے ڈاکٹر کو دیکھا تو وہ اس وقت تہ خانے سے اوپر آیا تھا؟"

"میں اس وقت وہاں نہیں پہنچا تھا لیکن پولیس نے یہی رپورٹ دی تھی۔"

"تم جانتے ہو ڈاکٹر ڈیوڈ تہ خانے میں کیا کر رہا تھا؟"

"نہیں، میں نہیں جانتا۔" ٹیری نے اعتراف کیا۔

"اور تم نے بعدازاں کبھی ڈاکٹر سے یہ سوال نہیں کیا؟"

ٹیری کی پیشانی پر شکن نمودار ہوئی۔ "نہیں، میں نے براہِ راست استفسار نہیں کیا...... کیونکہ وہ بتا چکا تھا کہ وہ مریضہ کو تلاش کر رہا تھا۔"

"آہ، پھر وہی قتل کے وقت اپنی عدم موجودگی کی کہانی۔" پامیلا نے ایک انگلی فضا میں بلند کی۔ "اور تم نے

یقین کرلیا...... جو ڈاکٹر نے بتایا؟''

''ہاں، آغاز میں......''

''ملزم کے بیان کے مطابق اس نے گھر کے ہر کمرے کی تلاشی لی تھی؟''

''ہاں، اس نے یہی کہا تھا۔''

''اور تم نے یقین کرلیا؟'' پامیلا نے پُرسکون انداز میں سوال کیا۔

''مجھے نہیں معلوم۔'' ٹیری تڑخ اٹھا۔

پامیلا نے بے اعتباری سے کہا۔ ''تم نہیں جانتے کہ ملزم کے بیانات پر یقین کرتے ہو یا نہیں؟''

''ہاں، میں نہیں جانتا۔''

''دلچسپ۔'' پامیلا جیوری کی طرف مڑی۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ کی انگلیوں کے نشانات تہ خانے سمیت ہر کمرے میں تھے۔ یعنی وہ ہر جگہ کسی کو تلاش کررہا تھا۔ سراغ رساں کا کہنا ہے اُسے یقین نہیں؟''

سرکاری وکیل ہیمرسن نے اعتراض اٹھایا۔ اس کا نکتہ اعتراض تھا۔ ''سوالات کا مقصد میری فہم سے بالا ہے۔ ثابت شدہ ہے کہ ملزم ہر کمرے میں گیا تو بے معنی سوال کا ٹیری کیا جواب دے۔''

جج نے پامیلا کی جانب دیکھا۔ ''سوالات کا مقصد واضح کرو یا کارروائی آگے بڑھاؤ۔''

''جناب والا، میرا نکتہ بہت سادہ ہے۔ استغاثہ شروع سے ملزم کے دفاع کو کمزور کرنے کے لیے یہ یقین دلانے کی کوشش کررہا ہے کہ...... اس نے قتل کے لیے ایک پیچیدہ ماسٹر پلان بنایا۔ پلان بنانے والا اتنا بڑا احمق تھا...... وہ بھول گیا کہ انگلیوں کے نشان وہاں اس کی موجودگی کو ثابت کردیں گے۔ وہ ایسا اسی وقت کرتا جب وہ واقعی کسی کو وہاں تلاش کررہا تھا۔ میں یہی ثابت کرنے کی کوشش کررہی ہوں کہ ڈاکٹر سچا ہے، جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا، اسی نے قتل کیا ہے۔''

''کس دنیا میں ہو...... پہلے یہ تو ثابت کردو کہ مریضہ کا وجود ہے کہاں؟'' ٹیری معاً جذباتی ہوگیا۔

پامیلا نے حیرت سے اسے دیکھا۔ جذباتیت میں وہ سیدھا پامیلا کے جال میں آن گرا۔ ''تم ٹھیک کہہ رہے ہو ڈیٹکٹیو۔'' پامیلا نے مسکرا کے جلتی پر تیل چھڑکا۔ ''ہم اصل قاتل کے وجود کا ثبوت کیوں نہیں دے پا رہے۔ کیونکہ وہ یہی چاہتی تھی...... یہی اُس کا منصوبہ تھا۔ ڈاکٹر کا نہیں۔ ڈاکٹر اسے خیالی دنیا سے نہیں لایا تھا کہ تم یقین کرلو۔ اس نے خود کو ''خیال'' بنا دیا کہ تم یقین کرلو اور تم نے یقین کرلیا۔ میرا مؤکل بے قصور ہے۔ میرے مؤکل کی طرح اس نے تمہیں بھی چھانسا دیا اور صاف نکل گئی۔ تمہاری روایتی سوچ نے اس کی مدد کی......''

''یہاں سراغ رساں کا ٹرائل نہیں ہورہا ہے۔'' ہیمرسن چیخ اٹھا۔ اسے فوراً ہی معذرت کرنی پڑی۔ جج نے ٹیری اور ہیمرسن دونوں کو تنبیہ کی۔ میں نے جج کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیں دیکھی۔

''اور کوئی سوال مس گیریٹ؟'' جج نے کہا۔

''نہیں جناب۔''

جج نے سوالیہ نظروں سے ہیمرسن کی طرف دیکھا۔ اس نے انکار کردیا۔ پامیلا نے ڈینٹ ڈال دیا تھا۔ ہیمرسن کے لیے سب سے بہتر تھا کہ جلد از جلد سراغ رساں کو اسٹینڈ سے ہٹالے۔ جج کے کہنے پر سراغ رساں نے حرکت کی۔ تاہم وہ دشمن کو گھورنا نہیں بھولا تھا۔ وہاں دشمن پامیلا تھی۔ جس نے بے پروائی سے نظر ہی نظر میں جواب دیا۔

☆☆☆

''مائی گرل۔'' وکٹر کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ وہ ایک پُرفخر باس تھا جس نے کیس میں پامیلا کو آگے کیا تھا۔

''مائی گرل'' کی سرگوشی پر میں کچھ اور سوچ رہا تھا...... شاید غیر ارادی طور پر۔ وکٹر طلاق دے چکا تھا۔ پامیلا بھی اکیلی تھی۔ دونوں پُرکشش تھے۔ دونوں ایک فرم میں تھے۔ ''مائی گرل'' کیا دونوں میں کوئی تعلق ہے۔ میں تشریح کرنے سے قاصر تھا لیکن وکٹر کی سرگوشی مجھے اچھی نہیں لگی۔

کیا پاگل پن ہے۔ میں نے سوچا۔ پہلے ''سام کینٹ'' سے متاثر ہوا۔ وہ گھر تک آگئی۔ اپنا گھر بھی دکھا دیا۔ وہ ہمدردی تھی لیکن میرا ردِعمل غیر پیشہ ورانہ تھا...... میں قتل والی رات اندھا دھند بھاگا چلا گیا اور قتل کے الزام میں پھنس گیا۔ اب اپنے وکیل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کئی برس کی تنہائی متاثر کررہی ہے؟ کیا مجھے توجہ کی ضرورت ہے؟

پامیلا نے ٹیری کے پارٹنر فرینک سے جرح نہیں کی تھی۔ وہ جس رخ پر چل رہی تھی...... جیوری کی توجہ وہیں رکھنا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ جیوری اس پہلو پر نگاہ رکھے کہ ٹیری اور فرینک ایک ہیں۔ دفاع کے خلاف دونوں ملے ہوئے ہیں۔ ہیمرسن کے مضبوط پتّے وہی دونوں تھے۔

پامیلا بڑی خوبی سے میرے غیر مرئی قاتل یا ''پُراسرار مریض'' کو کورٹ روم میں تخلیق کر رہی تھی۔ آپریشن بریلینٹ ایڈیٹ، موافق رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا۔ دفعتاً ایک دھچکا لگا۔

☆☆☆

جمعے کا روز، دن کے تین بجے تھے۔

ہیمرسن کرسی سے اٹھا اور اعلان کیا۔ ''یور آنر میں اپنے گواہ گبریلا ڈینس کو بلاؤں گا۔''

وکٹر اور پامیلا نے بیک زبان آہستہ سے کہا۔ ''کون؟''

ہم نے مڑ کر جوان عورت کو دیکھا۔ اس کی عمر پچیس برس کے قریب ہوگی۔ جوبن بھڑک رہا تھا۔ وہ ہماری میز کے قریب سے گزر کر کٹہرے میں گئی۔ اس کے قسم اٹھانے سے پہلے وکٹر نے کہا۔

''ہوشیار ہو جاؤ۔''

پامیلا نے اثبات میں سر ہلایا۔ وکٹر نے بریف کیس میں سے بلیک بیری نکالا۔ اس کی انگلیاں رقص کر رہی تھیں۔ غالباً وہ کسی کو ای میل کر رہا تھا۔

ہیمرسن نے بڑھ کر گبریلا سے نام دریافت کیا۔ اس نے خم ہو کے مائیکروفون میں جواب دیا۔ دوسرے سوال کے جواب میں اس نے اعتراف کیا کہ وہ مقتول سے واقف تھی۔ تیسرے سوال کے جواب میں اس نے بلا تکلف معاشقے کا اعتراف کر لیا۔ اس موقع پر کورٹ میں بھنبھناہٹ شروع ہوگئی۔

''افیئر کا آغاز کب ہوا تھا؟'' ہیمرسن نے چوتھا سوال کیا۔

''تقریباً ڈھائی برس قبل۔''

''پہلی ملاقات کہاں ہوئی تھی؟''

''میکس فٹ نس جم۔''

''تمہیں علم تھا کہ وہ شادی شدہ تھا؟''

''ہاں، اس نے بتایا تھا۔''

مجھے خیال آیا کہ نئی صورتِ حال سمنتھا کینٹ کے لیے اذیت ناک ہے۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ وہ اپنی جگہ پر ہوگی۔ تصدیق کے لیے میں نے نظر گھمائی۔ پہلی مرتبہ اس کی نشست خالی دکھائی دی۔ ہیمرسن نے سرپرائز دیا تھا اور اپنے اہم گواہ سے سوالات کر رہا تھا۔

''افیئر کتنی مدت تک قائم رہا؟''

''تقریباً نو مہینے۔'' گبریلا نے جواب دیا۔

''تم اخبارات پڑھ کر یہاں آئی ہو...... کیونکہ ملزم نے لگ بھگ دو سال قبل کونراڈ کے ساتھ سیشن کیا تھا۔ کونراڈ نے ملزم کو افیئر کے بارے میں بتایا تھا۔ صحیح ہے؟'' ہیمرسن نے سوال کیا۔

''ہاں، میں نے ایسا ہی سنا اور پڑھا ہے۔''

''کیسا اتفاق ہے کہ اسی مدت کے دوران مقتول کے ساتھ تمہارا افیئر چل رہا تھا جبکہ ڈاکٹر ڈیوڈ نے اپنے نوٹس اور بیان میں جس افیئر کا ذکر کیا ہے...... اس میں سمنتھا کینٹ نامی عورت ملوث تھی جس کا وجود ابھی تک غیر ثابت شدہ ہے۔ لہٰذا میں دریافت کرنا چاہوں گا، کیا تم کبھی ڈاکٹر ڈیوڈ کی مریضہ رہی ہو؟''

گبریلا نے ناگواری سے میری سمت دیکھا۔ ''نہیں۔''

''تمہارے یہاں آنے کی وجہ وہ غلط فہمی دور کرنا تھی کہ تم ڈاکٹر کی ''پُراسرار مریضہ'' نہیں ہو؟''

''ایسا ہی ہے۔'' گبریلا نے کہا۔

بعدازاں ہیمرسن نے گبریلا کے تعلقات ختم ہونے کی وجوہات دریافت کیں۔ جن کا مرکزی نکتہ وہی تھا کہ مقتول اپنی بیوی سے علیحدہ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ ہیمرسن نے جرح ختم کر دی اور جج نے پامیلا کا نام لیا۔

''مس ڈینس تم اور کونراڈ کہاں ملتے تھے؟'' پامیلا نے پہلا سوال کیا۔

''ہوٹلز میں۔''

''سوری، پلیز آواز بلند کریں۔''

''میں نے کہا...... ہوٹلز میں۔''

''مس گبریلا کسی ایک ہوٹل کا نام بتاؤ گی؟''

''وال اسٹریٹ اِن۔''

''کمرے کا کرایہ کون دیتا تھا؟''

''کونراڈ۔''

''کیا وہ کریڈٹ کارڈ استعمال کرتا تھا؟''

''میں نے کبھی نہیں دیکھا...... وہ کس طرح ادائیگی کرتا تھا۔''

''قدرتی طور پر تم تعلقات کو عام ہونے سے بچاتی ہو گی۔ لہٰذا یہ خیال کرنا درست ہوگا کہ تم دونوں کو کسی نے ایک ساتھ نہیں دیکھا؟''

''ہاں، ہم دونوں پبلک سے دور رہتے تھے۔''

میں نے وکٹر کی سمت نگاہ اچھالی۔ وہ بلیک بیری پر کچھ پڑھ رہا تھا۔

''تعلقات کے اختتام کی وجہ کونراڈ تھا۔ وہ اپنی بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ تم مشتعل ہوگئیں؟''

''لفظ اشتعال درست نہیں ہے۔ البتہ میں ناراض تھی۔''

''اوکے۔'' پامیلا نے کہا۔ ''میرے مؤکل نے اپنے نوٹس میں بقول کونراڈ لکھا ہے کہ اس کی بیوی گرم مزاج تھی۔ کیا تمہیں اس پر حیرت ہے؟''

''نہیں۔''

''کیوں؟''

''کونراڈ مبالغہ آرائی سے کام لیتا تھا۔ بعض اوقات جھوٹ بھی بول دیتا..... مختصر یہ کہ میرے ساتھ اس کا افیئر رہا۔''

''اوہ۔'' پامیلا نے جیوری پر نظر ڈالی۔ اس کی زیادہ توجہ جیوری کی خاتون اراکین کی طرف تھی۔ ''ناجائز تعلقات کے لیے جھوٹ بولا جا سکتا ہے۔ مطلب تم بھی جھوٹ بول سکتی ہو۔''

''لیکن.....''

پامیلا نے قطع کلامی کی۔ ''یہاں آج تم نے کہہ دیا ہے کہ ناجائز تعلقات کے لیے جھوٹ ضروری ہے اور ایسے تعلقات تمہارے بھی تھے۔ اس لیے تم دونوں پبلک سے دور رہتے تھے..... میں تمہارے ذرائع آمدن جاننا چاہوں گی۔''

''میں اداکارہ ہوں۔'' جواب آیا۔

پامیلا نے معمولی وقفہ لیا۔ جواب غیر متوقع تھا۔ کیا گبریلا اس وقت بھی اداکاری کر رہی ہے۔ ''اس وقت تم کام کر رہی ہو؟''

''نہیں۔''

''آخری مرتبہ تم نے کہاں کام کیا؟''

''میں ویٹرس بھی ہوں۔''

''اوہ..... لیکن بطور اداکارہ آخری بار کب کام کیا؟''

''چھ ماہ پہلے ایک اشتہار میں.....''

''اشتہار کے علاوہ؟''

ہیمرسن نے اعتراض کیا۔ ''یہ کورٹ ہے یا ٹی وی چینل؟''

''مس گیریٹ کافی وقت ہوگیا ہے۔'' جج نے کہا۔

پامیلا کے چہرے پر چمک نظر آئی۔ ''یور آنر، آپ کی بات درست ہے۔ گواہ کی اچانک اور حیران کن شمولیت کے باعث میں درخواست کروں گی کہ پیر کی صبح تک سماعت مؤخر کی جائے۔''

جج نے گھڑی دیکھی۔ اس کی منشا ظاہر تھی۔ جج لوماکس نے پیر تک کے لیے سماعت ملتوی کر دی۔ میں یہی سمجھا کہ غیر متوقع گواہ کے باعث پامیلا نے جرح طویل کرتے ہوئے وقت حاصل کر لیا..... ساتھ ہی ثابت کر دیا کہ کونراڈ اور گبریلا دونوں غلط بیانی سے کام لے سکتے تھے۔ پامیلا ہم دونوں کی طرف آئی۔

''ای میل کا جواب آیا؟'' اس نے وکٹر سے استفسار کیا۔

''ہاں، اس نے کام شروع کر دیا ہے۔''

''کون؟ کیا؟.....'' میں نے دونوں کو دیکھا۔

''ڈیوڈ تم دیکھ لوگے۔'' پامیلا نے جواب دیا۔

ڈیوڈ کہنے پر تعجب کے ساتھ میں نے انہونی راحت محسوس کی۔

☆☆☆

اس کا نام انتھونی میگانیٹی تھا لیکن وکٹر اسے میگنیٹ کے نام سے مخاطب کرتا تھا۔ وجہ سادہ تھی۔ میگنیٹ کسی بھی کمپیوٹر میں گھس کر کوئی بھی معلومات حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے لیے یہ کھیل تھا۔

''ہیکرز کے بارے میں سنا ہوگا لیکن میگنیٹ کے بارے میں نہیں۔'' وکٹر نے مجھے یوں بتایا جیسے وہ کسی سُپر ہیرو کی بات کر رہا ہو۔ کورٹ سے واپسی پر میگنیٹ ہمیں وکٹر کے آفس میں ملا۔ اس کے چہرے پر سیاہ چشمہ تھا۔ بالائی جسم پر سیاہ جیکٹ۔ قد محض ساڑھے پانچ فٹ۔ بال لمبے تھے۔ جن کو اس نے پونی ٹیل کی شکل دے رکھی تھی۔ وکٹر اور وہ پرانے دوستوں کے مانند گلے ملے۔ تعارف اور مصافحے کے بعد ہم لوگ بیٹھ گئے۔ وکٹر نے کورٹ میں گبریلا کو دیکھتے ہی میگنیٹ سے رابطہ کیا تھا۔ میگنیٹ جب سے متواتر الیکٹرونک نقب زنی کرتے ہوئے گبریلا کو کھوج رہا تھا۔

اس نے بتایا کہ گبریلا حقیقت ہے اور سچ بول رہی ہے..... پامیلا نے وال اسٹریٹ اِن کی بابت معلوم کیا۔

میگنیٹ نے بتایا کہ کونراڈ کے پاس چار کریڈٹ کارڈ تھے۔ مین ہٹن کے کسی ہوٹل میں اس نے کریڈٹ کارڈ استعمال نہیں کیا۔ گبریلا ناکام اداکارہ ہے۔ اس کا اکاؤنٹ معمولی ہے۔ جس میں کسی موقع پر کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔ قانون شکنی کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے..... نہ اس کے پاس کار ہے۔ وکٹر کھڑا ہوگیا۔ وہ کورٹ میں کیوں آئی یا اسے کیوں لایا گیا؟ کیا یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ڈاکٹر ڈیوڈ کا

''پُراسرار مریض'' سام کینٹ نہیں گبریلا تھی؟ اور ''سام کینٹ'' فرضی مریضہ ہے؟
''کچھ اور بتاؤ۔'' پامیلا نے کہا۔
''گبریلا نے کچھ عرصہ زینیکس (Xanax) استعمال کی تھی...... لیکن یہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔'' میکنیٹ نے کہا۔
''خاص کیا ہے؟'' وکٹر نے سوال کیا۔
''خاص یہ ہے کہ اس نے تین روز قبل ایک میڈیا کو تین مرتبہ کال کی تھی۔'' میکنیٹ نے آخری اطلاع دی۔
''ڈیوڈ سوری۔'' وکٹر نے مجھے دیکھا۔ ''ایک ون میڈیا، نیشنل ٹیبلوائڈ شائع کرتا ہے...... مثلاً انکوائیرر اور اسٹار۔ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ گبریلا اپنی کہانی فروخت کرنے کے لیے کوشاں ہے۔''
''لیکن اس طرح اس کا اعتبار متاثر ہوگا...... حالانکہ اس کی کہانی سچ دکھائی دیتی ہے۔'' پامیلا نے خیال ظاہر کیا۔
''میں سمجھ رہا ہوں کہ بات کچھ بنی نہیں۔'' میکنیٹ نے گویا اظہارِ افسوس کیا۔
''لیکن تم نے پوری محنت کی، میں شکر گزار ہوں۔'' وکٹر نے دوبارہ معانقہ کیا۔ میں نے بھی ہاتھ ملا کے شکریہ ادا کیا۔ پامیلا اسے رخصت کرنے کے لیے ساتھ گئی...... وکٹر نے مجھے مطلع کیا کہ میکنیٹ سی آئی اے اور موساد کے لیے بھی کام کر چکا ہے۔ وہ نابغہ ہے۔ میگانیٹی اس کا اصل نام نہیں ہے۔
''کیا کہتے ہو؟'' پامیلا نے واپس آ کے وکٹر سے سوال کیا۔
''گبریلا سچ بول رہی ہے۔ اگر وہ جھوٹی ہے تو میری جانب سے تمہارے لیے بڑا انعام ہے۔ پیر کے روز تمہیں کچھ کرنا ہوگا۔''
''یس باس۔'' پامیلا نے مسکرا کے کہا۔ دروازے پر دستک ہوئی اور وکٹر کی دونوں سیکریٹریز نے جلوہ دکھایا۔ وہ جانے کی اجازت مانگ رہی تھیں۔
''اوہ، ہاں تم دونوں جاسکتی ہو۔''
اُن کی رخصتی پر پامیلا نے سوال کیا۔ ''وکٹر تمہیں دو سیکریٹریز کی ضرورت ہے یا مردوں کو مرعوب کرنے کے لیے رکھا ہے؟''
وکٹر نے دانتوں کی نمائش کی۔ ''مردوں کے لیے...... بسا اوقات ایک ناکافی ہوتی ہے۔''
''تم وکیل ہو یا...... خیر چھوڑو۔ ابھی دماغ میں ایک خیال آیا ہے۔ پیر کی صبح میں کیا کروں گی؟''
''اس کیس میں تم باس ہو...... بتاؤ کیا کرو گی؟''
پامیلا نے بولنا شروع کیا۔ اس نے بات ختم کی تو وکٹر نے صرف ایک فقرہ کہا۔
''میرے آفس میں کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ نکلو یہاں سے اور ریہرسل کرو۔''

☆☆☆

پیر کی صبح پامیلا نے جج سے درخواست کی کہ وہ گبریلا ڈینس کے بجائے ڈاکٹر ڈیوڈ سے سوالات کرنا چاہتی ہے۔ کورٹ میں بھنبھناہٹ سی بلند ہوئی۔ کلرک نے مجھ سے استفسار کیا۔ میں نے ہاتھ اٹھا کے ہامی بھری۔ جج لوماکس نے مجھے بیٹھے رہنے کے لیے کہا۔ پامیلا میرے قریب آئی۔
''تم نے التجا کی تھی کہ کٹہرے میں جواب دو گے؟'' اس نے کھیل کا آغاز کیا۔
مجھے مسکرانا تھا...... میں مسکرایا۔ ''التجا کے بارے میں نہیں جانتا...... شدتِ خواہش کہا جاسکتا ہے۔''
کورٹ میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں ابھریں۔
''یوں کہہ لو۔'' پامیلا بولی۔ ''درحقیقت میرا ارادہ جرح کرنے کا نہیں تھا۔ ہم ٹی وی پر قانونی ڈرامے دیکھ چکے ہیں جہاں عیار سرکاری وکیل، بے گناہ ملزم کو مجرم بناتے ہیں۔''
''اعتراض۔'' ہیرسن واقعتاً چلّا اٹھا۔ ''یہ صریحاً کردار کشی کے مترادف ہے۔''
''کردار کشی...... کس کی؟ عیاری کی یا بے گناہی کی؟'' پامیلا نے وار کیا۔
''مس گیریٹ اتنا کافی ہے۔'' جج نے ٹوکا۔
''یور آنر معذرت چاہتی ہوں۔'' پامیلا نے جیوری کی طرف دیکھتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔ ''گزشتہ جمعے تک میرا خیال تھا کہ میں تمہیں بے گناہ ثابت کرنے کا کام خوبی سے انجام دے رہی ہوں۔ اسی لیے میں نے تم سے سوالات نہیں کیے تھے لیکن پھر مس گبریلا کورٹ میں آئی۔''
پامیلا نے توقف کے بعد سوال داغا۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ تم نے گزشتہ جمعے سے قبل گبریلا کو کبھی دیکھا؟''
''نہیں، کبھی نہیں۔'' میں نے کہا۔
''یعنی تمہاری مریضہ گبریلا نہیں ہوسکتی؟''
''نہیں، یہ ممکن نہیں۔''
''جمعے کے روز گبریلا کے جوابات سے ظاہر ہوا کہ مقتول کا افیئر اس کے ساتھ تھا۔ بالفاظ دیگر گبریلا وہ مریضہ

نہیں ہے جس نے تمہیں بطور قاتل ''فریم'' کیا...... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گبریلا جھوٹ بول رہی ہے یا تم؟''

پامیلا کے سوال نے یہ تاثر پیدا کیا جیسے وہ اپنے موکل کے خلاف امکانات کا جائزہ لے رہی ہے۔ میرا جواب تیار تھا۔ ''دراصل میرا خیال ہے...... منطقی اعتبار سے تمہیں ہم دونوں کا یقین کرنا چاہیے۔''

پامیلا نے چونکنے کی اداکاری کی۔ ''یہ کیا بات ہوئی؟''

''میں سمجھتا ہوں کہ پراسیکیوٹر نے میری مدد کی ہے۔ ان کا برتاؤ میرے ساتھ یوں تھا گویا میں سراپا جھوٹ ہوں۔ لیکن گبریلا کو سامنے لا کر انہوں نے مجھے سچا ثابت کر دیا ہے۔''

''کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''یہی کہ کونراڈ رنگین مزاج تھا۔ ایک دو عورتوں سے اس کا گزارا مشکل تھا۔''

''ہاں۔'' پامیلا نے کہا۔ ''لیکن استغاثہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ تمہاری ''پُراسرار مریضہ'' مقتول کی بیوی نہیں تھی۔ یعنی تم جھوٹ بولتے رہے ہو۔''

''واقعی؟'' میں نے سکون سے کہا۔ ''استغاثہ صرف یہ ثابت کر رہا ہے کہ کونراڈ کی متعدد عورتوں میں سے ایک میری مریضہ نہیں تھی۔''

''کیا تم وضاحت کرو گے؟'' پامیلا نے مطالبہ کیا۔

میں نے پامیلا کے مشورے کو دل میں دہرایا۔ اس طرح بات کرنا جیسے تم کورٹ میں نہیں کانفرنس میں شریک ہو۔

''بحیثیت سائیکالوجسٹ میرا تجربہ ہے کہ مرد ہو یا عورت...... امکان رہتا ہے کہ شادی شدہ ہونے کے باوجود ایک سے زیادہ افیئرز موجود ہوں اس لیے مجھے کونراڈ کے معاملے میں جمعے کی بحث پر کوئی حیرت نہیں تھی۔''

پامیلا نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کے سر ہلایا۔ ''یوں کہا جا سکتا ہے کہ کسی وقت تم بھی ایک عورت کے نہیں تھے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ تم بیوی کے انتقال کے بعد بھی اکیلے رہے؟''

''یقیناً کون کہہ سکتا ہے۔'' میں نے جواب دیا۔ ''لیکن کم از کم یہ نکتہ واضح ہو جاتا ہے کہ میری مریضہ کی موجودگی کو تسلیم کرنے میں دشواری تو ہے۔''

''تم ایسا کیوں کہتے ہو؟''

''معاشرتی اقدار...... جب کوئی افیئر سامنے آتا ہے تو ہم تیوریاں چڑھانے کے باوجود اسے تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ عام ہے لیکن بیوی کے ساتھ بے وفائی دوسری بات ہے۔''

''کیا یہ من پسند تلاش ''

میں نے قطع کلامی کی۔ ''لیکن دہری بے وفائی۔ رسوائی بھی ڈبل ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ گبریلا کے افیئر میں رازداری کی فکر کونراڈ کو زیادہ تھی۔''

''لیکن کونراڈ نے تمہارے ساتھ سیشن کیا تھا۔ اس نے نام لیے بغیر افیئر کی بات کی تھی۔ کیا تم یہ کہہ رہے ہو کہ رسوائی کے پیش نظر کونراڈ نے دوسرے افیئر کا ذکر نہیں کیا؟''

''مختصر جواب ''ہاں'' میں ہے۔'' میں نے کہا۔

''لیکن یہ یاد رہنا چاہیے کہ کونراڈ کے ساتھ سیشن میں وہ بیوی کی جانب سے خوف زدہ تھا۔''

''لیکن پھر وہی بات ہے...... استغاثہ کا دعویٰ ہے کہ سب کچھ افسانہ ہے۔ پُراسرار مریضہ سے لے کر نوٹس تک۔ وہ نوٹس جو تم نے کونراڈ سے ملنے کے بعد دو سال پہلے لکھے تھے؟''

''اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ قتل کا منصوبہ بنانے کے لیے میں نے غیر معمولی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ یہاں ''غیر معمولی'' کا لفظ چھوٹا پڑ جاتا ہے...... مزید یہ کہ میں غیر معمولی طور پر خوش قسمت رہا۔ ''غیر معمولی'' پھر چھوٹا پڑ گیا۔ خوش قسمت یوں کہ کسی طرح مجھے کونراڈ کے افیئر کے بارے میں علم ہو گیا۔ نوٹس منصوبے کا حصہ تھے۔ یعنی جعلی تھے۔ اس میں افیئر کہاں سے آ گیا۔ جو درحقیقت جمعے کے روز ریکارڈ پر آیا۔ ایک افیئر از خود ثابت ہو گیا۔ دوسرا باقی ہے۔''

''اچھی تقریر کرتے ہو۔''

''سب ریکارڈ پر ہے۔'' میں مسکرایا۔

پامیلا نے جیوری کی قطار کے ساتھ چلنا شروع کیا۔ اور بارھویں رکن سے بھی ایک قدم آگے چلی گئی۔ گویا تیرھویں رکن وہ خود ہو۔

''یقین نہیں آتا، تم محض سائیکالوجسٹ ہو۔'' وہ رک کر بولی۔ ''لگتا ہے ماورائے حس دوستوں کی کسی تنظیم کی رکنیت کے بھی مالک ہو۔ ویری لکی۔''

کمرائے عدالت میں قہقہے بلند ہوئے۔ جج نے ہتھوڑے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ''یور آنر، شکریہ۔'' پامیلا نے سوالات کے خاتمے کا اعلان کیا۔ وہ اپنی نشست سنبھال نہ پائی تھی کہ ہیمرسن کھڑا ہو گیا۔

''ڈاکٹر، چاقو کے بارے میں کیا کہو گے؟ چاقو کے

درجنوں وار مقتول کے جسم پر تھے۔ وہ چاقو کس کا تھا؟''

''اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ قتل کے وقت وہ میرے قبضے میں تھا تو جواب ''نہیں'' میں ہے۔''

''میرا سوال یہ نہیں ہے۔ آلۂ قتل تمہارا تھا یا نہیں۔ ہاں یا نہ؟''

''ہاں۔''

''ہاں، وہ تمہارا تھا۔'' ہیمرسن نے کہا۔ ''اور تمہارے گھر سے برآمد ہونے والا خط ظاہر کرتا ہے کہ کونراڈ سے تمہارا تعلق صرف ڈاکٹر اور مریض کا نہیں تھا۔ خط کے بارے میں کوئی تنازع نہیں ہے...... وہ تمہارے گھر سے ملا تھا۔ صحیح؟''

''مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ میرے مسکن سے ملا تھا۔''

''وہ تمہارے اپارٹمنٹ سے برآمد ہوا تھا؟''

''ہاں ایسا ہی بتایا گیا تھا۔'' میں نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا۔

''بتایا گیا تھا یا برآمد ہوا تھا...... تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔''

''ہاں میرا مسئلہ نہیں ہے۔''

''کیا تم جائے واردات پر موجودگی سے انکار کرو گے؟''

''نہیں کروں گا۔''

''تم قاتل نہیں ہو۔ اسے ثابت کرنے کے لیے تم نے ایک مریضہ کا سہارا لیا ہے۔ مریضہ کا وجود ثابت نہیں ہوا۔ رائٹ؟''

''رائٹ۔''

ہیمرسن جیوری کی طرف گیا۔ ''اب اگر میں تمہیں ٹھیک سمجھا ہوں تو تم ہمیں یقین دلا رہے ہو کہ کونراڈ مین ہٹن کا ڈان جان تھا۔''

''میں نے یہ نہیں کہا۔''

''ہاں تم نے نہیں کہا...... تم نے کہا کہ اس کے بیک وقت کئی افیئرز تھے۔ یہ کہنا آسان ہے، ثابت کرنا دشوار۔ کہاں ہے دوسرا افیئر؟''

''گبریلا نے مجھے حیران کیا۔ افیئر ہی ثابت نہیں ہو رہا تھا۔ تم نے ثابت کر دیا۔ اب مجھے حیرت نہیں ہوگی اگر تیسرا افیئر سامنے آجائے۔'' میں نے کہا۔ کورٹ روم میں پھر ہنسی کی آواز ابھری۔

''اور جہاں تک میری پُراسرار مریضہ کا تعلق ہے۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ جلد ہی تم ہی اُسے یہاں لے آؤ گے۔''

ہیمرسن نے مجھے گھورا۔ ''ڈاکٹر کیا تم جانتے ہو کہ گزشتہ برس نیویارک سٹی میں سات سو چوراسی قتل ہوئے؟''

''نہیں، مجھے نہیں معلوم۔''

''یہ سب قتل چھری یا کند آلات کی ضرب کے باعث تھے۔ اور سات سو تریپن میں قاتل مرد تھا، نہیں جانتے؟''

''نہیں۔''

''اور تمہارا دعویٰ ہے کہ زیرِ بحث قتل ایک عورت نے کیا۔ کیا تم حقائق کو نظرانداز کرو گے، ایسے چھیانوے (96) فیصد قتل مردوں نے کیے؟''

''میری پُراسرار مریضہ کو چار... 4 فیصد میں شامل کر لو۔ اگر یہ شرح ایک فیصد بھی ہوتی تب بھی میں اپنے بیان پر قائم رہوں گا۔ کیونکہ یہی سچ ہے...... اگر تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ عورت چاقو سے مرد کو ہلاک نہیں کر سکتی...... پہلی بات چار فیصد نے گزشتہ برس ایسا کیا۔ دوسری بات سب کے علم میں ہے۔ وہ یہ کہ میڈیکل رپورٹ کے مطابق کونراڈ اس وقت سو رہا تھا۔''

''تمہارا بیان ناقابلِ یقین ہے۔'' ہیمرسن جج کی طرف مڑا۔ ''یور آنر شکریہ۔'' اس نے سوالات ختم ہونے کا اشارہ کر دیا۔

☆☆☆

کورٹ میں آج پہلی بار میں لطف اندوز ہوا تھا اور تقریباً پُریقین تھا کہ پامیلا کیا سوچ رہی ہے۔ ہم دونوں کیب میں سفر کر رہے تھے۔ پامیلا نے مجھ سے سوالات میں جو انداز اپنایا تھا، وہ آسان نہیں تھا۔ میں اپنے رول سے بھی مطمئن تھا۔ اس نے پہلے ہی مجھے خوب تیار کر دیا تھا۔ مجھے اپنے جوابات ازبر تھے جو میں نے پامیلا کو دیے...... میں خاصا پُراعتماد تھا۔ جب میں نے ہیمرسن کو تنگ کیا۔

''تھین افیئر......'' وہ دفعتاً ہنس دی۔ ''ڈیوڈ تمہارے افیئرز کی تعداد کتنی ہے؟'' اس نے مجھے دیکھا۔

میں کسی اور موڈ میں تھا۔ ''سوچ رہا ہوں کہ پہلے افیئر کا آغاز کر دوں۔'' میرا انداز معنی خیز تھا۔

''اِن حالات میں؟'' اس نے نظر نہیں ہٹائی۔

''اِن حالات میں ہی ممکن ہے۔'' میں نے بات واضح کرنے کی کوشش کی۔

''مجھے پڑھا رہے ہو۔'' وہ مسکرائی۔

''نہیں، پڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سنبھل رہا ہوں...... بدل رہا ہوں...... مچل رہا ہوں...... بڑھ کے

پلٹ رہا ہوں۔''

''سمجھی نہیں؟ کورٹ میں ...... اوہ گبریلا؟''

میں نے منہ بنایا۔ ''تم مجھے ڈیوی کہہ سکتی ہو اور میں؟'' میں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

وہ خاموش دیکھتی رہی۔ ''پامی۔''

''شکریہ۔'' میں مسکرایا۔

''دھوکے میں مت رہنا۔''

''دھوکا سہی ...... بے خودی ...... مستی سہی۔''

''تمہاری مرضی سہی ...... بھگتو گے۔''

''بھگت تو رہا ہوں۔ بتاؤ آج کے بارے میں؟''

''ہیمرسن نے کچھ نیا نہیں کیا۔'' پامیلا نے کہا۔

''اس نے جو اعداد و شمار بتائے ......؟''

''درست ہو سکتے ہیں لیکن اس کا فائدہ ہمیں بھی ملے گا۔ تمہاری پُراسرار مریضہ نے آتشیں اسلحے کے بجائے وہ طریقہ استعمال کیا جو تمہاری طرف ...... مردوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یوں اس نے خود کو بچانے کے لیے ایک اور چال چلی ہے۔ ہم اس چال کو اسی کے خلاف استعمال کریں گے۔''

''بات بنے گی؟''

''ہاں بنے گی۔'' وہ بولی۔ ''اہم بات یہ ہے کہ ہیمرسن نے متعدد افیئرز پر زور نہیں دیا۔ وہ اس نکتے کے گرد گھوما ضرور لیکن اس کے نفسیاتی پہلو سے دامن بچا گیا۔ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کا میدان نہیں ہے۔ جیوری اس کے مانند متعدد افیئرز کے امکان کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ ہم برابری کی سطح پر ہیں اور یہ جیت کے مترادف ہے۔ ہاں ڈیوی، آخری بات آج تم خوب کھیلے۔''

''شکریہ، پا...... پامی۔''

وہ دلفریب انداز میں مسکرائی اور میں نے دل پر ہاتھ رکھا۔ ''میں نے کہا تھا، بھگتو گے۔''

''بھگت لوں گا۔ میرے شیشۂ دل کی قیمت ہی کیا ہے۔''

''کیا ہے؟''

''پُرکار تبسم ...... پُرکیف تکلم ...... دلدوز ترنم اور ذرا لطف و کرم۔''

''انتظار کرو۔''

''سراپا انتظار ہوں ...... سراپا شوق ہوں ...... سراپا آرزو ہوں۔''

''نفسیات کے علاوہ بھی کچھ پڑھتے رہے ہو؟''

''ہاں، تفسیر نگاہِ منغل ...... مفہوم حریفِ دل لیکن یہ اسٹڈی تم سے ملنے کے بعد شروع کی ہے۔ ابھی اناڑی ہوں۔''

''لیکن میں اناڑی نہیں ہوں۔''

''کوئی بات نہیں، چلے گا...... ایک اناڑی دوسرا کھلاڑی۔''

اس نے گفتگو کا رخ کیس کی طرف موڑ دیا...... کچھ دیر بعد میں نے مختلف سوال کیا۔ ''کیا تم نے بہت پہلے وکیل بننے کا فیصلہ کر لیا تھا؟''

''ہاں، اس وقت میں بارہ سال کی تھی۔ میں نے پال نیومن کی فلم ''دی ورڈ یکٹ'' دیکھی تھی۔'' میں نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔

''یہ کیا رنگ شوخی کا ہے؟''

''شوخی نہیں ...... بات یہ ہے کہ میں نے جڈ ہرش کی فلم ''آرڈنری پیپل'' دیکھ کر سائیکالوجسٹ بننے کا فیصلہ کیا تھا۔''

''واؤ...... ہالی ووڈ نے ہم دونوں کی زندگی کا اسکرپٹ لکھا ہے۔ حیرت انگیز۔'' پامیلا نے کہا۔

''اسکرپٹ آگے بڑھنا چاہیے۔'' میں نے کہا۔

''میں کم آمدنی والے وکلا کی فہرست سے باہر آنا چاہتی ہوں۔ اس میں وقت لگے گا۔'' اس نے ارادہ ظاہر کیا۔

''میں متاثر ہوں۔''

''نہیں، ابھی نہیں۔ ابھی میں مقصد سے دور ہوں۔''

''تم اپنا مقصد حاصل کر و گی۔'' میں نے تیقّن سے کہا۔

پامیلا نے مجھے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں تشکر کی لہریں تھیں۔ اس لمحے میں ہم دونوں وکیل اور مؤکل نہیں تھے......

کیب کرائسلر بلڈنگ پر رکی۔ پامیلا نے اترنے سے پہلے میرے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ مجھے یوں لگا جیسے چہرے کے قریب آتے آتے اس نے خود کو روک لیا تھا۔

''تم بھی اناڑی ہو۔'' میں مسکرایا اور اپنے ہی ہاتھ پر وہاں ہونٹ رکھ دیے جہاں اس نے بوسہ دیا تھا۔

''ڈیوی! جیوری کے بارہ اراکین نے تمہارے حق میں فیصلہ دینا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ اتر گئی...... کیب کا رخ گھر کی طرف ہو گیا۔

اس رات میں بِن پیے سو گیا۔

صبح فون کی گھنٹی پونے آٹھ بجے بولنے لگی۔ ''ہیلو؟''
''ڈیوی۔'' پامیلا کی آواز میں ہیجان تھا۔
''کیا بات ہے؟ کیا ہوا؟''
''کچھ نہیں کہہ سکتی...... جج لوماکس نے پانچ منٹ قبل کال کی تھی۔ وہ تمام متعلق وکلا کو ساڑھے نو بجے اپنے چیمبر میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اس نے خصوصاً تمہیں بھی بلایا ہے۔''
''کیا وجہ ہوسکتی ہے؟'' میں نے سوال کیا۔
''میں کوئی اندازہ لگانے سے معذور ہوں۔ میں نے وکٹر کو کال کی تھی۔ وہ بھی سمجھ نہیں پایا ہے۔ لوماکس کے مطابق کوئی غیر معمولی بات ہے۔''

☆☆☆

کیا انوکھی بات...... ہم بے خبر تھے، لوماکس کے چیمبر میں ہیمرسن اور اس کے دو معاون وکلا موجود تھے۔ ہم تینوں بھی مصافحے کے بعد بیٹھ گئے۔ ایک منٹ بعد جج کافی کے مگ کے ساتھ وہاں آیا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں خون کبوتر کے مانند سرخ فولڈر تھا۔ اس نے اپنی ڈیسک سنبھالتے ہوئے سوال کیا۔
''سب موجود ہیں؟''
ہیمرسن اور پامیلا نے بہ آوازِ اثبات میں جواب دیا۔
جج کی متلاشی نگاہیں گھوم رہی تھیں۔ جو بالآخر میرے چہرے پر جم گئیں۔ میں نے بھانپنے کی سعی کی لیکن کوئی اندازہ نہ لگا سکا۔ جج نے ایک بٹن دبا کے اپنی اسٹینوگرافر کو مشین کے ساتھ طلب کیا۔
کیا تماشا ہے۔ سب ہی حیران اور منتظر تھے۔ جج نے اسٹینو کی طرف دیکھا اور بولا۔ ''ڈاکٹر اور اس کے وکلا کے علاوہ استغاثہ بھی موجود ہے۔ ہر بات ریکارڈ کا حصہ ہو گی۔'' اس نے مجھے دیکھا۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ میں چاہوں گا کہ تم ایک بار پھر سب کے سامنے اب تک غیر موجود مریضہ کا تفصیلی حلیہ بیان کرو۔''
میں نے پامیلا اور وکٹر کی طرف دیکھا۔ دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔ میں نے بولنا شروع کیا۔ ''سام کینٹ یا سمنتھا کینٹ کا قد ساڑھے پانچ فٹ کے لگ بھگ تھا......'' میں نے تفصیل بیان کر دی۔
جج نے فولڈر پوری طرح کھولے بغیر اندر ہاتھ کیا اور کوئی چیز نکالی۔ وہ رنگین پولارائیڈ فوٹو تھا۔ تصویر اس نے میرے سامنے کی۔ ''ڈاکٹر کیا یہی وہ عورت ہے؟''
''یور آنر۔'' ہیمرسن کلبلایا۔ ''مؤدبانہ عرض ہے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟''
''چند منٹ میں صورتِ حال واضح ہو جائے گی۔'' جج نے کہا۔
میں جھک کر بغور پولارائیڈ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ دن کی روشنی میں اسٹریٹ کے کونے پر کھڑی تھی۔ اس کے حلیے کی جزئیات تمام تر میرے بیان کے مطابق تھیں۔ صرف ایک چیز کی کمی تھی۔ وہ میری پُراسرار مریضہ نہیں تھی۔ چیمبر میں سناٹا تھا۔ اسٹینو کو ہٹا کے بارہ آنکھیں مجھ پر مرکوز تھیں۔
''نہیں۔'' میں نے کہا۔ ''یہ وہ نہیں ہے۔ میرے دو، اُدھر تین...... پانچ وکلا نے رکی ہوئی سانس خارج کی۔
''تمہیں یقین ہے؟'' جج نے استفسار کیا۔
''قطعی۔'' میں نے کہا۔ ''میں نے اس کے ساتھ دو سیشن کیے تھے اور سب جانتے ہیں کہ بعد میں بھی ملا تھا۔ میرا اشارہ کیسپر سوسائٹی کی پارٹی کی جانب ہے۔''
میں دیکھے بغیر وکٹر اور پامیلا کی مایوسی کو محسوس کر سکتا تھا۔ میری ''ہاں'' یک لخت پانسا پلٹ سکتی تھی۔
ہیمرسن کے تاثرات ایسے تھے گویا پسٹل کی گولی سے مارنے کے بجائے قریب سے گزر گئی ہو۔
''معاملہ ختم نہیں ہوا۔'' جج نے فوٹو واپس فولڈر میں منتقل کیا اور دوسرا فوٹو نکالا۔ پامیلا کا چہرہ سپاٹ تھا لیکن وکٹر کے چہرے پر سنسنی تھی۔ مجھے شک ہوا کہ وہ کچھ تاڑ گیا ہے۔
دوسرا فوٹو چوکور تھا۔ پانچ بائی پانچ۔ دوسرا فوٹو پولارائیڈ نہیں تھا۔ فوٹو رات میں لیا گیا تھا۔ ''مل گئی۔'' میرے ذہن نے نعرہ لگایا۔ وہ سیاہ لباس میں تھی۔ شانوں پر سرخ شال پڑی تھی۔ وہ اسٹریٹ لیمپ کے نیچے کھڑی تھی۔ کافی روشنی تھی۔ میں خود شاک میں تھا۔ اسٹریٹ لیمپ، میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ کی سیڑھیوں کے قریب تھا۔ میوزیم، جہاں کیسپر سوسائٹی کی پارٹی کا انعقاد ہوا تھا......
''ڈاکٹر ڈیوڈ۔'' جج کی آواز آئی۔ ''ڈاکٹر ڈیوڈ؟''
''یہ وہی ہے۔ بالکل وہی! بلاشبہ...... لیکن......''
''کیا؟'' جج بغور مجھے دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ میں سمجھ رہا ہوں۔ وہ نصف تصویر تھی۔ نصف جج نے فولڈ کی ہوئی تھی۔ اس نے تصویر کھول دی۔ ''سام کینٹ'' کے ساتھ میں کھڑا تھا۔ میں دنگ رہ گیا۔ سب ہی سناٹے میں تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ لوماکس جج ہے یا شرلاک ہومز، مقدمہ تہ و بالا ہو گیا تھا۔ ہیمرسن تڑپ اٹھا۔ میری ٹیم کی کیفیت برعکس تھی۔

''یور آنر، میں وضاحت کا مطالبہ کروں گا۔'' اس نے بمشکل خود کو چلّانے سے باز رکھا۔

''سب سے پہلے یہ کہ خود کو ٹھنڈا رکھو۔'' لوماکس نے تنبیہہ کی۔ ''دوسری بات درمیان میں مت بولو۔ یہی تم دونوں سے کہوں گا۔'' جج نے وکٹر اور پامیلا کی طرف دیکھا۔ جو پہلے ہی مطمئن اور پُرسکون ہو چلے تھے۔ چند لمحوں کے سکوت کے بعد لوماکس پھر گویا ہوا۔ ''کل کورٹ سے فارغ ہو کر میں اپنے چیمبر میں واپس آیا تو فیڈیکس کا لفافہ میرا منتظر تھا۔ جج حضرات عُمومی حالات میں غیر متوقع ڈاک نہیں کھولتے۔ تاہم لفافہ این وائی یو لاء اسکول کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ جہاں میں مہمان لیکچرار ہوں۔ لہٰذا میں نے لفافہ کھولا۔ اندر سے ایک فوٹو اور نوٹ برآمد ہوا۔ ٹائپ شدہ نوٹ چند الفاظ پر مشتمل تھا۔ الفاظ یوں تھے: ڈاکٹر ڈیوڈ سچ بول رہا ہے۔''

جج کی بات سن کر میری ہڈیوں میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ میں نے ہیمرسن پر اچٹتی نظر ڈالی۔ وہ بل کھا رہا تھا، پہلو بدل رہا تھا۔

جج نے کہا۔ ''قدرتی بات ہے میں تعجب میں پڑ گیا۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ بھیجنے والے کا تعلق مذکورہ لاء اسکول سے تھا۔ میں نے اسکول میں اپنے رابطوں سے بات کی۔ سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ میں نے فیڈیکس سے رابطہ کیا۔ ٹریکنگ نمبر سے لوکیشن ہی معلوم ہو سکی۔ بھیجنے والے کی شناخت اندھیرے میں ہے۔ ادائیگی کیش میں ہوئی تھی۔ یہ کس نے میل کی ہے...... نہیں معلوم۔''

''معاف کیجیے۔ یور آنر۔'' ہیمرسن کا ضبط جواب دے گیا۔

لوماکس نے سرد نظروں سے اُسے دیکھا۔ ''میں نے کہا تھا...... دخل اندازی مت کرنا؟''

ہیمرسن نے معذرت کی اور جج لوماکس نے بات آگے بڑھائی۔ ''میل کرنے والے کی گمنامی کو ایک طرف رکھا جائے تو میرے لیے بنیادی مسئلہ یہ ہے...... میل ٹرائل سے متعلق ہے اور میں تصویر دیکھ چکا ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ ہیمرسن کے لیے یہ باعثِ تشویش بنے گا...... میں نے ڈاکٹر ڈیوڈ کو دو فوٹو دکھائے جبکہ لفافے میں فوٹو ایک تھا۔ بحیثیت جج میں اپنی ذمّے داری اور غیر جانب داری سے آگاہ ہوں۔ دو فوٹو دکھانے کی وجہ اگرچہ غیر روایتی ہونے کے سادہ تھی۔ متنازع نظریات کا سامنا کرنے سے پہلے قانون کے تحت مجھے فرض کرنا پڑتا کہ وہ بے گناہ ہے۔ مجھے یہ بھی دیکھنا تھا کہ یہ فوٹو خود اسی نے تو نہیں بھجوائی۔ اگر میل ڈاکٹر نے نہیں کی..... اس کے لیے میں ثبوت کے لیے ڈاکٹر کے الفاظ پر انحصار نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا ڈاکٹر کا ٹیسٹ ضروری تھا۔'' جج نے پولارائیڈ فوٹو اٹھایا۔

''میں نے کل کورٹ کی کارروائی کے بعد لفافہ دیکھا، رابطے کیے اور پھر اپنی اسٹینوگرافر کو پولارائیڈ کیمرے کے ساتھ باہر بھیج دیا۔ میں نے اسے ٹاسک سمجھا دیا تھا۔ خوبیٔ قسمت وہ مطلوبہ فوٹو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ جو میں نے ڈاکٹر ڈیوڈ کو پہلے دکھایا تھا۔ ڈاکٹر کی پوزیشن نازک تھی...... میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر موقع پرست ہے یا سچ بولے گا۔

''جو میں نے کیا، وہ تم سب کے سامنے ہوا۔ کسی کے ذہن میں جج کے اختیار اور اہلیت کے بارے میں کوئی ابہام ہے؟ اگر ہے تو میں دونوں فریقین کو اظہارِ رائے کی دعوت دیتا ہوں۔ تاہم یہ ذہن میں رکھنا کہ میں اپنا قانونی ہوم ورک مکمل کر چکا ہوں۔''

جج اپنی نشست میں نیم دراز ہو گیا۔ اس کی باڈی لینگویج دعوت دے رہی تھی۔ حسبِ توقع پہل ہیمرسن نے کی۔ ''یہ کیسے یقین کیا جائے کہ ڈاکٹر ڈیوڈ نے خود یا کسی ذریعے سے یہ میل نہیں کروائی ہے؟''

پامیلا نے آنکھوں سے مجھے منہ بند رکھنے کا اشارہ کیا۔

''اگر یہ فرض کیا جائے کہ یہ ڈاکٹر ڈیوڈ کی حرکت ہے۔'' جج نے کہا۔ ''پھر سوال اٹھتا ہے کہ اس نے اتنا عرصہ انتظار کیوں کیا، فوٹو پرانا ہے۔ لگ بھگ اُس وقت کا جب ڈاکٹر کی ٹیم نے گرفتاری خود دلوائی...... بعدازاں ضمانت......''

''یہ کیسے معلوم ہوگا کہ فوٹو پرانی ہے؟''

''کیونکہ اتفاق سے میں مارک روتھکو (پینٹر) کا فین ہوں۔'' جج نے کہا۔ ''پس منظر میں تم مارک کے فن کی نمائش کا بینر دیکھ سکتے ہو۔ گزشتہ اکتوبر میں وہاں گیا تھا۔''

ہیمرسن نے اس رخ پر ناکامی محسوس کرتے ہوئے زاویہ بدلا۔ ''یور آنر، بطور جج صورتِ حال آپ کو اجازت دیتی ہے کہ آپ لفافے کو نظرانداز کر دیں۔''

''درست ہے۔'' جج نے کہا۔ ''لیکن دہرا مسئلہ ہے۔ باہر کوئی ہے جو آگاہ ہے کہ تصویر مجھ تک پہنچ گئی ہے اگر میں اسے نظرانداز کرتا ہوں تو ضروری نہیں کہ دوسرے بھی نظرانداز کر دیں۔''

ہیمرسن نے آنکھیں سکیڑیں۔ ”کون دوسرے......؟“

”اوّل، اوّل پریس۔کون کہہ سکتا ہے کہ لفافہ صرف مجھے ہی بھیجا گیا ہے؟“

ہیمرسن پل بھر کے لیے گنگ ہوگیا...... پھر بولا۔ ”میڈیا کیونکر آپ کی سوچ اور فیصلوں پر دباؤ ڈال سکتا ہے؟“

جج لوماکس نے نفی میں سر ہلایا۔ ”پریس میرا مسئلہ نہیں ہے۔میرا مسئلہ انصاف ہے۔میں نے کہا تھا کہ دہری رکاوٹ ہے۔دوسرا نکتہ یہ ہے۔“ جج نے فوٹو اٹھایا۔ ”اگر واقعی یہ ڈاکٹر کی مریضہ ہے...... جو بظاہر ہے...... ڈاکٹر کے نوٹس اور بتائے گئے حلیے کے مطابق! اس کا مطلب وہ آزاد گھوم رہی ہے۔اگر مریضہ نہیں بھی ہے، تب بھی ہم سے دور ہے۔اس تک پہنچ کر ہی فیصلہ ہوگا کہ وہ کارآمد گواہ، ملزم یا بے گناہ ہے۔ہمیں اس تک پہنچنا ہوگا۔نظرانداز کرنے سے وہ غائب نہیں ہوجائے گی۔“

ہیمرسن بدحواس نظر آیا۔ ”آپ کی تجویز......“

”ہاں، مجھے ٹرائل معطل کرنا پڑے گا۔ میری تجویز ہی نہیں بلکہ ضرورت ہے...... پولیس مزید تفتیش کرے گی۔“

”اگر یہ سب بے معنی رہا...... لاحاصل ہوا، پھر؟“

”پھر ٹرائل ہم دوبارہ شروع کریں گے۔“ جج لوماکس نے کہا۔

”لیکن کیا یہ دفاع کے لیے کھلی جیت کے مترادف نہیں ہوگا؟“

”کتنی عجیب بات ہے۔“ پامیلا نے زبان کھولی۔ ”بات انصاف کی ہے، نہ کہ ہار جیت کی؟ کسی بے گناہ کو سلاخوں کے پیچھے ڈالنا فتح نہیں ہوتی۔“

اس موقع پر وکٹر نے گلا صاف کیا۔ ”یور آنر! میں ٹھیک نہیں جانتا کہ جیوری کو ڈس مس کرنے کے لیے آپ کا کیا ارادہ ہے لیکن میری رائے میں چند روز انتظار کرنا چاہیے۔“

”وہ کس لیے؟“

”اگر میڈیا والا خدشہ درست نکلا...... ڈاکٹر کی مریضہ تک کورٹ کے ارادے پہنچے تو پھر وہ واقعتاً غائب ہوجائے گی۔“

وکٹر نے خوب نکتہ اٹھایا تھا۔لوماکس فوراً سمجھ گیا۔ ”استغاثہ؟ کوئی اعتراض؟“

ہیمرسن نے کنپٹیاں مسلیں۔ ”یور آنر اس مقدمے کی موجودہ پیچیدگیاں...... میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔“

”اوکے۔“ جج نے کھانستے ہوئے اسٹینوگرافر کی طرف دیکھا۔ ”بیلیف سے کہنا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔آج کی سماعت ملتوی کردے۔“

☆☆☆

وہ جشن تو نہیں تھا۔جشن کی سی کیفیت تھی۔ میرے، وکٹر اور پامیلا کے علاوہ پارکر اور اسٹیلا بھی موجود تھے۔ مسکراہٹ، لطیفے، قہقہے...... جام بھی گردش میں تھے۔گمنام فوٹوگرافر کا نام وکٹر نے ”فینٹم فوٹوگرافر“ رکھ دیا تھا۔

میں حیران تھا کہ وہ کون ہے؟ اور اس نے یہ کام کیوں کیا؟ بظاہر یہی معلوم ہورہا تھا کہ فینٹم فوٹوگرافر نے میری مدد کرنے کی کوشش کی تھی۔ میری طرح وکٹر اور پامیلا کے ذہنوں میں بھی سوالات تھے۔تاہم فی الحال ہم سب ہی خوش تھے۔بساط پر بازی نے انوکھی کروٹ لی تھی۔

”پامیلا کی خوب صورت کارکردگی کے نام پر۔“ وکٹر نے گلاس اٹھایا۔ ہم سب نے ایک دوسرے کے گلاس کو چھوا۔میری نظریں وکٹر کے دوسرے ہاتھ پر تھیں جو پامیلا کے شانے پر تھا۔یہ محض اظہارِ مسرت ہے، دوستی یا کچھ اور؟ میں سوچ رہا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ پامیلا دیکھ رہی تھی کہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ میری نگاہ پامیلا کی نظروں سے ٹکرائی۔ وہ زیرِلب مسکرائی۔ میں اسکول بوائے کے مانند نروس ہوگیا۔

ہنسی مذاق جاری رہا۔ ہیمرسن کی بوکھلاہٹ بھی نشانے پر تھی۔ کچھ دیر بعد پارکر اور اس کی بیوی اسٹیلا رخصت ہوگئے۔ہم تین رہ گئے۔گپ شپ چل رہی تھی۔ بالآخر وکٹر بھی کھڑا ہوگیا۔

میں اور پامیلا تنہا تھے۔دونوں خاموش تھے۔

”ویسے ہم دونوں میں ایسا کچھ نہیں ہے۔“ پامیلا نے کہا۔

”سمجھا نہیں۔“

”کم آن، میں اور وکٹر...... کچھ نہیں ہے۔“

”شاید میں ویسا سوچ رہا تھا۔“ میں نے تسلیم کیا۔

”لیکن تم کیوں وضاحت کررہی ہو؟“

”میرے خیال میں تمہیں وضاحت کی ضرورت تھی۔“

”وکٹر نہ سہی کوئی اور سہی؟“ میں نے چھیڑا۔

”ہاں۔“ اس کا انداز ذومعنی تھا۔

”کون ہے؟“ میں نے دانستہ فریب کھایا۔

''مجھے بچے پسند ہیں۔'' وہ بولی۔

''مطلب؟''

''ایک ذاتی سوال پوچھوں؟''

''کیوں نہیں۔'' میں نے کہا۔

''تم اور تمہاری بیوی کو بچے پسند تھے؟''

سوال کرتے ہی اسے غلطی کا احساس ہو گیا۔ وجہ میرے چہرے کا بدلتا رنگ تھا۔ میں بے دلی چھپا نہ سکا۔

''غلط سوال کر دیا۔ آئی ایم سوری، معذرت خواہ ہوں۔''

''نہیں، کچھ نہیں۔'' میں نے گہری سانس لی۔ ''وہ انتقال کے وقت چار ماہ کے حمل سے تھی۔''

پامیلا نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ ''اوہ گاڈ، ڈیو مجھے علم نہیں تھا...... میں......''

''اوکے...... تم کیونکر جان سکتی تھیں۔ شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔''

تاہم وہ سخت نادم لگ رہی تھی۔ ''میں احمق ہوں۔''

''اوہ، پامی ختم کرو۔ مسکرا دو۔'' دفعتاً مجھے احساس ہوا کہ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ پر ہے۔

''سوری۔'' اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔

''کیا کر رہی ہو؟''

''میں تمہاری وکیل ہوں۔''

''صرف وکیل؟''

''حالات کو کیسے نظرانداز کریں؟''

''اگر حالات بدل جائیں؟''

''پھر سوچوں گی۔''

''میرے بارے میں؟''

''شاید۔''

''ٹھیک ہے۔'' میں نے کہا۔ ''پھر ڈیل کرو۔ اگر مقدمہ میرے حق میں ختم ہوا تو ہم دونوں ڈنر پر جائیں گے۔''

''کیا یاد کرو گے۔'' وہ مسکرائی۔

میں نے ہاتھ بڑھایا...... اُس نے ہاتھ ملایا۔ میں نے دھیرے سے دبایا۔ دفعتاً اس نے کھینچا۔

''کیا کر رہی ہو؟''

''موقع سے فائدہ اٹھا رہی ہوں۔'' اس نے کہا۔

ہم دونوں کے چہروں کے درمیان دو انچ کا فاصلہ تھا۔ ''تمہارا اب اس زیادہ دور نہیں ہے۔'' میں نے مخمور سرگوشی کی۔ اس نے موہوم فاصلہ مٹا کے مجھے خاموش کر دیا۔

☆☆☆

چند روز بعد ٹرائل کی معطلی...... خبر بن گئی...... ممکا جذباتی ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ ضمانت کی سماعت کے دوران جن افراد سے جرح کی گئی تھی، ان میں ممکا بھی شامل تھی۔ وہ میری کچھ مدد نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے حسب عادت ''سام کینٹ'' کی ای میل مٹا دی تھی۔ اسی لیے وہ اداس رہا کرتی تھی۔ میری بے گناہی ثابت کرنے کے لیے حالیہ مقدمے نے اس کی پریشانی میں اضافہ کر دیا تھا۔ اب وہ خوش تھی۔ اپنی سمجھ کے مطابق پُرامید تھی کہ پولیس میری ''پُراسرار مریضہ'' تک پہنچ جائے گی۔

خبر منظرعام پر آنے کے دوسرے روز مجھے پامیلا کی کمی محسوس ہوئی۔ اس کا فون نہیں آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ پولیس فوٹو کونراڈ کی بیوہ کو دکھائے گی۔ اس کے بعد وہ مجھے فون کرے گی۔ شام میں اپنے آفس سے نکلنے والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ وہ پامیلا تھی۔

''گڈ! تم ابھی وہیں ہو۔'' اس نے کہا۔

''ہاں، میں پریشان ہو چلا تھا۔''

''جانتی ہوں، زیادہ وقت صرف ہو گیا۔''

''پولیس نے کچھ کیا؟''

''ہاں، سمنتھا کینٹ نے تصویر دیکھ کر لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔''

''تاخیر کیوں ہو گئی؟''

''تمہارے دوست، سراغ رساں ٹیری اور فرینک اہلِ محلہ کو تصویر دکھاتے پھر رہے تھے۔ شومئ قسمت کسی نے نہیں پہچانا۔''

''اب کیا ہوگا؟'' میں نے سوال کیا۔

''آج رات گیارہ بجے سے فوٹو الیکٹرانک میڈیا پر گردش کرے گا۔''

''پولیس کا رویّہ کیسا ہے؟''

''ٹیری اور فرینک اب تک یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوٹو کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے لیکن کل سے فون بجنا شروع ہو جائیں گے۔''

''کیسے کہہ رہی ہو؟''

''لوگوں کے لیے یہ شکار کے مانند ہے۔ اغواکنندگان، اسنائپرز، قاتل وغیرہ کی تلاش...... یہاں پُرکشش عورت کا معاملہ ہے۔ عوام سرگرمی دکھائے گی۔''

پامیلا نے کل صبح فون کرنے کا کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ تاہم اس نے اطلاع فراہم کی۔ پولیس میڈیا سے کیا کہہ

رہی ہے۔ وہ میری مریضہ کو ممکنہ ملزم نہیں گردان رہے تھے۔ وہ میڈیا سے کہہ رہے تھے کہ ''سمنتھا کینٹ'' کے ملنے سے کونراڈ کے قتل سے متعلق مفید معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔

میں نے بستر پر جانے سے قبل گیارہ بجے والی خبریں دیکھیں۔ میرے خیال میں ایک اچھے انجام کا آغاز ہونے جارہا تھا۔

☆☆☆

میں ہڑبڑا کے اٹھا۔ رات کافی بیت گئی تھی۔ فون کی گھنٹی بول رہی تھی۔

''ڈیوڈ تم مجھے کتنا یاد کرتے ہو؟''

مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا۔ لائن پر میری پُراسرار مریضہ تھی......ایک بار پھر لیکن اس مرتبہ وہ نارمل اور ہوش وحواس میں تھی۔ ''کیونکہ تم مجھے یاد آتے ہو۔'' وہ بولی۔

میرا دل کہہ رہا تھا شور مچاؤ.... گالیاں دو......غضب کا اظہار کرو۔ اس نے پہلے بھی مجھے بے وقوف بنایا تھا۔ میں اس کے ہاتھوں کا کھلونا بن گیا تھا لیکن اس مرتبہ یہ نہیں ہو گا۔ میں نے خود کو قابو میں رکھا۔ مجھے جعلی سمنتھا کینٹ کے بارے میں جاننے کا سنہری موقع مل رہا تھا۔ پارکر کے مشورے کے مطابق مہینوں سے میں نے منی ریکارڈر بیڈ کے ساتھ دراز میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے پھرتی سے ریکارڈر نکالا اور کان کے قریب کر کے آن کر دیا۔

''میں نے تمہیں ٹی وی پر دیکھا تھا۔'' میں نے کہا۔

''تمہیں غصہ نہیں آیا؟''

''آنا تو چاہیے تھا لیکن کیا فائدہ؟'' میں نے کہا۔

''میں نے بھی ٹی وی پر خود کو دیکھا تھا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ مجھے شوٹ کیا جارہا ہے تو میں چہرے پر مسکراہٹ ضرور سجاتی۔''

''میرے خیال میں تم اس وقت بھی مسکرا رہی ہو۔''

''ڈیوڈ تم کافی اسمارٹ نکلے۔'' وہ بولی۔ ''یا پھر تمہاری قسمت زوردار ہے۔''

''جیسے تم سمجھو۔ تاہم کل تم سپر مارکیٹ میں شاپنگ نہیں کرسکو گی۔''

''ہاں، مشکل ہے اور شرم کی بات ہے۔'' وہ ہنسنے لگی۔

''خود کو بہلا رہی ہو......تمام کاوش ایک تصویر نے خاک میں ملادی۔''

''کیا تم سوچ رہے ہو کہ تم بچ جاؤ گے؟''

''وقت بتائے گا۔ اپنی فکر کرو۔''

''ڈیوڈ زندگی حیرتوں کا نام ہے۔ لوگ اپنے بارے میں اتنا نہیں جانتے...... جتنا وہ سمجھتے ہیں۔''

''خود سے شروع کرو۔ تم تو اپنا اصل نام نہیں جانتی ہو۔''

''تم اسرار کا پردہ چاک کرنا چاہتے ہو؟''

''کم ازکم اس حد تک کہ مجھے کیوں پھنسایا گیا؟''

''سادہ بات ہے۔ ایک بے داغ قتل کے لیے تمہاری ضرورت تھی۔ ویسے بھی تم نے کونراڈ کو میرے خلاف کیا۔''

''تم کیا کہہ رہی ہو؟''

''وہی جو تم سن رہے ہو۔''

''میں نے اُسے سمجھایا تھا کہ اپنی شادی پر توجہ دے۔ یہی میرے پیشے کا تقاضا تھا۔ تمہیں بھی سمجھایا تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم سرے سے کونراڈ کی بیوی ہی نہیں تھیں۔ تم خود کو اس کی بیوی پوز کررہی تھیں۔ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا جبکہ میں اپنی دانست میں تمہاری مدد کررہا تھا۔''

وہ اپنی منطق پر اڑی رہی۔

''تم یہ باور کرنے کے لیے تیار نہیں تھیں کہ وہ تمہیں چھوڑ کے اپنی بیوی کا ہوگیا ہے۔''

''اس نے بارہا مجھ سے جھوٹ بولا۔ بالآخر مجھے اسے ختم کرنا پڑا۔''

''ہاں، اس نے جھوٹ بولا۔ شاید جتنا تمہیں معلوم ہے اس سے زیادہ جھوٹ بولا۔'' میں نے کہا۔ ''تم مقدمے کی کارروائی سے آگاہ ہو یا نہیں؟''

اس نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

''ایک عورت اور سامنے آئی ہے۔ افیئر کا دعویٰ لے کر۔''

''یعنی میں نے اُسے ہلاک کیا تو ٹھیک کیا۔'' وہ بولی۔

اچانک مجھے خیال آیا کہ وہ اتنی مکار تھی اور اب کیوں حماقت کررہی ہے؟ اس نے گویا میرے خیالات پڑھ لیے۔

''تو تم سب جان گئے؟''

''کیا مطلب؟'' میں نے کہا۔

''ڈیوڈ تم گفتگو ریکارڈ کررہے ہو!''

''نہیں۔'' میں نے جھوٹ بولا۔ ''کاش میں کرتا اگر مجھے توقع ہوتی کہ تم فون کرو گی۔''

وہ ہنس دی۔ ''تم جھوٹ بول کے بھی سچ بول رہے

ہو۔''

''اس جملے کا کیا مطلب اخذ کروں؟''

''میں نے کہا تھانا زندگی حیرتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اور حیران کن اطلاع۔'' وہ بولی۔ ''میرا کام ختم نہیں ہوا۔ پہلے میں نے کونراڈ کا علاج کیا۔ اب اس کی بیوی کی باری ہے۔ وہ کُتیا صبح کا سورج نہیں دیکھے گی۔''

میرے کچھ کہنے سے قبل اس نے فون بند کر دیا۔ پچھلی مرتبہ اس نے فون پر کہا تھا کہ اس نے اپنے شوہر کو قتل کر دیا ہے۔ وہ اس کا شوہر نہیں، یہ آدھا جھوٹ تھا۔ آدھا سچ یہ تھا کہ اس نے واقعی کونراڈ کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اب کہہ رہی تھی کہ سمنتھا کینٹ کی باری ہے۔ فون پر وہی تھی اور جو کرنے جا رہی تھی، وہ سچ تھا۔ ثبوت میرے پاس تھا۔ میں نے ٹیپ ریوائنڈ کر کے سنی۔ ریکارڈر میں سے چبھتی ہوئی سیٹی کی آواز آ رہی تھی۔ میں بوکھلا گیا۔ میں نے ریوائنڈ کر کے پھر سنا۔ ایک لفظ نہیں تھا۔ میں نے بیٹری چیک کی۔ ٹیپ نکال کے دوبارہ ریکارڈر میں لگائی۔ ناکامی منہ چڑا رہی تھی۔ مجھے جعلی سمنتھا کا جملہ یاد آیا۔ ''تم جھوٹ بول کے بھی مجھے سچ بتا رہے ہو۔''

میں نے کہا تھا کہ میں گفتگو ریکارڈ نہیں کر رہا۔ میں جھوٹ بول رہا تھا جبکہ میں بے خبر تھا کہ وہ ''جھوٹ'' نہیں ''سچ'' تھا۔ سچ ان معنوں میں کہ واقعتاً میں کچھ بھی ریکارڈ نہیں کر سکا تھا۔ اور وہ کس حد تک پُریقین تھی۔ میں اس کے یقین کی وجہ تلاش نہیں کر سکا۔ میں نے خود سے سوال کیا۔ وہ شروع سے مکار ہونے کے بعد یک دم احمق کیوں بن رہی ہے۔ جواب ''نہیں'' میں تھا۔ نادان میں تھا جو اپنی حماقت کا احساس نہ کر سکا۔

میں نے 911 ڈائل کیا۔ آپریٹر کی آواز پر میں چونکا۔ میں کیا کہوں؟ ایک عورت کی زندگی کو دوسری عورت سے خطرہ ہے؟ میں نے فون رکھ دیا۔ اور کچن کی طرف بھاگا جہاں پیڈ پر پامیلا کا نمبر لکھا تھا۔ دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھا۔ رات آدھی سے زیادہ بیت گئی تھی۔

چار پانچ گھنٹیوں کے بعد پامیلا نے فون اٹھایا۔ آواز میں نیند کا خمار تھا۔ مختصر احوال سننے کے بعد وہ پوری طرح بیدار ہو گئی۔ ''گھر میں رہنا..... فون کے قریب۔ میں کال کروں گی۔''

اس نے فون بند کر دیا۔ میں نے اطمینان محسوس کیا۔ کسی کی زندگی خطرے میں تھی اور میں مدد کر سکتا تھا۔ بدتر احساس یہ تھا کہ تاخیر نہ ہو جائے۔ کیا ہو گا اگر پامیلا کے اقدامات سے پہلے ہی سمنتھا کینٹ کا خاتمہ ہو گیا؟

میں بستر پر بیٹھ کے انتظار کرنے لگا۔ پانچ، دس، بیس منٹ گزر گئے۔ بے قرار ہو کے میں نے پامیلا سے رابطہ کیا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ اتنی بے وقوف نہیں ہے کہ سمنتھا کینٹ کی طرف تنہا جائے..... بالآخر گھنٹی بجی۔ میں نے فوراً کال وصول کی۔

''ڈیوڈ، میں اس عمارت پر ہوں جہاں سمنتھا کا اپارٹمنٹ ہے..... وہاں پہنچو۔''

''کہاں؟''

''دس۔ تیس پارک ایونیو۔ اسّی۔ پانچ کے کونے پر۔''

''کیا خبر ہے؟''

''بعد میں بتاؤں گی..... جتنی جلدی ہو سکے روانہ ہو جاؤ۔ ریکارڈر ساتھ لانا۔'' اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

☆☆☆

دہشت ناک والمناک واردات کے بعد سمنتھا نئے اپارٹمنٹ میں منتقل ہو گئی تھی۔ میں بلڈنگ سے دو کلومیٹر دور تھا۔ جب مجھے سرخ اور نیلی فلیش لائٹس کا رقص دکھائی دیا۔ کوئی بدترین واقعہ ظہور پذیر ہو چکا تھا۔ وہ روشنیاں دو پولیس کار کی تھیں۔ میں جوں ہی کیب سے اترا، پامیلا سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ بیک وقت ہم دونوں کی نظریں چار ہوئیں۔ وہ لابی میں کھڑی تھی۔ ہم دونوں کے درمیان شیشے کا در حائل تھا۔ میرے اندر جانے سے قبل وہ باہر آ گئی۔ اس نے میرا بازو تھاما اور ایک طرف لے گئی۔

''دو خبریں ہیں۔ اچھی اور بُری۔'' اس نے کہا۔ ''اچھی خبر یہ ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ کسی نے اسے قتل کرنے کی کوشش نہیں کی۔'' میں نے سکون کی سانس لی۔ ''بُری خبر کیا ہے؟''

''وہی کہ کسی نے سمنتھا کو مارنے کی کوشش نہیں کی۔ تمہارے ''دوست'' سراغ رساں اندر ہیں۔ ان کے خیال میں تم نے ڈراما کیا ہے..... شیر آیا، آیا۔ اور کوئی بھی نہیں آیا۔''

''وہ کیوں ایسا سوچ رہے ہیں؟''

''ویسے ہی..... جیسے وہ تم کو کونراڈ کا قاتل سمجھتے ہیں۔ تم ریکارڈر لائے ہو؟''

''ہاں۔'' میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ ''اس میں سیٹی کی آواز کے سوا کچھ نہیں ہے۔'' میں نے پلے کر کے آواز سنوائی۔ ''ایسا کیسے ہوا؟''

"میں زیادہ نہیں جانتی۔ وہ احمق نہیں ہے۔ اس نے کوئی گیجیٹ (gadget) استعمال کیا ہے۔"

"پولیس بتا سکتی ہے۔" میں نے کہا۔

پامیلا نے نفی میں سر ہلایا۔ "یاد رکھو، یہ میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ کل ہم اسے میکنیٹ کے حوالے کریں گے۔ سمجھ رہے ہو؟"

"ہاں، لیکن میں نے فون کیا تھا۔ تم نے جواب نہیں دیا۔"

"ٹیری اور فرینک اُس وقت میرے قریب تھے۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ ہماری گفتگو سن لیں۔"

"یہ دونوں یہاں کیسے پہنچے؟"

"میں نے وکٹر کو کال کی تھی۔ ٹی وی پر خبر چلنے کے بعد وکٹر سمنتھا کو قائل کرنا چاہتا تھا کہ وہ پولیس کی حفاظتی تحویل میں آجائے۔"

"کیا اُسے ضرورت تھی؟"

"تشہیر کے بعد یہ اقدام بعد ازاں کفِ افسوس ملنے سے بہتر تھا۔"

"غالباً تم درست کہہ رہی ہو۔" میں نے سر ہلایا۔

"ہاں، سوائے اس کے...... سمنتھا نے یہ مشورہ مسترد کر دیا تھا۔"

میں استفسار کرنا چاہتا تھا۔ "کیوں؟" میں رک گیا۔ میں جانتا تھا۔ کیوں کا جواب تھا۔ "میں"...... میری ذات۔

"وہ بھی مجھے اپنے شوہر کا قاتل گردانتی ہے۔"

"ہاں، پُراسرار مریضہ کی کہانی نے اسے متاثر نہیں کیا۔"

"لیکن پولیس اپنے طور پر ممکنہ خطرے پر نگاہ رکھ سکتی تھی؟"

"سمنتھا کی رضامندی ضروری ہے۔ پھر بھی اگر پولیس ضرورت محسوس کرتی تو وہ تم پر نظر رکھتی۔"

"ہاں، بہت اچھا کرتی۔" میں نے منہ بنایا۔

پامیلا مسکرائی۔ "تم اپنے بیان میں ریکارڈنگ کا ذکر نہ کرنا۔ اگر وہ اس بابت سوال کریں پھر ہاں بولنا۔ اس پر وہ معلوم کریں گے کہ ریکارڈر تمہارے پاس ہے...... تمہارا جواب ہوگا نہیں اور یہ سچ ہوگا۔ کیونکہ ریکارڈر میرے پاس ہے۔ اس موقع پر میں دخل دوں گی اور کہوں گی کہ ہم اس کی نقل تیار کر کے دیں گے۔"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسی وقت وکٹر دکھائی دیا۔ قریب آکر اس نے سوالیہ نظروں سے پامیلا کی طرف دیکھا۔

"میری جیب میں ہے۔" پامیلا نے کہا۔

"کل دیکھتے ہیں میکنیٹ ریکارڈر سے کیا حاصل کر پاتا ہے۔" وکٹر نے کہا۔

"سمنتھا، پولیس پروٹیکشن پر آمادہ ہوئی؟" پامیلا نے سوال کیا۔

"نہیں، بجائے اس کے وہ ڈیوڈ پر الزام رکھ رہی ہے کہ وہ پریس کے ذریعے اسے ہراساں کر رہا ہے۔"

"کیا مذاق ہے۔" پامیلا نے تبصرہ کیا۔

"مذاق نہیں ہے۔ اب اندر چلو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے وہ سوچنا شروع کر دیں کہ یہاں ہم کوئی سازش تیار کر رہے ہیں۔"

میں اور پامیلا، وکٹر کے پیچھے گئے۔ ٹیری اور فرینک منتظر تھے اور خاصے بدمزہ دکھائی دے رہے تھے۔ فرینک مجھے گھور رہا تھا۔

"اب کیا بہانہ کرو گے۔ فون نہیں آیا تھا؟"

"اوہ اچھے جا رہے ہو۔" میری جگہ پامیلا نے جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ مفروضات کے بجائے تم غیر جانب دارانہ تفتیش کرو گے۔ غلط کہہ رہی ہوں؟"

فضا میں تناؤ کی کیفیت تھی...... میں نے بیان کا آغاز کیا۔ ٹیری نوٹس لے رہا تھا۔ دونوں نے بے یقینی کے تاثرات چہرے پر نہیں آنے دیے۔ محض ایک سوال کیا۔ کیا کال سے قبل میں نے مے نوشی کی تھی۔ میں نے انکار کیا اور بات ختم ہوگئی...... غالباً۔

دفعتاً گویا جہنم کا دروازہ کھل گیا۔ وہ ایلی ویٹر سے کسی بلا کے مانند نمودار ہوئی تھی۔ انگلی میری جانب تھی۔ وہ چلّا رہی تھی۔ مجھے قاتل کہہ رہی تھی۔ ساتھ ہی مجھے ختم کرنے کی قسم کھا رہی تھی۔ مجھ تک پہنچنے سے پہلے ٹیری اور فرینک نے اسے قابو کر لیا۔

"پولیس پروٹیکشن؟" وہ چیخی۔ "پروٹیکشن کی ضرورت مجھے اس کی طرف سے ہے۔"

میں بلکہ ہم تینوں ہکّا بکّا رہ گئے۔ کورٹ میں نظر آنے والی سمنتھا کے اعصاب موجودہ رات کی گڑبڑ نے توڑ دیے تھے۔ وہ آپے سے باہر ہوگئی تھی۔ ٹیری اور فرینک اسے واپس ایلی ویٹر میں لے گئے اور خاموشی چھا گئی۔ ہم نے واپسی کا قصد کیا۔

☆☆☆

میں اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھا خیالات کو مرکوز کر رہا

تھا۔ مجھے وقت درکار تھا۔ مجھے چند سوالات کے جواب تلاش کرنے تھے۔ اس مرتبہ میری مریضہ نے ہمیشہ سے زیادہ مجھے چکرا کے رکھ دیا تھا۔ اس نے کال کیوں کی تھی؟ اس کی باتیں؟ اس نے کیوں کہا وہ سمنتھا کینٹ کو ختم کرنے جارہی ہے؟ اور اس نے کچھ بھی نہیں کیا؟ وہ اُس رات بھی میرے ردِعمل سے آگاہ تھی اور گزشتہ رات بھی...... پہلے مجھے پھنسایا اور...... اور...... نہیں، اس مرتبہ مقصد کچھ اور تھا۔ کیا؟ شاید دھمکی اس نے اس لیے دی تھی۔ وہ مجھے بتانا چاہتی تھی، یاد دلانا چاہتی تھی کہ اب بھی میں پوری طرح اس کے قابو میں ہوں۔ وہ غائب تھی پھر بھی میں اس کے ہاتھ کا پیادہ تھا۔ پیادہ...... مجھے شطرنج یاد آگئی۔ ذہن ماضی کی طرف گیا۔ مجھے کولمبیا کے دن یاد آئے اور اپنا استاد پروفیسر ڈاکٹر ایلون ویکسلر کی باتیں یاد آئیں......

وہ نفسیات کے شعبے سے ہٹ کر شطرنج کا کہنہ مشق کھلاڑی تھا۔ بقول اس کے شطرنج ہمیں تقریباً زندگی کے ہر مسئلے کو سمجھنے میں مدد دے سکتی ہے۔ امید ہو یا خواب، خوف ہو یا حسد...... شکست، فتح، حال اور مستقبل......

ایک مرتبہ میں نے ڈاکٹر ویکسلر سے سوال کیا تھا کہ میں بی گریڈ سے آگے کیوں نہیں بڑھتا؟

”آسان بات ہے۔“ ویکسلر نے جواب دیا۔ ”تم صرف وہ دیکھتے ہو جو تمہارے سامنے ہے۔“

اس کا جواب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے ناسمجھی کا اظہار کیا۔ ویکسلر نے استفسار کیا۔ ”کیا کبھی شطرنج کھیلی ہے؟“

”تھوڑی بہت۔“ میں نے جھوٹ بولا۔

اس نے مجھے سمجھایا۔ ”شطرنج بساط پر نہیں، دماغ میں کھیلی جاتی ہے۔ بساط پر جو تم دیکھتے ہو اگر اس کے مطابق کھیلو گے تو کبھی جیت نہیں پاؤ گے۔ شطرنج ہو یا کوئی اور معاملہ...... تمہیں جو نظر آرہا ہے، اس سے آگے دیکھنا پڑے گا۔“ اس نے اس کیس اسٹڈی کی مثال دی جس کی وجہ سے یہ گفتگو شروع ہوئی تھی۔ مذکورہ کیس اسٹڈی میں میرا گریڈ B تھا۔

”مسٹر ڈیوڈ تم نے پرچے میں جو لکھا تھا، وہ پڑھا۔ لیکن جن طلبا کا اسکور بلند تھا، انہوں نے کچھ اور کیا۔ انہوں نے دماغ استعمال کرتے ہوئے لکھے ہوئے حقائق سے آگے دیکھا...... شطرنج کا اچھا کھلاڑی یہی کرتا ہے۔ ایک چال چلنے کے لیے دس چال آگے دیکھتا ہے......“

ذہن استعمال کرنے کا وقت آگیا تھا۔ شاطر کے مانند۔ میں لیٹ گیا۔ چودہ گھنٹے بعد نئے عزم کے ساتھ میں تحیر خیز فیصلہ کرچکا تھا۔ وہ کال مجھے دوبارہ پھنسانے کا آغاز تھی۔ میں یقین کرچکا تھا کہ وہ بالآخر سمنتھا کینٹ کی جان لے گی۔ اس نے صرف ”وقت“ کی حد تک جھوٹ بولا تھا۔ اس نے کال کی۔ میں چیخ اٹھا۔ سب دوڑ پڑے۔ وہ نہیں آئی۔ نتیجہ...... سب واپس آگئے۔ بساط سجائی گئی تھی، مہرے دیکھ کر سب واپس آگئے۔ میں کھیل کے اندر تھا۔ الارم میں نے بجوایا تھا۔ سمنتھا نے مرنا تھا اور پولیس مجھے ڈھونڈتی۔

نہیں، میں نے خود سے کہا۔ اس مرتبہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ میں نے سائیکالوجسٹ کے دماغ کو ایک طرف رکھ دیا تھا۔ میرے پُراسرار مریض نے مجھے اسی طرح برتا تھا اور میں ٹریپ ہوتا گیا۔ اب میں جو چال چلنے والا تھا، بظاہر وہ خودکشی تھی۔ ایسا قدم عام حالات میں، میں ہرگز نہ اٹھاتا لیکن مجھے عام حالات کا سامنا نہیں تھا۔

☆☆☆

میں نے اپنے آفس سے دس۔ تیس پارک ایونیو فون کیا۔ چھ مرتبہ گھنٹی بجنے کے بعد کسی آدمی نے فون اٹھایا۔

”ہائے، میں میڈیسن سے فیرا فلورسٹ بات کررہا ہوں۔“ میں نے اسے بتایا۔ ”تمہاری ایک رہائشی تک کچھ اشیا پہنچانی ہیں۔ اس کا نام سمنتھا کینٹ ہے۔ کیا تم بتاسکتے ہو اگر وہ گھر پر ہے؟“

میرے سوال نے اسے گڑبڑا دیا تھا۔ اس نے حلق صاف کرکے چند سیکنڈ بعد جواب دیا۔ ”میں ڈورمین ہوں۔ تم یہاں ڈلیوری کردو میں سمنتھا تک پہنچا دوں گا۔“

”میرے گاہک کے مطابق یہ پرسنل ڈلیوری ہے۔“ میں نے کہا۔

”ہم یہاں مقیم افراد کے بارے میں اطلاع فراہم نہیں کرتے۔“

”میں سمجھتا ہوں۔“ میں نے اتفاق کیا۔ ”لیکن میری گاہک کا اصرار تھا۔ وہ زیادہ انتظار نہیں کرنا چاہتی اسی لیے اس نے مجھے زیادہ کمیشن دیا تھا۔ اپنی بات رکھنے کے لیے اس میں سے آدھا میں تمہیں دے دوں گا۔ ویسے بھی میں پتا، نام اور اپارٹمنٹ سب جانتا ہوں۔“ میں نے پامیلا سے حاصل شدہ معلومات کا مظاہرہ کیا۔ ”میں صرف اتنا جاننا چاہ رہا ہوں کہ وہ موجود ہے یا نہیں۔“

میری وضاحت نے اس کی ہچکچاہٹ ختم کردی۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے سمنتھا کی موجودگی کی تصدیق کر دی۔ میری دوسری کال ہرٹز کی طرف گئی۔ جہاں سے میں

نے کرائے کی گاڑی اٹھائی تھی۔

بیس منٹ بعد میں ایک پرانی ہنڈائی ایکسنٹ کی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ میری منزل سمنتھا کینٹ کی رہائش گاہ تھی۔ پارک ایونیو کا پینٹ ہاؤس اپارٹمنٹ میری معلومات کے مطابق وہ وہیں تھی۔

میں نے اپنی گاڑی کے لیے مطلوبہ بلڈنگ کے بالمقابل مناسب جگہ تلاش کی۔ جہاں سے میں عمارت پر نظر رکھ سکتا تھا۔ میں نے انجن بند کردیا۔ اگر کونراڈ کی بیوہ سمنتھا کینٹ باہر آتی ہے۔ اس صورت میں مجھے تعاقب کرنا تھا لیکن اگر سمنتھا کینٹ کو ختم کرنے کے لیے میری ''پُراسرار مریضہ'' آتی ہے، پھر مجھے اسے روکنا تھا۔ میں ننانوے فیصد پُریقین تھا کہ میری پُراسرار مریضہ وہاں آئے گی...... سمنتھا کینٹ کو قتل کرنے۔

میرا انتظار شروع ہوا۔ ایک کے بعد دوسرا گھنٹا...... تیسرا، چوتھا...... آٹھ گھنٹے گزر گئے۔ کوفت اور بے چینی کے ساتھ ایک سوال مجھے پریشان کررہا تھا کہ میں کر کیا رہا ہوں۔ تاہم میں اڑا رہا۔ میری چھٹی یا ساتویں حس کہہ رہی تھی کہ وہ آئے گی۔ یا پھر اگر میں یہ نہ کرتا...... پھر کرنے کے لیے کیا رہ جاتا۔

☆☆☆

وقت اپنی رفتار سے سرک رہا تھا۔ دوسری رات بھی آنکھوں میں کٹ رہی تھی۔ مجھے کئی مرتبہ اونگھ آئی۔ جسم بھی اکڑ سا گیا تھا۔ اوہام اندیشے سر اٹھا رہے تھے۔ صبح کاذب کے وقت میں سوچ میں پڑ گیا۔ کیا میرا اندازہ غلط ہے؟ میں قریبی بار میں جانا چاہتا تھا۔ اسی گومگو میں صبح ہوگئی۔ میں گاڑی باہر نکالنے کا ارادہ کررہا تھا، جب میں نے ایک کیب عمارت کے قریب رکتے دیکھی۔ ساڑھے نو بج رہے تھے۔ میں چوکنا ہوگیا۔ کیب سے اترنے والی یا والا عمارت کے داخلی راستے کی جانب رواں تھا۔ اس کے بدن پر لمبا برساتی کوٹ تھا۔ کالر کھڑے تھے۔ نگاہ سامنے اور سر جھکا ہوا تھا۔ پہچاننا مشکل تھا۔ تاہم جب وہ پہلی مرتبہ میرے آفس میں مجھ سے ملی تھی، اس وقت کچھ اسی قسم کا برساتی کوٹ پہنا ہوا تھا۔ سب سے اہم وہ بیس بال کیپ تھی جو آج بھی اس کے سر پر تھی۔ وہی تھی۔ میری پُراسرار مریضہ ایک اور خونی واردات کے لیے پہنچ گئی تھی۔ مجھے اسے روکنا تھا۔

میں نے بھڑک کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔ میرے عضلات اکڑ گئے تھے۔ نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ عمارت کے اندر داخل ہورہی تھی۔ دوراتوں سے میری نیند بھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ میری نظر دھندلا گئی۔ ٹریفک کا دھیان بھی نہ رہا۔ ٹائروں کی چیخیں بلند ہوئیں۔ رکتے رکتے بھی ایک وین کا اگلا حصہ ٹکرایا۔ تصادم نے مجھے سڑک پر لٹا دیا۔ چند ساعت کے اندھیرے کے بعد میں نے آنکھیں کھولیں تو آسمان مجھے تک رہا تھا۔ فوراً ہی اذیت کی لہر نے تڑپایا۔ گھٹنوں سے کمر تک دُکھن تھی۔ چند افراد میرے اوپر جھکے ہوئے خیریت معلوم کررہے تھے۔ وین کا ڈرائیور بھی شامل تھا۔ مجھے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ دفعتاً میرے اوپر جھکے ہوئے چہروں میں پارک ایونیو کے ڈورمین کا چہرہ شامل ہوگیا۔ اس کی جھلک دیکھتے ہی میری دماغی کہر تحلیل ہوگئی۔ میری ''پُراسرار مریضہ'' سمنتھا کینٹ کے قریب ہوگی اور میں یہاں پڑا تھا۔

میں کسی فلمی کردار کے مانند اچھل کر کھڑا ہوا۔ درد کے مارے میرے حلق سے کراہ خارج ہوئی۔ تاہم میں راستہ بناتا ہوا اپنے ہدف کی طرف گیا۔ دس، تیس پارک ایونیو۔ میں لنگڑا رہا تھا۔ چل رہا تھا نہ دوڑ پا رہا تھا۔ ہر کوئی جاننا چاہتا تھا کہ کیا ہورہا ہے لیکن ڈورمین زیادہ متفکر تھا...... کیونکہ میں سڑک کراس کرکے عمارت کی لابی میں داخل ہوچکا تھا۔ اس نے عقب سے آواز لگائی۔ سنی ان سنی کرکے میں ایلیویٹر میں داخل ہوگیا۔ عقب میں ڈورمین کے قدموں کی آہٹ نے رفتار پکڑی۔ چند سیکنڈ کے فرق سے وہ مجھ تک رسائی سے محروم رہ گیا۔ ایلیویٹر میں، میں نے درد کی شدت محسوس کی جو میرے نچلے دھڑ میں موجود تھی...... ایلیویٹر کے کھلنے پر میں نے باہر قدم رکھا اور خود کو ایک چوکور ہال میں پایا۔ وہاں میں نے دو دروازے دیکھے۔ میں نے بائیں جانب حرکت کی۔ کسی چیز کے گرنے کی آواز مخالف سمت سے آئی۔ میں پلٹ کے دائیں جانب گیا۔ دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا۔ توقع کے برخلاف وہ کھلا تھا۔ اگلے لمحے میں، میں اندر تھا۔

میری ساعت سے وحشت ناک چیخ ٹکرائی۔ میں حتی الامکان تیزی سے کچن اور ڈرائنگ روم کے قریب سے گزرتا ہوا لیونگ روم میں پہنچا۔ کشمکش کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ وہ دونوں میرے سامنے برسرپیکار تھیں۔ میری نظر چمکتی ہوئی لمبی چھری پر پڑی، جس کا لرزتا ہوا پھل نیچے جارہا تھا۔ کیونکہ سمنتھا کینٹ کمزور پڑ رہی تھی۔ وہ ہاری ہوئی جنگ لڑ رہی تھی۔ نقلی سمنتھا کی چھری سے بچنا مشکل تھا۔

''ڈیوڈ کچھ کرو۔'' ذہن نے کہا۔ میں نے چارج کیا اور کاندھے کے بل چھری بدست حملہ آور کے پہلو سے ٹکرایا۔ اس کی بیس بال ٹوپی اُڑ گئی۔ اس کے قدم بھی اکھڑ

گئے۔ ہم دونوں اوپر تلے زمین بوس ہوئے۔ چھری کہاں ہے؟ اس کے ہاتھ میں یا فرش پر؟ مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ میری بینائی یا ذہن متاثر تھا۔ چھری تین فٹ کے فاصلے پر تھی۔ پُراسرار مریضہ بھی اتنے ہی فاصلے پر تھی۔ میرے ساتھ تصادم کے بعد وہ ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ میری حالت پہلے ہی ابتر تھی۔ میں نے چھری تک پہنچنے کی کوشش کی۔ یوں لگا جیسے کمرا گھوم رہا ہے۔ اشیا دو دو دکھائی دے رہی تھیں۔ ایک کی جگہ چھری بھی دو...... اصلی چھری کون سی ہے؟ بدقسمتی سے نقلی سمنتھا کی نظر میں چھری ایک ہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کے اس پر قبضہ کرلیا۔ میں روک نہ سکا۔ وہ اٹھ رہی تھی۔ میں بھی اٹھا۔ لیکن میں اناڑی شرابی کے مانند جھوم رہا تھا۔ بینائی مرتکز نہیں تھی۔ دو چھریاں اور دو سمنتھا مجھ پر حملہ آور ہوئیں۔ میں ایک آسان ہدف تھا۔

اُس کی جھپٹ درمیان میں رہ گئی۔ گولی اس کے بدن میں لگی۔ شاید پار نکل گئی تھی۔ پسٹل سمنتھا کینٹ کے ہاتھوں میں تھا۔ نقلی سمنتھا کا جسم اکڑ کے ڈھیلا ہوا، پھر نیچے گر گیا۔ پیٹ کے زخم سے خون فوارے کے مانند پھوٹا۔

میری پُراسرار مریضہ مر چکی تھی۔

سمنتھا کینٹ نے فائر کر کے میری زندگی بچائی تھی۔ یا ہم دونوں نے آگے پیچھے ایک دوسرے کو بچایا تھا۔ وہ فائر کر کے نیچے بیٹھ گئی۔ میں اس کی طرف گیا۔ میرے خیال میں وہ بے ہوش ہو رہی تھی۔ کیا وہ میرے پہنچنے سے پہلے زخمی ہو چکی تھی۔ تاہم خون مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔

”ہلنا مت۔“ کوئی للکارا۔

میں ہاتھ اٹھا کے آہستہ سے گھوما۔ دونوں ہتھیار بدست پولیس کے آدمی تھے۔ ان دونوں کے پیچھے دو پیرا میڈیکس آرہے تھے۔ ان کے خیال میں وہ ٹریفک حادثے کے ردِعمل میں وہاں تک آئے تھے۔ ڈورمین نے میرے بارے میں بتایا ہوگا۔ اوپر آتے آتے انہوں نے فائر کی آواز سنی۔ سب کچھ بدل گیا۔ ان کے گمان میں نہیں تھا کہ وہ کیا دیکھنے والے ہیں۔

دو عورتیں...... ایک مردہ، ایک بے ہوش اور میں۔

”میں وضاحت کرسکتا ہوں، آفیسرز۔“ میں نے کہا۔ خوش قسمتی سے اس کی نوبت نہیں آئی۔ پیرا میڈیک نے سمنتھا کو کچھ سنگھایا۔ چند منٹ بعد اس کی نیم بے ہوشی رخصت ہوگئی۔ اس دوران وہ اس کی حالت کا جائزہ لیتے رہے۔

وہ بدحواس نظر آئی۔ اُسے یقین نہیں تھا کہ وہ بچ گئی

ہے۔ اس کے برعکس حملہ آور اس کے ہاتھوں ماری گئی تھی۔
میں نے سمنتھا کی آنکھوں میں تشکر کا رنگ دیکھا۔ وہ سہارا لے کر کھڑی ہوئی...... آنکھیں اشک بار تھیں۔ اس نے مجھے گلے لگالیا۔ ''شکریہ۔'' اس نے گداز لہجے میں کہا۔
''تمہارا بھی شکریہ۔'' میں نے جواباً کہا۔ منظر نامہ یکسر تبدیل ہو گیا تھا۔ اس کے معانقے نے مجھے کراہنے پر مجبور کر دیا۔ ذہن وین سے تصادم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تکلیف کی طرف واپس چلا گیا۔ پیرا میڈیک نے اسپتال اور ایکسرے کا مشورہ دیا۔ لیکن اس سے پیشتر پولیس کی ابتدائی کارروائی تھی۔ وہ جاننا چاہتے تھے وہاں کیا ہوا......
سمنتھا نے خود پر قابو پاتے ہوئے بتایا کہ ایک دن پہلے ''اس عورت'' کا فون آیا تھا۔ وہ مبینہ طور پر کونراڈ کی فرم میں ہیومن ریسورسز کی نمائندہ تھی۔ اس نے سمنتھا کو بتایا کہ ڈیوڈینڈ کی ادائیگی کے لیے کاغذات پر بیوہ کے دستخط درکار ہیں۔ سمنتھا کینٹ کے ساتھ اس نے وقت طے کر لیا۔ یہ ملاقات آج صبح ساڑھے نو بجے تھی۔
''اس کے آنے پر میں نے اسے لیونگ روم میں بٹھایا۔'' سمنتھا پھر آبدیدہ ہو گئی۔
''میں نے اسے کافی کی آفر کی اور کچن کا رخ کیا۔ نہیں معلوم جاتے جاتے میں نے کیوں عقب میں جھانکا۔ شاید کوئی عجیب سی آواز تھی...... میں نے دیکھا کہ وہ لمبے پھل والی چھری نکال کے مجھ پر حملہ کر رہی تھی۔'' سمنتھا کپکپانے لگی۔ وقفے کے بعد وہ گویا ہوئی۔
''کسی طرح میں نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ لیکن وہ زور آور تھی۔ مجھے اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ اور تب......'' اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔
''......تب میں بروقت پہنچ گیا۔'' میں نے جملہ مکمل کیا۔
پولیس کے دونوں آدمیوں نے مجھے دیکھا۔ میرا نام اور چہرہ طول و عرض میں مقبولیت اختیار کر چکا تھا۔
''تم وہ سائیکالوجسٹ ہو۔'' ایک نے کہا۔ دوسرے نے سمنتھا کی طرف دیکھا۔ اس کے تاثرات بول رہے تھے۔
''اور تم مقتول کونراڈ کی بیوہ۔''
''یہ عورت......؟'' دونوں نے ایک ساتھ کہا۔
''ہاں، یہ میری ''پُراسرار مریضہ'' تھی۔'' میں نے جواب دیا۔ ''سمنتھا کینٹ نے اپنے دفاع میں گولی چلائی۔''
دل میں، میں خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ سمنتھا کے پاس پسٹل موجود تھا۔
وہاں اپنی آمد کی کہانی میں نے اختصار کے ساتھ اُن دونوں کو سنائی۔ جو ناقابلِ یقین کے ساتھ ناقابلِ تردید بھی تھی۔ مجھے اسپتال پہنچانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ میری تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔ پہلی بار مجھے اپنی دگرگوں حالت کا احساس ہوا۔
پولیس نے سمنتھا کو بھی طبّی سہولت حاصل کرنے کے لیے کہا۔
''میں ٹھیک ہوں۔'' اس کے مضبوط لہجے نے ظاہر کیا کہ اس نے خود کو سنبھال لیا ہے۔ اس کی پُرسکون آواز سے نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ کچھ دیر پہلے موت اسے چھو کر گزری تھی۔ موجودہ صورتِ حال سے ہٹ کے، وہ اپنا شوہر کھو چکی تھی۔ یہ اور بات کہ شوہر بے وفا تھا۔ مزید یہ کہ مقدمے بازی بھی رسوائی کا سبب رہی...... لیکن اس لمحے وہ یک لخت پُراعتماد و پرسکون نظر آئی۔ اس نے پیشکش کی اگر پولیس مزید کوئی سوال کرنا چاہے۔ بعدازاں اس نے پیکنگ کے بعد قریبی ہوٹل میں منتقل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔
مجھے وہاں سے اسٹریچر پر لے جایا گیا۔ اگرچہ میں متردد تھا۔ تاہم میں نے کرائے کی ہنڈائی کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کی چابیاں منگوالیں...... اسپتال میں ایکسرے کے بعد انکشاف ہوا کہ میری تین پسلیاں کریک تھیں۔ ہیٹ ٹرک۔

☆☆☆

میں ایمرجنسی روم میں پردوں کے اندر تھا۔ سیل فون ہنڈائی میں رہ گیا تھا۔ میں نرس سے فون کی درخواست کرنے والا تھا جب پارکر کی آواز آئی اور پردہ سرکا۔ اس کی بیوی اسٹیلا بھی ہمراہ تھی۔
''تم پاگل ہو گئے تھے کیا؟'' پارکر مسکرا رہا تھا۔
اسٹیلا نے میری پیشانی چومی۔ ''مائی ہیرو!''
میں نے رُودادِ عجیب تر سنائی۔ وہ تعجب سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ ''تم دونوں کو کیسے خبر ہوئی؟'' میں نے استفسار کیا۔
''پامیلا نے فون کیا تھا۔ وہ پہنچنے والی ہے۔''
''پامیلا کو کس نے بتایا؟''
''ایک رپورٹر خبر کی تلاش میں صبح سڑک پر موجود تھا۔ جب تم وین سے ٹکرائے۔ وہ وکٹر کا شناسا تھا۔ مقدمے سے بھی آگاہ تھا۔ اس نے تمہیں پہچان کر وکٹر کو فون کیا اور وکٹر

نے پامیلا کو مطلع کیا۔'' پارکر نے مجھے پوری بات بتائی۔

''شکر ہے خدا کا۔'' پامیلا نے جھانکا۔

اس کے تاثرات بول رہے تھے کہ وہ صرف میری وکیل نہیں ہے۔ پارکر اور اسٹیلا انجان بن گئے۔ پامیلا کے لیے کہانی میں نے پھر دہرائی۔ پارکر اور اس کی بیوی کی حیرت ابھی تک کم نہیں ہوئی تھی۔ میں خود بھی حیرت زدہ تھا۔

میں نے بتایا کہ آئیڈیا کیونکر میرے ذہن میں رینگا تھا اور کیسے میں فتنہ ساز مریضہ کے دماغ میں گیا۔ آئیڈیا ایک طرف اہمیت دوسرے پہلو کی تھی کہ درست نتیجہ برآمد ہوا۔

''آخر وہ تھی کون؟'' اسٹیلا نے سوال کیا۔

''سمنتھا کینٹ کے اپارٹمنٹ سے رخصتی کے وقت اس کی شناخت نہیں ہوئی تھی۔'' میں نے کہا۔

''جلد ہو جائے گی۔'' پامیلا نے کہا۔

میں سوچ رہا تھا کہ شناخت نہ ہونے تک وہ میری پُراسرار مریضہ ہی رہے گی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ وہ اب کوئی چال نہیں چل سکتی تھی۔ میں اپنے احساسات کو الفاظ کا جامہ پہنانے سے قاصر تھا۔ بہرحال دو الفاظ میرے ذہن میں مچل رہے تھے۔ شہ مات۔

اگرچہ بازی کے اختتام پر کوئی انجانی بات مجھے اُلجھا رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ بازی مکمل نہیں ہوئی۔ یہ ادھوری تھی یا پھر اس کا ایک حصہ مکمل ہوا تھا۔ شاید میرا وہم تھا۔ جو اس کی شناخت پر ختم ہو جاتا۔

☆☆☆

اس کا نام ہیلی مورگن تھا۔ عمر بتیس سال۔ وہ ایڈم مورگن اور شرلے مورگن کی اکلوتی اولاد تھی۔ ایڈم اور شرلے اب اس دنیا میں نہیں تھے۔ وہ چیلسی کے ایک اپارٹمنٹ میں رہائش پذیر تھی۔ گزارے کے لیے ماڈلنگ کرتی تھی...... زیادہ تر کیٹلاگز کے لیے۔ بارز میں سیلز وومین بھی رہ چکی تھی۔ دو سال پہلے، چند ماہ کے لیے اسے وال اسٹریٹ کی سرمایہ کاری فرم میں ملازمت ملی۔ اسی فرم میں کونراڈ برچ کام کرتا تھا۔ پریس کی حد تک کہانی ختم ہو گئی تھی۔

''کچھ اور بھی ہے۔ کیا خیال ہے؟'' میں نے میز کی دوسری جانب پامیلا کو دیکھا۔ ہم دونوں ڈنر پر تھے۔

''ہاں۔'' وہ مسکرائی۔ ''پریس کے علم میں نہیں کہ ہیلی مورگن عرف پُراسرار مریضہ کے قبضے سے ایک مرتبہ کوکین برآمد ہوئی تھی اور یہ کہ اس نے کسی ڈاکٹر کے پیڈ سے نسخہ چرایا تھا۔''

''کیا میگنٹ نے بتایا ہے؟''

''نہیں، میں نے اس کی پولیس فائل دیکھی تھی۔ کیا وکٹر نے تمہیں کال کی تھی؟''

''ہاں، وہ مبارک باد دے رہا تھا...... میری بہادری کی۔ میں نے اسے کہا کہ ''حماقت'' بہتر لفظ ہے۔ میں مارا جاتا یا بات اتنی بگڑ جاتی کہ مقدمہ ہی ٹھکانے لگ جاتا...... تاہم پھر ہم دونوں لفظ ''افادیت'' پر متفق ہو گئے۔ بقول اس کے رزلٹ کی اہمیت ہے۔''

پامیلا نے مجھے بتایا کہ ہیلی مورگن نے کس آلے کی مدد سے میری ریکارڈنگ خراب کی تھی۔ اس ڈیوائس کا نام سپریسر تھا۔ جو کسی بھی فائبر آپٹک ٹرانسمیشن کی حامل میگنیٹک ریکارڈنگ کو خراب کر سکتا تھا۔ میگنیٹ نے پامیلا کو بتایا تھا کہ یہ ڈیوائس نسبتاً نئی تھی لیکن انٹرنیٹ پر موجود ہے...... مجھے یہ عجیب لگا کہ ہیلی مورگن کیونکر سپریسر کے بارے میں جانتی تھی۔ میں نے یہ سوال پامیلا سے کیا۔

اس نے میری بات سے اتفاق کرتے ہوئے مزید بتایا کہ میگنٹ نے اپنے طور پر چھان بین کی تھی جس کے نتیجے میں ایک نئی بات سامنے آئی۔ وہ یہ کہ تقریباً سال بھر پہلے ہیلی مورگن کا حمل ساقط ہوا تھا یا کرایا گیا تھا۔ یہ نکتہ ہیلی کے محرک کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے......

''کیا وہ اس لیے کونراڈ سے شدید نفرت کرتی تھی۔ اور اس نے جو ڈراما رچایا اس کا محور ایک بچہ تھا؟'' میں نے سوال کیا۔

''لیکن ضروری نہیں کہ وہ بچہ کونراڈ کا ہو۔'' پامیلا نے کہا۔

''پامی تم کچھ بھول رہی ہو۔''

''وہ کیا؟''

''آج ہماری پہلی ڈیٹ ہے۔ کیا اِن باتوں کے لیے؟'' میں ذومعنی انداز میں مسکرایا۔

''ڈنر ختم، ڈیٹ ختم۔'' اس نے چھیڑا۔

''اوہ...... ہو...... چلو واک ہو جائے۔'' میں اٹھا۔

ہم چند بلاک تک ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلتے رہے...... کیب میں بھی میں نے ہاتھ نہیں چھوڑا...... اور ایلی ویٹر میں ہاتھ تو چھوڑ دیا لیکن لب و رخسار باتیں کرنے لگے۔

وہ میرے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تو پابند ناز رہ نہ سکی۔ میں بے نیاز رہ نہ سکا۔ بن پیے لڑکھڑا رہے تھے۔

الفت کی ہمہ گیری سے گھبرا رہے تھے۔ صہبائے محبت سے چور۔ دل کے ہاتھوں مجبور...... ہم آغوش ہو رہے تھے۔

☆☆☆

حیرت انگیز کہانی جنگل کی آگ بن کے پھیلی تھی۔ میرے سابقہ مریض مجھ پر اعتماد کرتے تھے۔ وہ واپس آنا چاہتے تھے۔ ان کی مراجعت شروع ہوگئی۔ میری بلڈنگ کے جو رہائشی مجھ سے کترانے لگے تھے۔ ان کا رویّہ بدل گیا اور میری لٹریری ایجنٹ جو مقدمے کے دوران چاہتی تھی کہ وہ میرے کسی کام آجائے۔ اس نے رابطہ بھی ختم نہیں کیا تھا۔

ہم دونوں فور سیزن کے گرل روم میں اپنی مخصوص ٹیبل پر موجود تھے۔

''میرا پسندیدہ بیسٹ سیلنگ آتھر جو حقیقتاً بہت معروف ہو چکا ہے...... وہ کیسا ہے اور اس کا ارادہ کیا ہے؟'' ڈیبورا اٹھ کر کھڑے ہو کر میرے رخسار پر بوسہ دیا۔

اس روز جمعہ تھا اور میں نے خوش دلی سے ڈیبورا کی دعوت قبول کر لی تھی۔ دورانِ حراست اور مقدمے کے دوران میں یادداشتیں قلمبند نہیں کرتا رہا تھا۔ تاہم میں بخوبی آگاہ تھا کہ میرا اگلا پروجیکٹ میرے لیے ایڈوانس کی مد میں ہی معقول رقم کھینچ لائے گا۔ بلاشبہ اگلی کتاب نے ملینز کے ہندسوں کو چھونا تھا۔

''تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی، ڈیبی۔'' میں نے نیپکن کھولا۔

وہ آگے جھکی۔ ''میں جانتی ہوں کہ تمہاری آنے والی کتاب کے بیشتر حصے کے مندرجات کا تعلق تمہارے حالیہ تجربے سے ہوگا۔ غیر متوقع، تکلیف دہ اور سنسنی خیز تجربہ۔'' اس نے یقین سے کہا۔

ہم دھیمے انداز میں گفتگو کر رہے تھے۔ ڈیبورا نے گزرے ہوئے تجربے کے مرکزی کھلاڑیوں کی بات کی۔ جن میں سراغ رساں، وکلا، دل گرفتہ بیوہ...... اور سب سے بڑھ کر پُراسرار مریضہ ہیلی مورگن تھی۔ میں نے ڈیبورا سے کافی باتیں کیں لیکن ہیلی مورگن کے اسقاطِ حمل کی بات مخفی رکھی۔

ڈیبورا، ہیلی کے بارے میں جاننا چاہتی تھی جبکہ میں خود اندھیرے میں تھا۔ ''اگر پولیس اس کی رہائش گاہ سے واقف ہے تو شاید تم کچھ معلوم کرنے کی کوشش کر سکتے ہو۔'' وہ بولی۔

''وہ کیسے؟''

''اگر تم اس کی حقیقت جاننا چاہتے ہو تو اس کے سامان کو کھنگالو۔''

''میں نہیں سمجھتا، کوئی فائدہ ہوگا۔''

''ممکن ہے نہ ہو۔ پولیس یہ کام کر چکی ہوگی۔'' ڈیبورا نے کہا۔ ''لیکن ڈیوڈ اس عورت نے تمہیں تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس کے بارے میں تجسّس رکھتے ہو۔''

☆☆☆

ڈیبورا سے ملاقات کے بعد ہیلی مورگن کا اسرار شدت اختیار کر گیا۔ میں اس کے بارے میں تجسّس کو دباتا آرہا تھا لیکن یوں معلوم ہو رہا تھا کہ زیادہ دن میں ایسا نہیں کر سکوں گا۔ وہ مرنے کے بعد بھی میری زندگی میں موجود تھی۔ میری پسند ناپسند سے کوئی فرق نہیں پڑنا تھا۔ وہ کون تھی؟ یہ معلوم کرنے کے لیے راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے بائیں ہاتھ سے ایک سائیکالوجسٹ کو شکار کیا تھا جس کے باعث میں غیر معمولی غصے کا شکار رہا تھا۔ غصے نے دوسرے جذبات کو پسِ پشت ڈال دیا تھا۔ اب غصے کی جگہ افسوس اپنی جگہ بنا رہا تھا۔

اگر وہ حقیقتاً میری مریضہ ہوتی۔ اور ہیلی مورگن کی حیثیت سے میرے پاس آتی۔ پھر کیا ہوتا؟ مجھے جواب نہیں مل رہا تھا...... نہ اس بات کا کہ مجھے کیوں قربانی کا بکرا بنایا گیا؟ مجھے معلومات درکار تھیں۔ مجھے اپنا ہی جملہ یاد آرہا تھا۔ ''تمہاری زندگی کو کوئی تم سے زیادہ کنٹرول نہیں کر سکتا۔''

وہ اب بھی میرے لیے پُراسرار اور فتنہ پرور مریضہ تھی۔ اس حقیقت کو بدلنا ناگزیر تھا۔ ڈیبورا کے جانے کے بعد میں فور سیزن سے نکل کے چل پڑا اور سوچتا جا رہا تھا۔ معاً میں رک گیا۔ ایک آفس بلڈنگ کے قریب بینچ پر دو آدمی بیٹھے تھے۔ دونوں عمر رسیدہ تھے۔ دونوں کے درمیان شطرنج کی بساط بچھی تھی۔ میں رک کر شطرنج کو گھورتا رہا۔ پھر سیل فون نکال کر ڈسٹرکٹ اٹارنی کے دفتر میں اتھن گرین کا نمبر ملایا۔

☆☆☆

گرین نے مجھے یوں دیکھا گویا میرے شانوں پر تین سر رکھے ہوں۔

''تمہیں احساس ہے کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟'' وہ بولا۔ ہم دونوں راک فیلر سینٹر کے نزدیک ایک بار میں تھے۔

''ہاں۔'' میں نے کہا۔ ''تھوڑی سی مدد۔''

''نہیں، تم مجھ سے قانون شکنی کے لیے کہہ رہے ہو۔''

''یہ قانون شکنی موجودہ حالات میں بال سے باریک ہے۔''

''کیا تم نے قانون کی پریکٹس شروع کردی ہے...... کب سے؟'' گرین نے کہا۔

''جب سے...... تم نے کیس جیتنے کے لیے مجھے عدالت میں گھسیٹا تھا۔''

اس نے بیئر کی چسکی لی۔ ''فرض کرو میں تمہیں اس کے اپارٹمنٹ میں رسائی دیتا ہوں، تم کیا کرو گے؟''

''میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ ہیلی کے مقاصد کیا تھے۔ اس نے یہ سب کیوں کیا، شاید وہاں سے مجھے کوئی ایسی چیز مل جائے جو ہیلی کو سمجھنے میں میری مدد کرے۔''

''کیا اُس کے اپنے الفاظ تمہارے لیے کافی نہیں ہیں؟''

''مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی کچھ اور ہے۔''

''چھٹی حس؟'' گرین نے ایک ابرو اچکایا۔

''صرف یہی نہیں...... اس کے ساتھ میں نے کافی باتیں کی تھیں۔ مجھے ادراک ہے کہ وہ کسی اور کے روپ میں مجھ سے ملی تھی لیکن کہیں اس کی اصلی شخصیت بھی تھی۔ جو میں پکڑ نہیں سکا۔ میں اصل تک پہنچنا چاہتا ہوں۔''

''اگر تم غلط ہوئے اور کچھ نیا برآمد نہ ہوا پھر؟''

''کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ کم از کم مجھے اطمینان رہے گا کہ میں نے جاننے کی کوشش کی......''

''ٹھیک ہے۔'' گرین نے کہا۔ ''لیکن چابی براہِ راست میں نہیں دوں گا۔''

میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے سوال کیا۔ ''کب تک؟''

''کل۔'' اس نے جواب دیا۔

اگلی صبح نو بجے کے بعد میرے اپارٹمنٹ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا۔ وہ پیغامبر تھا۔ اس نے میرا نام پوچھنے کے بعد ایک لفافہ میرے حوالے کیا۔ اسے رخصت کرکے میں نے دروازہ بند کیا اور لفافہ کھولا۔ جس میں ایک چابی موجود تھی۔ پتا بھی لکھا تھا۔

بذریعہ کیب میں نویں اور دسویں ایونیو کے درمیان اٹھارویں اسٹریٹ پر اترا۔ ہیلی کے اپارٹمنٹ میں جانے کے لیے میں نے سیڑھیاں استعمال کیں۔ کیونکہ اپارٹمنٹ دوسری منزل پر تھا۔ وہاں میں نے پولیس کے زرد فیتے دیکھے۔ ہاتھوں پر گلوز چڑھا کے میں فیتوں سے بچ بچا کر دروازے تک گیا۔ چابی سے لاک کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ رک کر اطراف کا جائزہ لیا۔ پھر چھان بین کا آغاز کیا۔ میز کی درازیں، الماری، بک شیلف، بیڈروم، کچن...... سوٹ کیس، شوباکسز۔

مجھے گرین کا سوال یاد آیا۔ ''اگر تم غلط ہوئے اور......؟'' میں ناکامی کے قریب تھا اور واپسی کا سوچ رہا تھا...... ساتھ یہ بھی کہ کبھی مڑ کے نہیں دیکھوں گا۔ دفعتاً مجھے ایک سراغ مل گیا۔ واپس تو میں جا رہا تھا لیکن وہاں سے نکل کے ائرپورٹ کی طرف۔

☆☆☆

سیٹ بیلٹ کا نشان روشن ہوگیا۔ پائلٹ نیچے اترنے کا اعلان کررہا تھا۔ میں اٹلانٹا (جارجیا) میں تھا۔ اپارٹمنٹ سے نکل کے جب میں ائرپورٹ کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں سیل فون سے میں نے ایولن اسٹارک سے بات کی اور خود کو ٹیلی مارکیٹنگ کا نمائندہ بتایا۔ ایولن نے کہا کہ میں جو کچھ بھی بیچتا ہوں، اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور فون بند کر دیا۔ میں نے مطلب حاصل کرلیا تھا۔ تصدیق۔ یہی کہ وہ ایولن تھی جو اٹلانٹا میں موجود تھی۔ ایولن اسٹارک، ہیلی کی حقیقی ماں...... جبکہ ہیلی نے مجھے بتایا تھا کہ وہ لے پالک تھی۔ اسے گود لیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ بتاتے وقت وہ خود کو سمنتھا کینٹ ظاہر کررہی تھی۔ حقیقتاً وہ لے پالک تھی۔

ہیلی کے اپارٹمنٹ میں جیولری باکس سے زرد رنگ کے لفافے کا کونا جھانک رہا تھا۔ میں واپس ہی جا رہا تھا۔ جب میں نے پلٹ کے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف دیکھا۔ لفافے کا کونا معمولی جھلک دکھا رہا تھا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ درازوں کی تلاشی لیتے وقت وہ کیوں میری نگاہ میں آنے سے رہ گیا...... لفافے میں ایک نوٹ تھا۔ مختصر۔

میری پیاری بیٹی ہیلی کے لیے

میرے لیے یہ بہت بڑی بات ہے، بہت اہم کہ اتنے برسوں بعد تم نے مجھے تلاش کرلیا۔ میں شکرگزار ہوں کہ تم نے مجھے معاف کردیا ہے۔ تم نے جو کچھ مجھے بتایا، وہ میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔

پیار

ایولن

وہ کیا بات ہے جو ایولن کسی کو نہیں بتائے گی؟ کیا ہیلی

نے کونراڈ کے قتل کی بات ماں سے کی تھی؟ میں نے بھیجنے والے کا پتالفافے پر دیکھا تھا۔

ایولن اسٹارک، 114۔ ٹریگرل روڈ، گرفن، جی، اے۔ 30224۔ بعدازاں ساڑھے تین گھنٹے بعد میں اٹلانٹا ائرپورٹ پر کرائے کی گاڑی حاصل کر رہا تھا۔ نقشے کی مدد سے میں گرفن پہنچا۔ گیس اسٹیشن (پیٹرول پمپ) پر مجھے رہنمائی ملی اور میں ایولن کے گھر تک پہنچ گیا۔

دروازہ کھولنے والی وہ خود تھی۔

''کیا میں ایولن اسٹارک سے بات کر رہا ہوں؟''

''ہاں۔'' اس نے جواب دیا۔ میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اس کا جائزہ لیا۔ اس نے اُڑی ہوئی نیلی رنگت والا لبادہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ اس کی شخصیت میں آنکھوں کے سوا کوئی خاص بات نہیں تھی۔ نگاہ میں ارتکاز اور ٹھہراؤ تھا۔ آنکھیں کسی بھی قسم کے خوف سے عاری تھیں۔ ان آنکھوں میں کھونے کے لیے کچھ نہیں رہ گیا تھا۔ یہ وہ عورت تھی جس نے ہیلی کو بہت پہلے چھوڑ دیا تھا۔ بعد میں اسے ایڈ مورگن اور شرلے مورگن نے گود لیا۔

''محترم ایولن اسٹارک میں آپ کی بیٹی ہیلی کی وجہ سے یہاں آیا ہوں۔'' میں نے کہا۔

''تم ڈاکٹر ہو، تم نے کہا؟''

''ہاں، سائیکالوجسٹ۔''

''اس نے ذکر نہیں کیا، کیا وہ تمہاری مریضہ ہے؟''

ایولن نے سوال کرتے وقت زمانہ حال کا صیغہ استعمال کیا تھا۔ اس کا مطلب وہ ہیلی کی موت سے بے خبر تھی۔

''محترم ایولن مجھے دکھ ہے...... آپ کے لیے میرے پاس بُری خبر ہے۔''

وہ سرد نظروں سے مجھے تک رہی تھی۔ ابتدائی طور پر کوئی ردِعمل نظر نہ آیا۔ وہ ساکت کھڑی تھی۔ پلک بھی نہیں جھپکی۔ بالآخر اس نے سوال کیا۔ ''کب اور کہاں؟''

''گزشتہ ہفتہ، مین ہٹن میں۔'' میں نے جواب دیا۔

اس نے آہستہ سے سر ہلایا اور خاموش رہی۔ میں نے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اس نے پھر سر کو جنبش دی۔

''میں کافی بناتی ہوں۔'' اس نے گویا مجھے اندر آنے کا اشارہ دیا۔

وہ ایک قدم ہی گئی تھی کہ اچانک ڈھے گئی۔ میں نے بروقت اسے تھام لیا۔ وہ مجھ سے لپٹ گئی۔ بے سہارا، بے آسرا۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ سسک رہی تھی۔ میں سہارا دے کر اسے کاؤچ تک لایا۔ دس پندرہ منٹ میں اس نے خود کو سنبھال لیا۔ میں آگاہ تھا کہ وہ تفصیل جاننا چاہے گی اور مجھے کہانی کے بیشتر حصے نکالنے پڑیں گے۔ کونراڈ مظلوم سے ولن کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔

میں نے فیصلہ کیا کہ زیادہ گفتگو ہیلی کی زندگی کے بارے میں کروں گا۔ دراصل یہ بے غرضی نہیں تھی۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ اپنے لیے کچھ معلومات حاصل کرلوں۔ اس نیت کے تحت میں ہیلی کے اپارٹمنٹ میں گیا تھا۔

دوران گفتگو علم ہوا کہ ہیلی ایک سال پہلے ایولن تک پہنچی تھی۔ ایولن نے وضاحت کی، ایک سال پہلے تک وہ ہمیشہ ہیلی کو یاد کرتی تھی...... اسے ڈھونڈنا چاہتی تھی۔ اسے یقین نہیں تھا۔ ملاقات بامعنی ہوگی پھر ہیلی کی طرف سے ہی پہل ہوئی...... ایک کامیاب کوشش۔ ایولن کی زندگی میں خوشیوں بھرے دن کم تھے لیکن وہ خوشی کا دن تھا جب ہیلی نے اپنی ماں کو فون کیا۔ چند ہفتوں کے بعد دونوں کی ملاقات ہوئی۔

گھما پھرا کے میں منتخب سوالات پر آیا۔

''کیا اس نے بتایا تھا کہ وہ کسی شادی شدہ مرد کی محبت میں گرفتار ہے؟''

''نہیں۔''

''کیا وہ کسی بات پر، کسی معاملے میں مشتعل تھی یا ناراض تھی؟''

''ایسا نہیں لگتا تھا۔''

دونوں سوالات کے جواب نفی میں آنے پر میں کچھ دل برداشتہ ہوا۔ میں یہاں اس یقین کے ساتھ آیا تھا کہ کچھ کام کی بات معلوم کرلوں گا۔

''آپ دونوں زیادہ تر کس موضوع پر بات کرتے تھے؟''

''مختلف موضوعات...... اُس کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ایک اچھی فیملی کے ساتھ پلی بڑھی تھی...... وہ کالج گئی۔ اس نے مجھے ماڈلنگ کے بارے میں بتایا۔ وہ پیاری بچی تھی۔'' ایولن اچانک رک گئی۔ ''ٹھہرو میں تمہیں اس کی تصویر دکھاتی ہوں۔'' وہ اٹھی اور شیلف پر سے ایک چھوٹا باکس اٹھا کے لائی۔

''وہ یہاں آئی تھی تو اس کے پاس ایک کیمرا تھا۔ ہم نے چند فوٹو بنائے تھے۔'' ایولن نے باکس کھول کے ایک تصویر نکالی اور مجھے دی۔ میں نے فوٹو دیکھا جس میں دو عورتیں مسکرا رہی تھیں۔ برسوں بعد ماں بیٹی کا ملن تھا۔ دونوں ایک کاؤچ پر ساتھ ساتھ بیٹھی تھیں۔

میں نے فوٹو کی تعریف کی اور واپس کرنے کے لیے ہاتھ آگے کیا۔ معاً میرا ہاتھ برف ہوگیا۔ دوران خون رک گیا۔ میں پلک جھپکائے بغیر فوٹو کے زیریں دائیں کونے کو تک رہا تھا۔ جہاں ایک تاریخ پرنٹ تھی۔ وہی تاریخ...... جب کونراڈ کا قتل ہوا تھا۔ بے رحمانہ قتل۔

میں نے ایولن سے استفسار کیا...... تاریخ کے بارے میں۔ کیا کیمرے کی پروگرامنگ درست تھی؟ کیلنڈر کی سیٹنگ غلط تو نہیں تھی......؟

''نہیں، اس تاریخ کو وہ یہاں تھی۔'' ایولن نے کہا۔ ''مجھے اس لیے یاد ہے کہ رات میں ''ہالووین نائٹ'' تھی۔ ہیلی نے رات میرے ساتھ گزاری تھی۔''

''تمہارا مطلب ہے اُس رات وہ اِس گھر میں تھی؟''

''ہاں، کیوں؟''

مجھے چکر آگیا۔ ہیلی بیک وقت اٹلانٹا اور مین ہٹن میں نہیں ہوسکتی۔ یہ کیسے ممکن ہے، پھر مجھے کال کس نے کی تھی۔ ایک ہی جواب تھا۔ ہیلی تنہا کام نہیں کررہی تھی۔

''مجھے آپ کی تھوڑی سی مدد چاہیے۔'' میں نے ایولن اسٹارک کی طرف دیکھتے ہوئے خود کو پُرسکون رکھنے کی کوشش کی۔ ''ایک روز کے لیے یہ فوٹو مجھے عاریتاً دے دیں۔''

''تم اس کا کیا کرو گے، کہاں لے جاؤ گے؟''

''مین ہٹن۔'' میں نے کہا۔ ''میں وعدہ کرتا ہوں۔ پیر تک یہ واپس آپ کے پاس ہوگی۔''

اس کی نظریں کہہ رہی تھیں کہ وہ سمجھ نہیں رہی ہے۔

''میں سمجھتا ہوں آپ کیا سوچ رہی ہیں۔ بات یہ ہے کہ تصویر مجھے پولیس کو دکھانی ہے۔''

''کیوں؟''

''میں سمجھتا ہوں یہ تصویر ثابت کرے گی کہ تمہاری بیٹی نے کسی کو قتل نہیں کیا۔'' میری بات نے ایولن کے تاثرات متغیر کردیے۔ میں نے اسے ادھورا سچ بتایا تھا۔ اس کی بیٹی ملوث تھی لیکن قتل اس نے نہیں کیا تھا۔ بہرحال یہ اہم بات تھی کہ ہیلی قاتل نہیں تھی۔

''تم نے تصویر کی واپسی کا وعدہ کیا ہے۔'' ایولن نے کہا۔

''میں اپنا وعدہ نبھاؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں یہ تصویر آپ کے لیے کتنی اہم ہے۔'' میں نے ایک بار پھر معذرت کی کہ میں بُری خبر پہنچانے کا ذریعہ بنا۔ اس کے بعد میں بعجلت تصویر کے ساتھ وہاں سے نکلا۔

☆☆☆

ائرپورٹ پر پرواز سے پہلے پامیلا کو مطلع کرنا ضروری تھا۔ مجھے اسے اپنی چونکا دینے والی کارکردگی کے بارے میں بتانا تھا اور پھر اسے کہنا تھا، فوری طور پر متعلقہ افراد کو آگاہ کرے۔ آغاز پولیس سے کرنا ضروری تھا۔ انہیں اسی وقت علم ہونا چاہیے تھا کہ کیس کلوز نہیں ہوا۔ قاتل آزاد گھوم رہا ہے۔ سیدھا مطلب تھا کہ سمنتھا کینٹ کی جان خطرے میں تھی...... میں نے گھڑی دیکھتے ہوئے سیل فون پر پامیلا کے گھر کا نمبر ملایا۔ میں بے قرار تھا۔ چار گھنٹیوں کے بعد میں نے پیغام چھوڑا۔ کہاں ہے وہ؟

میں نے اس کے سیل فون پر کوشش کی...... کیا مسئلہ ہے؟ میں نے وکٹر سے رابطہ کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہا۔ بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔ خیال آیا پولیس سے بات کروں۔ اندیشہ تھا۔ کہیں ٹیری اور فرینک لائن پر آئے تو کیا کروں گا۔ اُن کے سوالات...... میں وہاں کیوں گیا؟ اس کے بارے میں کہاں سے پتا چلا؟ مجھے اٹارنی گرین کی گردن بھی بچانی تھی...... میں نے پولیس کو فون کرنے کا ارادہ ترک کردیا۔ بہتر یہ تھا کہ براہِ راست سمنتھا کینٹ سے بات کی جائے۔ وہ میری اطلاع پر بدحواس ہوجاتی۔ ''میں اسے پُرسکون رکھنے کی بہترین کوشش کروں گا۔'' میں نے خود سے کہا اور سمنتھا کے ہوٹل کا نمبر ملایا۔ مین ہٹن...... ڈریک ہوٹل...... میں نے اس کے کمرے کا نمبر لیا اور کال کی۔ آٹھ مرتبہ گھنٹی بجنے کے بعد میں اپنا نمبر اور پیغام چھوڑا کہ پہلی فرصت میں مجھ سے بات کرے۔ ایمرجنسی۔ یہی پیغام میں نے پامیلا کے لیے دیا تھا۔

میں نے ڈیلٹا ائرلائنز میں نشست محفوظ کی۔ اس وقت ایک بھیانک خیال ذہن میں آیا...... کہیں قاتل نے سمنتھا کو ٹھکانے تو نہیں لگا دیا۔ فلائٹ کی روانگی میں کچھ وقت تھا۔ اِدھر میرا ذہن اندیشوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، اچانک میرا سیل فون بول اٹھا۔

''ہیلو؟''

''ڈاکٹر ڈیوڈ ریملر؟'' سمنتھا کی آواز تھی۔ میں نے فوراً سوال کیا کہ وہ کہاں ہے؟

''میں یہاں ڈریک ہوٹل میں۔ دوسری لائن پر تھی۔ تم پریشان لگ رہے ہو؟''

''پریشانی کی بات ہے۔ لمبی کہانی ہے۔ لُبِ لباب یہ ہے کہ ہیلی مورگن نے تمہارے شوہر کو نہیں مارا تھا۔''

دوسری طرف سے چند سیکنڈ کی خاموشی کے بعد جواب آیا جواب کیا سوال تھا۔ ''وہاٹ؟''

''جس رات کونراڈ کا قتل ہوا ہیلی، گرفن، جارجیا میں تھی۔ اٹلانٹا (جارجیا) میں اس کی حقیقی ماں ایولن اسٹارک رہتی ہے۔اس رات وہ اپنی ماں کے ساتھ تھی۔''

''تمہیں کیسے معلوم ہوا؟''

''کیونکہ میں اس وقت وہیں ہوں اور واپس مین ہٹن کے لیے روانہ ہونے والا ہوں۔''

''اگر وہ کام ہیلی مورگن کا نہیں تھا...... پھر کس نے کیا؟''

''یہ ایک سوال ہے۔ یقیناً وہ کسی اور کے ساتھ مل کر کام کررہی تھی۔''

''اوہ مائی گاڈ، ڈیوڈ...... وہ عورت...... وہ مقدمے کے دوران سامنے آئی تھی۔ گبریلا ڈینس۔''

گبریلا؟ مجھے حیرت کا سامنا تھا۔ وہ شہرت کی بھوکی تھی یا واقعتاً ہیلی کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ وہ کونراڈ سے تعلقات کی دعویدار تھی اور بظاہر میرا دفاع کمزور کرنا چاہتی تھی۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' میں نے سمنتھا سے سوال کیا۔''تمہاری بات ہوئی تھی اُس کے ساتھ؟''

''کل اُس نے مجھے فون کیا تھا۔ وہ رو رہی تھی۔ بہت شرمندہ اور اداس تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ وہ بالمشافہ مل کر معذرت کرے گی۔ وہ اپنے ضمیر کی چبھن سے پریشان ہے۔''

''تم اسے کچھ......''

''ظاہر ہے مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن وہ بضد تھی۔ اور اب میں خوف زدہ ہوں۔'' سمنتھا نے کہا۔

''کیا وہ جانتی ہے، تم کہاں ہو؟''

''ہاں۔'' سمنتھا کی آواز میں لرزش تھی۔''اب میں کیا کروں؟''

اسی وقت میرے سیل فون نے بپ کا اشارہ دیا۔

''ایک سیکنڈ رکو۔'' میں دوسری کال پر آیا۔ وہ پامیلا تھی۔

''کیا ہمارا ڈنر ختم نہیں ہوا؟'' وہ چہکی۔

''قطعی نہیں، اس وقت کہاں ہو تم؟''

''جم سے باہر آرہی ہوں، کیوں؟ خیریت ہے؟''

جواب میں میری زبان گھاس کاٹنے والی قینچی کے مانند چلنے لگی۔ میں نے تیزی سے کہانی اس کے گوش گزار کی۔

''اب سمنتھا ہراساں ہے اور میں کہنے جارہا ہوں کہ وہ پولیس کو کال کرے۔'' میں نے آخر میں کہا۔

پامیلا نے مجھے روک دیا۔''پولیس کو ابھی درمیان میں مت لاؤ۔ جب تک تم فوٹو کے ساتھ یہاں واپس نہیں آجاتے۔ اس دوران تم سمنتھا سے کہو کہ فی الفور ہوٹل سے نکلے اور میری رہائش گاہ پر پہنچے۔ اُسے میرا پتا سمجھاؤ...... میں وہاں پندرہ منٹ میں پہنچ جاؤں گی۔ تم واپسی پر ائرپورٹ سے سیدھے وہاں آنا۔''

''گڈ، شکریہ۔'' میں نے کہا۔''میں پہنچ جاؤں گا۔''

میں سمنتھا کی لائن پر آیا...... اسے ہدایات دیں اور فون بند کردیا۔

☆☆☆

پامیلا کی رہائش تیسری منزل پر تھی۔ وہی ٹاپ اسٹوری تھی۔ میں نے گھنٹی بجانے کے لیے بٹن دبایا۔ وقفے کے بعد فرنٹ ڈور لاک اندر سے کھولا گیا۔ میں نے قدم اندر رکھا۔ پامیلا لیونگ روم میں کاؤچ پر بیٹھی تھی۔ ابھی میری مسکراہٹ مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ہرسُو گہری تاریکی چھا گئی۔ میرے ہوش وحواس تیرگی میں ڈوبتے چلے گئے۔

''تم نے تنہا یہ کام کیسے کیا؟''

آنکھ کھلنے پر یہ الفاظ میری سماعت سے ٹکرائے جو سمنتھا کے منہ سے برآمد ہوئے تھے۔

''تم نے جونیئر سراغ رساں کا کردار ادا کیا ہے۔'' وہ کچن میں ایک چھوٹی میز پر بیٹھی تھی۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے۔ سگریٹ انگلیوں میں تھی۔

''اور دیکھو اس سراغ رسانی کا نتیجہ۔'' سمنتھا نے کہا۔

میرے ہاتھ پاؤں ڈکٹ ٹیپ سے بندھے تھے، منہ پر بھی ٹیپ تھی۔ سر میں دھمک تھی۔ پامیلا بھی میری طرح بے دست و پا تھی۔ اس کی پیشانی پر زخم تھا۔ خون خشک ہو چکا تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں کتنی دیر بے ہوش رہا۔ جب میں اندر آیا تھا، اس وقت پامیلا ٹھیک حالت میں کاؤچ پر بیٹھی تھی...... میرے سر میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

''ڈیوڈ، کیا کہو گے...... اپنے بارے میں؟'' وہ بولی۔

میں بولنے سے قاصر تھا۔''مم......ف......ف......'' میں نے سر ہلایا۔ اس سے زیادہ کیا کرسکتا تھا۔ تاہم اتنا کافی تھا۔

سمنتھا کے لبوں پر ادھوری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

''کچھ کہنا چاہتے ہو؟ ظاہر ہے ایک نہیں، کئی سوال ہوں گے...... میں ٹیپ ہٹا دوں گی لیکن کوئی احمقانہ حرکت مت کرنا۔''

میں کتنا احمق تھا۔ نہیں سمجھ سکا کہ ہیلی کا پارٹنر کون ہو سکتا ہے۔ یا حالات و واقعات نے سمجھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ ایک بیوی تھی، دوسری معشوقہ۔ دونوں کے پاس وجہ تھی۔ کونراڈ سے نفرت کی وجہ......

سمنتھا نے ایک ہاتھ میں وزنی ''سوس پین'' سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے ٹیپ کا کونا پکڑ کے کھینچا۔ میں نے چیخنے چلّانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ بیٹھ گئی۔

میں نے پامیلا کو دیکھا۔ ''تم ٹھیک ہو؟''

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''کیا پوچھنا چاہو گے؟'' سمنتھا نے فراخدلانہ پیشکش کی۔

میں نے یک حرفی سوال کیا۔ ''کیوں؟''

''ہونہہ، یہ ایک سوال نہیں ہے۔ میں کیوں کونراڈ کو مردہ دیکھنا چاہتی تھی؟ میں نے کیوں ایک ایسی عورت کو پارٹنر بنایا جس کی وجہ سے کونراڈ میرے ساتھ بے وفائی کررہا تھا؟ اور تم کیوں قربانی کا بکرا بنے؟'' اس نے کلائی کی گھڑی دیکھی۔ ''میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ تاہم کم وقت میں کچھ نہ کچھ بتا دوں گی۔''

میں نے ہاتھ اور پاؤں کے بندھن دیکھے۔ ''ہنسنے والی بات ہے، میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ ہمارے پاس وقت کم رہ گیا ہے۔''

''حسِ مزاح اچھی ہے تمہاری۔ مجھے اچھا لگا۔ کونراڈ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ اگر رنگین مزاجی کو چھوڑ دیا جائے......''

''تم نے اُسے مارا تھا؟''

''ہاں۔'' سمنتھا نے جواب دیا۔

''اس لیے کہ وہ بے وفا تھا؟''

سمنتھا نے کش لے کر دھواں فضا میں پھینکا۔

''تمہارے خیال میں یہ ''کرائم آف پیشن'' تھا؟''

''اور کیا کہیں گے۔'' میں بولا۔

''دولت کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

میں ٹھیک طرح نہیں سمجھا، وہ پہلے ہی متمول آرچی بالڈ فیملی کی وارث تھی۔ ''کوئی بڑی انشورنس پالیسی؟'' میں نے سوال کیا۔

''تم کہہ سکتے ہو۔'' وہ بولی۔ ''مسئلہ یہ تھا کہ اس کی مدت ایک سال پہلے ختم ہو گئی۔ ہماری شادی کی دسویں سالگرہ کے موقع پر۔''

بات میری سمجھ میں آنے لگی تھی۔ وہ قبل از نکاح کے معاہدے (Prenuptial) کی بات کررہی تھی۔ ایسے معاہدے کی مختلف اور متعدد اشکال ہوتی ہیں۔ طلاق کی صورت میں ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ عموماً اثاثہ جات کی تقسیم ہوتی ہے یا اثاثے چھوڑنے پڑتے ہیں۔ طلاق کی بنیاد جنسی سرگرمیاں ہوتی ہیں جن میں بیوی کے لیے شوہر کی جانب سے بے وفائی مضمر ہوتی ہے...... اس معاہدے کا ایک نکتہ بیڈ بوائے کلاز کہلاتا ہے۔ میں نے اس نکتے کے بارے میں سمنتھا سے سوال کیا، کینٹ فیملی کی دولت کے مقابلے میں کونراڈ کے بینک بیلنس کا کوئی موازنہ نہیں تھا اور دسویں سالگرہ کا مطلب شادی کامیاب تھی لیکن معاہدہ ایکسپائر ہو گیا تھا۔

میرے سوال کے جواب میں سمنتھا نے کہا۔ ''بیڈ بوائز کلاز موجود تھا لیکن اس کی افادیت ختم ہو گئی تھی۔ میں معاہدے کی مدت میں سات سال کا اضافہ چاہتی تھی۔ اس کے وکیل نے کئی قانونی نکات اٹھائے جو مجھے قابلِ قبول نہیں تھے۔ اگرچہ میں نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ اول یہ کہ مجھے بھاری رقم ادا کرنی پڑتی۔''

''کتنی رقم؟''

''تقریباً ستّر ملین۔'' سمنتھا نے اطمینان سے کہا۔

''یعنی تم نے ستر ملین کونراڈ کو نہیں دیے...... معاہدے کی مدت میں اضافہ نہیں ہوا بجائے اس کے تم نے اس کو مار ڈالا؟''

''مجھے کیا کرنا چاہیے تھا؟'' اس نے سوال کیا۔

''جلد یا بدیر تمہیں وراثت میں بہت کچھ ملتا۔ کیا وہ کافی نہیں تھا؟''

''میاں بیوی کی حیثیت میں کونراڈ بھی از خود مستفید ہوتا۔''

''تم اور ہیلی یہ ایک انوکھی پارٹنرشپ نہیں تھی؟''

''درحقیقت تھی...... اور یہی ہم دونوں کی شراکت کا حُسن تھا۔ ایک عورت کی نفرت عام بات ہے۔ اس میں خطرہ بھی ہوتا ہے لیکن جب دو عورتیں نفرت پر اتفاق کرلیں تب کھیل کے اصول و ضوابط بدل جاتے ہیں...... کونراڈ نے اس کے ساتھ افیئر ختم کیا تھا۔ وہ غصے میں تھی۔ اس کے قدم میرے گھر تک پہنچے تو اس کا ارادہ تھا کہ وہ میری دنیا تہ و بالا کردے گی۔ اس کی ایک آنکھ کے اوپر نیلا نشان تھا۔ کونراڈ سے تو تکار پر کونراڈ نے ہاتھ اٹھایا تھا۔''

''کیوں؟ کس بات پر؟''

''وہ حاملہ تھی۔ جب اس نے کونراڈ کو بتایا تو وہ چند روز تک اسے خفیہ طور پر ڈرگ دیتا رہا۔ باسٹرڈ۔''

سمنتھا نے بات آگے بڑھائی۔ ''حمل ضائع ہونے کے بعد ڈاکٹرز کے مطابق خون میں مذکورہ ڈرگ کی علامات پائی گئی تھیں۔ اس نے بے بی کو کھو دیا تھا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ انتقام کی آگ میں جل رہی تھی۔''

''اوکے، لیکن مرڈر؟'' میں نے کہا۔

''میں تسلیم کرتی ہوں کہ یہ اس کا اولین خیال نہیں تھا۔ میں نے اسے آمادہ اور تیار کیا۔ میں نے اسے موٹی رقم کی پیشکش کی۔ عاشق رہا نہ بچہ...... وہ میرے ساتھ سازش میں شریک ہوگئی۔''

''پھر غلط کیا ہوا؟ وہ تمہیں ختم کرنا چاہتی تھی؟''

''نہیں، اُس روز صبح میں وہ مجھے مارنے نہیں آئی تھی بلکہ معاوضے کی بقیہ رقم وصول کرنے کی نیت سے آئی تھی جبکہ میرا منصوبہ کچھ اور تھا۔''

''تم اُسے ختم کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔'' میں نے تصور میں دیکھا کہ سمنتھا، ہیلی پر حملہ کر رہی ہے۔ ہیلی بروقت دیکھ لیتی ہے اور دونوں کے درمیان کشمکش شروع ہو جاتی ہے...... پھر منظر نامے میں، میں داخل ہوتا ہوں۔

سمنتھا نے تالی بجائی۔ ''ڈیوڈ اس وقت تم نے ایک اچھے گول کیپر کے مانند میچ بچالیا۔''

تصور کی آنکھ سے میں نے ہیلی کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آنکھیں۔ وہ آنکھیں ایک ساعت کے لیے میری آنکھوں سے لڑی تھیں...... جب وہ گرا ہوا چاقو اٹھا رہی تھی۔ میں سمجھا تھا کہ وہ مجھ پر حملہ کرے گی۔ میں غلط تھا۔ وہ آنکھیں اس عورت کی تھیں جو ''ٹریپ'' ہوگئی تھی۔ جھوٹے وعدے نے اسے ٹریپ کرلیا تھا۔ ایک بار نہیں دو بار۔ پہلے کونراڈ نے پھر سمنتھا کینٹ نے۔

اگلی ساعت میں سمنتھا کی گولی نے جھوٹی باتوں کا سلسلہ ختم کر دیا تھا۔ میں نے تصور کی آنکھ بند کر دی۔

''ہیلی کے علم میں نہیں تھا کہ کونراڈ میرا مریض رہ چکا ہے؟''

''نہیں...... اُسے بعد میں علم ہوا تھا۔''

''میں درمیان میں کیسے آ گیا؟'' میں نے سوال کیا۔

''مجھے پتا چل گیا تھا کہ کونراڈ تم سے مل چکا ہے۔''

''کیسے؟'' میں نے سوال کیا۔

''اتفاقاً میں نے اس کی چیک بک دیکھ لی تھی۔ اس نے ایک بار تمہارے لیے چیک کاٹا تھا۔ مشکل یہ تھی کہ میں ایک سیشن اور ایک ادائیگی کے بارے میں ہی جان سکی۔''

''کیونکہ دوسرا سیشن ہوا ہی نہیں تھا۔'' میں نے کہا۔

''بالکل ٹھیک۔ میں اس وقت بے خبر تھی، مجھے نہیں معلوم تھا تم دونوں کے مابین کیا باتیں ہوئی ہیں۔ اگر کونراڈ اچانک مارا جاتا...... اس صورت میں میرے لیے تمہاری جانب سے خطرہ تھا۔ تم نئی معلومات کے ساتھ سامنے آسکتے تھے۔ میرے لیے اُلجھن کھڑی ہو جاتی۔''

''وہ معاشقہ ختم کرنا چاہتا تھا۔'' میں نے کہا۔

''نہیں، وہ محض یہ تاثر دے رہا تھا اور تمہارے ذریعے اسے ریکارڈ پر لا رہا تھا۔ Prenup معاہدہ ختم ہونے سے پہلے اگر مجھے اس کے معاشقے کا علم ہو جاتا...... میں اس کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی۔ ایسی صورتِ حال میں اس کے وکلا تمہیں کورٹ میں بلواتے......''

''اس کا مطلب تم تینوں نے میرا استعمال کیا۔''

''لیکن میں تمہیں نہیں جانتی تھی۔''

''کیا فرق پڑتا ہے۔ تم نے ہیلی کے ساتھ مل کر میرا استعمال کیا۔''

''ہاں، تاہم تمہاری کتاب نے مدد کی۔ تم نے ہی لکھا تھا۔ بظاہر بغیر کسی وجہ کے اچھے لوگ بُرے کام کر جاتے ہیں۔''

''تم نے میری کتاب پڑھ کر بہ آسانی مجھے پھنسایا۔ میرا خیال ہے کہ تم نہ پڑھتیں تب بھی مجھے قربانی کا بکرا بننا تھا۔''

سمنتھا نے گھڑی دیکھی۔ ''میں نے زیادہ ہی باتیں کرلیں۔''

''تم بوسٹن میں تھیں اور ہیلی اٹلانٹا (جورجیا) میں...... پھر کونراڈ کو کس نے مارا؟ کیا تمہارا ابھی کوئی آشنا ہے؟''

''میرے پاس وقت کم ہے اور تم دونوں کا وقت ختم ہو رہا ہے۔''

''آخری سوال۔'' میں نے کہا۔ ''جج کو فوٹو کس نے بھیجا تھا؟''

وہ کھڑی ہوگئی۔ ''کیا کرنا چاہیے؟ پسٹل استعمال کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ چھری بھی نہیں۔ چھری ہیلی کا ٹریڈ مارک ہے۔''

''ایک اور سوال۔'' میں نے کہا۔

سمنتھا نے قریب آ کے میرے منہ پر دوبارہ ٹیپ لگا دی۔ اس نے اسٹوو کی ناب گھما کر اسے روشن کیا۔ پھر نیلے

شعلے کو پھونک مار کے بجھا دیا۔ گیس کی مخصوص بُو کچن میں پھیلنے لگی۔ کیبنٹ کھول کر اس نے دھاتی بیکنگ پین نکالا۔ سنک میں سے پین میں پانی ڈالا اور اوون کی طرف گئی۔ اس نے پین مائیکرو ویو میں رکھ کے ڈور بند کر دیا۔ ٹچ سسٹم پر انگلیاں چلا کر مائیکرو ویو آن کر دیا۔ اس نے اچٹتی نظر ہم پر ڈالی اور باہر کا رخ کیا۔

☆☆☆

وہ باہر نکل گئی تھی۔ پانچ چھ منٹ میں ہم بھی نکل جاتے......سیدھے اوپر......دنیا سے دور......

وہ مائیکرو ویو نہیں تھا۔ ٹائم بم تھا۔ دھاتی بیکنگ پین نے چند منٹ میں اسپارک کرنا تھا۔ آگ لگتی اور مائیکرو ویو، پریشر کوکر میں تبدیل ہو جاتا۔ اوپر سے ابلتا ہوا پانی۔ مائیکرو ویو پھٹتا...... بوم۔ کچن میں گیس بھرنا شروع ہو گئی تھی۔

میں نے پامیلا کو دیکھا۔ بات ہم کر نہیں سکتے تھے لیکن ہمیں بات کرنی تھی۔ آنکھوں سے اشاروں سے۔ اس سے بڑھ کر ہمیں بہت تیزی کے ساتھ سوچنا تھا۔ کسی بھی طرح آزاد ہو کے یہاں سے نکلنا تھا۔ پامیلا آنکھوں اور سر کی حرکات سے کچھ بتانے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں نے سمجھنے کی کوشش کی۔ اسٹوو کے ساتھ عمودی کیبنٹ تھا...... میں نے انچ انچ کر کے کیبنٹ کی طرف کھسکنا شروع کیا۔ بمشکل میں اسے کھولنے میں کامیاب ہوا۔ میرے ہاتھ پیچھے کی طرف تھے۔ میں نے پہلو بدل کے جھانکا۔ اندر تولیے، اوون کلینر اور المونیم ٹن فوئل رکھے تھے۔ میں نے گردن گھما کے پامیلا کی طرف دیکھا۔ اس نے آنکھوں کی پتلیاں دائرے کی شکل میں گھمائیں۔ ٹن فوئل کا رول۔ میں سمجھ گیا۔ وہاں رول نہیں تھا۔ بلکہ فوئل کے باکس تھے...... باکس کا کنارا چھری کے مانند نہیں تھا۔ تاہم فی الحال وہی ہماری دسترس میں تھا۔ میں نے پشت کیبنٹ کی طرف کی اور ہاتھ دراز کر کے باکس پکڑ لیے۔ عین اسی وقت مائیکرو ویو میں پہلا اسپارک ہوا۔ وقت نکلا جا رہا تھا۔

میں نے واپس پامیلا کی جانب اور اُس نے میری طرف حرکت کی......قریب ہونے پر ہم پشت سے پشت ملا کے بیٹھ گئے۔ میں نے ایک باکس انگلیوں میں پکڑے رکھا، باقی گرا دیے۔ پامیلا نے بندھے ہوئے ہاتھ پیچھے کی طرف بڑھائے اور ٹیپ کو المونیم فوئل کے کنارے سے رگڑنا شروع کیا۔ میں اپنی جانب سے حتی الامکان اس کے لیے آسانی پیدا کر رہا تھا۔ فرشتۂ اجل مائیکرو ویو میں مقید تھا۔ محض چند منٹ کے لیے۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ مائیکرو ویو نے غرانا شروع کر دیا تھا۔ اندرونی دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔

ہماری جدوجہد دیوانگی کی حدود میں داخل ہو گئی تھی۔ میں نے باکس چھوڑ دیا۔ منٹوں کی نہیں سکینڈوں کی بات تھی۔ میں نے ٹٹول کے پامیلا کے ادھ کٹے ٹیپ میں انگلیاں پھنسائیں۔ مجھے اس کو کپڑے کی طرح پھاڑنا تھا۔ موت سر پر تھی۔ میری توانائی انگلیوں میں منتقل ہو گئی۔ میں نے بھرپور زور لگایا۔ اور کامیاب ہو گیا۔ ہاتھ کھلتے ہی پامیلا اچھل کے کھڑی ہوئی اور گرتے گرتے بچی۔ پیروں کی بندش اپنی جگہ پر تھی۔ اسی حالت میں کودی، سنبھلی اور کیبنٹ پر گری۔ ایک ہاتھ سے سہارا لیا اور دوسرے ہاتھ سے دراز میں سے قینچی نکالی۔ جھک کر پیروں کی ٹیپ کاٹی۔ میں نے مائیکرو ویو کو دیکھا۔ وقت پورا ہو رہا تھا۔ وہاں اندر آگ تھی۔ کناروں سے گاڑھا دھواں پانی کے مانند رس رہا تھا۔ مائیکرو ویو لرز رہا تھا۔

پامیلا نے لپک کر مجھے آزاد کرایا۔ ہم کچن سے نکل کے لیونگ روم کی طرف بھاگے۔ وہاں سے ہال وے میں۔ اور بس۔ پامیلا کا ہاتھ میرے بازو پر تھا، رخ باتھ روم کی طرف......

درودیوار ہل گئے۔ دھماکے نے ساعت کو ناکارہ کر دیا۔ قبل اس کے ہمارے قدم اکھڑتے اور ہم شعلوں میں گھر جاتے۔ باتھ روم میں ہم دونوں چینی کے دبیز ٹب کے اندر تھے۔ نیم مجروح...... لیکن زندہ...... ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے تھے۔ ناک سے ناک اور آنکھ سے آنکھ...... نظر نظر سے ملی تھی۔ ہونٹوں پر ٹیپ تھی۔ موت چھو کر گزر گئی۔ ٹیپ ہٹی اور پھر ایک طویل جذباتی......

☆☆☆

ایک انسان اور بچا تھا جسے علم تھا کہ ہیلی مورگن نے کونراڈ کا قتل نہیں کیا۔ اور وہ اس کی حقیقی ماں تھی۔ ایک اور انسان کو پتا تھا کہ اس کی ماں کو پتا ہے، وہ سمنتھا تھی۔ میرے ذریعے سمنتھا جان چکی تھی کہ ہیلی کی ماں کہاں ہے۔ اس کا نام کیا ہے۔ ٹاؤن اور اسٹیٹ کون سی ہے۔ وہ بہ آسانی اس تک پہنچ جاتی۔ ہم سے فارغ ہونے کے بعد کرنے کے لیے اس کے پاس ایک ہی ضروری کام تھا۔ وہ یہ کہ ایولن اسٹارک کو ٹھکانے لگا دے۔ راز کو راز ہی رہنے دے...... فاش نہ ہونے دے۔ ہم جانتے تھے، وہ پہلی فرصت میں یہ کام کرے گی، فوراً سے پیشتر......''

لیکن وہ فلائٹ نہ پکڑ سکی۔ ائرپورٹ دو تھے۔ کینیڈی اور لا وارڈیا ائرپورٹ۔ پامیلا نے دو کالز کیں۔ ایک پولیس

دوسری وکٹر کو۔ سمنتھا کینٹ کو لاوارد یا پر دھر لیا گیا۔

☆☆☆

چند سوالات کے جواب ابھی تک پردۂ غیب میں تھے۔ گرفت میں آنے کے بعد سمنتھا کا قانونی حق تھا کہ وہ اپنا منہ بند رکھے۔ لیکن اس نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی۔ اس کے وکلا بھی دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ ایک وجہ، کیس میں جان نہیں تھی۔ دوسرے اس نے مجرمانہ پاگل پن کا مظاہرہ کیا تھا۔ میں ابھی تک کہانی سے باہر نہیں ہوسکا تھا۔ اس کی وجہ چند پُراسرار سوالات تھے جن کے جواب سمنتھا کینٹ کی ہرزہ سرائی نے دیے۔ اُسے اپنے خونی کارہائے بدبودار پر کوئی ندامت تھی نہ شرمندگی۔ اُسے یقین تھا کہ اس نے جو کچھ کیا...... وہ حق بجانب تھی۔

اس کی یادہ گوئی سے مجھے پہلے اہم سوال کا جواب ملا کہ کونراڈ کو قتل کس نے کیا تھا۔ سمنتھا نے بتایا کہ وہ کس طرح بوسٹن کے رٹز کارلٹن ہوٹل سے آنکھ بچا کے نکلی...... بائی روڈ مین ہٹن آئی اور واپس گئی۔ ایک اور سوال، جو خط اس نے سُپر اپارٹمنٹ میں پلانٹ کروایا...... اس پر کونراڈ کے دستخط کہاں سے آئے۔ کونراڈ جب حالتِ عجلت میں دفتر سے نکل رہا تھا۔ سمنتھا نے چند کاغذات اس کے منہ پر مارے جن پر اسے دستخط کرنے تھے۔ انہی میں ایک سادہ لیٹر ہیڈ تھا۔ اس نے دیکھے پڑھے بغیر اوپر تلے دستخط کیے اور واپس سمنتھا کے منہ پر مار کر کہا۔

''یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔''

قتل والی رات ہیلی کی ذمّے داری تھی کہ وہ مجھے کال کرے۔ اس نے کال کی لیکن سمنتھا کو نہیں بتایا کہ وہ کال جارجیا سے کرے گی۔ یہ اتفاق تھا یا وہ سمنتھا پر بھروسا نہیں کرتی تھی۔ وہ طویل عرصے بعد پہلی مرتبہ اپنی ماں سے ملنے گئی تھی۔ اس طرح اگر حالات اسے پھنساتے تو جائے وقوع سے عدم موجودگی وہ بہ آسانی ثابت کر دیتی۔ اگرچہ اس کی نوبت نہیں آئی۔ خیال غالب تھا کہ اسے اپنی پارٹنر پر بھروسا نہیں تھا۔

میرا ٹرائل معلق ہوا تو ہیلی کی پھر کال آئی۔ آئیڈیا سمنتھا کا تھا۔ اس کال کا مقصد واضح تھا۔ سمنتھا دوسری مرتبہ قتل کر کے بچ جاتی۔ اس مرتبہ مؤقف ہوتا کہ ہیلی نے ڈیوڈ کو کال کر کے عندیہ دیا تھا۔ فرق اتنا تھا کہ وہ یعنی ''پُراسرار مریضہ'' سمنتھا کو مارنے دوسرے دن آئی۔ اور سمنتھا نے اپنا دفاع کیا یا وہاں سے ہٹ کر اپنی عدم موجودگی کہیں اور دکھاتی اور پولیس مجھے ڈھونڈتی۔ غالباً اس مرتبہ بھی ہیلی نے اس پر پورا اعتبار نہیں کیا۔ نتیجتاً خود سمنتھا کے جان کے لالے پڑ گئے۔ میری غیر متوقع آمد سمنتھا کے حق میں گئی۔

سپر یسر کا سوال اتنا اہم نہیں تھا لیکن سمنتھا نے خود ہی بتا دیا کہ ڈیوائس کونراڈ کی تھی۔ اسے وہم تھا کہ مسابقین اس کی کاروباری بات چیت ریکارڈ کرتے ہیں۔

میرا اس روز صبح وہاں پہنچنا بڑا سرپرائز تھا۔ میں کچھ نہیں جانتا تھا کہ وہاں کیا ہو رہا تھا۔ سمنتھا کا کیا پروگرام تھا اور ہیلی پیسے لینے گئی تھی یا اسے شک ہو گیا تھا۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ سمنتھا کو مارنے آئے گی اور یہی میں نے دیکھا۔ سمنتھا کا منصوبہ ہیلی کی مزاحمت کے باعث گلے پڑ گیا۔ تب میں درمیان میں کود پڑا۔

ایک سوال پھر بھی تھا۔ جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔ جج لوما کس کو ہیلی کا فوٹو کس نے بھیجا تھا؟

☆☆☆

ایک روز میں آفس سے واپس روانہ ہو رہا تھا۔ جب بلیئر آرنلڈ کیسپر کی لیموزین میرے قریب رکی۔ عقبی نشست کا رنگ دار شیشہ نصف نیچے کی طرف گیا۔ کیسپر کا چہرہ نظر آیا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ، تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔''

''مجھے بھی، مسٹر کیسپر۔''

''بیٹھو میں چھوڑ دیتا ہوں۔'' اس نے پیشکش کی۔

''شکریہ، بس کونے تک جا رہا ہوں۔''

''پھر بھی بیٹھ جاؤ، تمہارا کچھ وقت لوں گا۔''

میں نے خفیف حیرت محسوس کی۔ اس نے دروازہ کھولا۔ میں اندر بیٹھ گیا۔

میرا ذہن بے ساختہ ماضی کی طرف گیا۔ کیسپر سوسائٹی آرنلڈ کیسپر کے تخیل کی پرواز تھا۔ وہ اپنی بیوی کے ہمراہ سال میں دو مرتبہ کاک ٹیل پارٹی کا اہتمام کرتا تھا۔ جہاں ہر بار مختلف شعبوں میں مفت خدمات بہم پہنچانے والوں کو مدعو کیا جاتا۔ ان سے بات چیت کے بعد فیصلہ کرتا کہ کس کو کتنی امداد فراہم کی جائے۔ چند گھنٹوں میں کس کو کتنا فنڈ ملے گا...... اس کا انحصار اس پر تھا کہ آپ کیسا تاثر قائم کرتے ہیں۔ چندے کے چیک میں رقم کے آگے کتنے ہندسے ہوں گے...... اس کے لیے تاثر کے ساتھ آپ کو آرنلڈ کیسپر کو خوش رکھنا بھی ضروری تھا۔ بین لارسن نے پارٹی کے انعقاد سے دو دن قبل مجھے بتایا تھا کہ پارٹی میں ''کریسنٹ ہاؤس'' شامل ہے۔ کریسنٹ ہاؤس غریب یا ان مریضوں کا مفت علاج کرتا تھا جن کو انشورنس کور حاصل

نہیں تھا۔

علاج کا تعلق نفسیات سے تھا۔ ڈرین فنڈ حاصل کرنے کے لیے کیسپر کے گھٹنے چھونے کو تیار تھا۔ مجھے یہ پسند نہیں تھا۔ تاہم کریسنٹ ہاؤس کو چونکہ بطور سائیکالوجسٹ میری جزوقتی خدمات حاصل تھیں۔ لہٰذا مجھے وہاں جانا پڑا۔ کریسنٹ ہاؤس کے بورڈ ممبران میں میرا نام حال ہی میں شامل کیا گیا تھا۔ کریسنٹ ہاؤس کی ایک ہی لوکیشن تھی اور کرتا دھرتا اس کی مزید شاخوں کے قیام میں دلچسپی رکھتے تھے۔ اس منصوبے میں کیسپر کی فیاضی کا بڑا دخل تھا۔ وہ پُرامید تھے کہ کاک ٹیل پارٹی سے انہیں خطیر رقم مل جائے گی۔

جب کریسنٹ ہاؤس کا نمبر آیا تو آرنلڈ کیسپر ہماری طرف متوجہ ہوا اور ہمارے کام کے بارے میں استفسار کیا۔ بورڈ کے اراکین نے بہترین جوابات دینے کی کوشش کی۔ اگرچہ کیسپر اپنی دولت کا مثالی استعمال کرتا تھا۔ لیکن اس کے مزاج اور فیصلوں کے بارے میں پیش گوئی دشوار تھی۔ اس نے ہماری کاوشوں کو سراہا۔ ہمارے مقاصد کی افادیت کو تسلیم کیا۔ اس روز سب ٹھیک تھا۔ مگر اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے غیر متوقع سوال کر ڈالا۔

''مسٹر ڈیوڈ، مجھے بتاؤ کیا ربی مجرم تھا؟''

''میں سمجھا نہیں۔'' میں نے کہا۔

''وہ مقدمہ...... ربی کا ٹرائل۔ جہاں استغاثہ نے تمہیں کورٹ میں بلایا تھا؟ تمہارے خیال میں وہ گلٹی تھا؟ کیونکہ میں پُریقین نہیں تھا۔ میرا جھکاؤ اس کی بے گناہی کی طرف تھا لیکن تمہاری باتوں نے جیوری کا ذہن بدلا اور اسے سزا ہوگئی۔''

میں بھونچکا رہ گیا۔

''میری دانست میں وہ مجرم تھا'' میں نے کہا۔ ''اگرچہ کیس بہت شفاف نہیں تھا۔''

کھرب پتی کیسپر نے نفی میں سر ہلایا۔ ''یہ بہت زیادہ ڈپلومیٹک جواب ہے۔ مجھے یقین ہے کہ گہرائی میں تمہارا نقطۂ نظر صاف اور مضبوط ہے، کیا میں غلط ہوں؟''

''نہیں، آپ غلط نہیں ہیں۔'' میں نے کہا۔ ''میں صرف یہ سوچ رہا ہوں کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ مضبوط نظریے کو ایسے ہی رہنے دیا جائے۔ مطلب دور، بہت گہرائی میں۔''

''ڈاکٹر ڈیوڈ۔'' وہ بولا۔ ''یوں لگتا ہے کہ تم آرا کے تصادم سے بچنا چاہتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے بُرا لگے گا۔ شاید تم اپنا ذہن اس لیے نہیں کھول رہے کہ کریسنٹ ہاؤس کی فنڈنگ متاثر ہوگی۔''

''میرا نہیں خیال کہ اس کا تعلق فنڈنگ سے ہے۔''

''اوہ کم آن...... ایسا ہے۔ میں جھوٹ بولوں گا اگر میں تمہاری بات سے اتفاق کروں۔ گناہ یا بے گناہی کے بارے میں تم اپنے اندرونی اور واضح خیالات ظاہر کرنے سے گریزاں ہو۔ تمہارا یہ انداز کریسنٹ ہاؤس پر اثر انداز ہوگا۔ تاہم میں تسلیم کرتا ہوں اگر ایسا ہوا تو یہ ناانصافی ہوگی۔ کریسنٹ ہاؤس کے ساتھ۔''

کریسنٹ ہاؤس کے بورڈ ممبرز کی نظریں مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔ نظریں بول رہی تھیں۔ ڈیوڈ معاملہ خراب مت کرو...... ڈیوڈ......

میں نے گلا صاف کیا۔ ''بلاشبہ مجرم۔ جیسے سورج کی روشنی میں کوئی شک نہیں۔''

''کیا کہا۔'' وہ ایسے بولا جیسے سنا نہ ہو۔

''میں نے کہا ربی بلاشبہ مجرم تھا۔ مجھے یقین ہے۔''

''بالکل میں نے یہی سنا تھا۔ لوگوں کے لیے پیسا اور عورت بہت بڑا محرک ہے۔ لیکن تم نے ربی کے کیس میں جو کیا، اس میں بے غرضی شامل تھی۔'' کیسپر نے پُرمسرت آواز میں کہا۔ ''شکریہ ڈاکٹر، شکریہ کریسنٹ ہاؤس...... بہت بہت شکریہ۔'' پھر وہ زیادہ دیر وہاں نہیں رکا تھا۔

''کہاں کھو گئے؟'' کیسپر کی آواز مجھے خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی۔ میں اس کے ساتھ لیموزین میں بیٹھا تھا۔ ''ایک سال میں دو مقدمے۔ ایک ربی کا، دوسرا خود تمہارا۔''

''آپ کو کیسا لگ رہا ہے؟'' میں نے کہا۔

''میں کیا سوچ رہا ہوں؟ ایمان داری کی بات ہے۔ ابتدا میں، میں تمہارے مقدمے کے لیے کچھ پُرامید نہیں تھا۔ مجرم یا معصوم۔ میں سمجھ رہا تھا کہ تم بھی ربی کے مانند ناگوار صورتِ حال کا سامنا کر رہے ہو۔ دونوں کو تقریباً ایک جیسے مقدمے سے نمٹنا تھا۔ فرق یہ تھا کہ اس نے عورت اور تم نے مرد کو قتل کیا تھا۔ ایک اور فرق تھا۔ تمہیں ربی پر بھروسا نہیں تھا۔ لہٰذا ممکنہ طور پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ میں تم پر اعتبار نہ کروں۔''

''جناب میں آپ کے شکوک پر تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ آپ کے لیے صورتِ حال واقعی مشکوک تھی۔''

''تم ٹھیک ہو، میں غلط تھا۔ آدمی واقعی اکثر جھوٹ بولتا ہے۔ تم نے کہا تھا۔ بلاشبہ مجرم، جیسے سورج کی روشنی۔''

''شاید میں اندازہ لگانے میں خوش قسمت رہا۔''

''نہیں، تم نے صورتِ حال کو ٹھیک دیکھا۔ درست زاویے سے۔ جبکہ میں نے اپنی امید اور خواہش کے تحت دیکھا تھا۔ تمہارا وژن مجھ سے کہیں زیادہ روشن تھا۔'' اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کے ایک لفافہ نکالا اور مجھے دیا۔

''یہ کیا ہے؟''

''اس کی اب مجھے ضرورت نہیں۔''

میں نے لفافہ کھولا۔ اندر تصاویر تھیں، نیگیٹوز کے ساتھ۔ میں دنگ رہ گیا۔ ہر تصویر میں، میں ہی نظر آرہا تھا...... آفس آتے جاتے، کیب میں سوار ہوتے ہوئے، بلڈنگ میں جاتے ہوئے۔ دوسری کال کے بعد سمنتھا کی رہائش کے قریب۔ حتیٰ کہ ائرپورٹ پر۔ اور...... اور آخری تصویر میری اور ہیلی مورگن کی۔ وہی تصویر جو میں نے پہلی بار جج لوماکس کے کمرے میں دیکھی تھی۔

''کچھ افراد کسی نہ کسی وجہ سے مجھے بہت متاثر کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک تم ہو۔ ربی ٹرائل میں تمہارا کردار۔ تمہاری کتاب ہیومن پنڈولم۔ دونوں چیزوں نے مل کر تمہارے بارے میں میرے اندر تجسس پیدا کیا کہ آخر تم ہو کون۔ تمہاری اصل حقیقت کیا ہے...... ربی کے اعتراف اور خودکشی نے درحقیقت تمہارے بارے میں میری سوچ بدل دی۔''

''آپ کو کیسے خیال آیا کہ لوماکس کیا کرے گا؟''

''مجھے یقین نہیں تھا لیکن مجھے اندازہ تھا کہ یہ ایک اچھا اقدام ثابت ہوگا۔ جیسا کہ فرق پڑا۔''

''میرے پاس شکریے کے لیے مناسب الفاظ نہیں ہیں۔'' میں نے تصاویر لفافے میں ڈال کے کیسپر کی طرف بڑھائیں۔

''نہیں۔ یہ تمہاری ہیں۔ رکھو یا تلف کر دو۔ میں تمہاری شخصیت کو جان گیا ہوں۔'' آرنلڈ کیسپر نے ہاتھ بڑھایا۔ ہم نے مصافحہ کیا۔ ''گڈ لک، ڈیوڈ۔''

''شکریہ، ہر بات کے لیے شکریہ۔'' میں نے کہا اور دروازے کے ہینڈل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا۔'' کیسپر نے کہا۔ ''تمہارے لیے کچھ اور بھی ہے۔'' اس نے ایک چھوٹا لفافہ میرے حوالے کیا۔ میں اسے کھولنے جا رہا تھا۔

''کیا خیال ہے، اکیلے میں دیکھ لینا۔'' وہ مسکرایا۔

''اوکے، کیوں نہیں۔'' میں لیموزین سے اتر گیا۔ میری نظروں کے سامنے لگژری گاڑی ٹریفک میں غائب ہو گئی۔ میں نے لفافہ کھولا۔ اندر ایک چیک تھا، کریسنٹ ہاؤس کے نام پر۔ یہ ویسا ہی تھا جو پہلے کیسپر نے دیا تھا، ایک ملین ڈالر کا۔ موجودہ چیک میں ایک ملین کے آگے ایک صفر کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔

☆☆☆

تین سال بعد...... میں اب بھی بطور سائیکالوجسٹ مصروفِ کار تھا۔ ممکا میرے ساتھ تھی...... پامیلا ایسے شخص کی محبت میں گرفتار تھی جس پر قتل کا مقدمہ چلا تھا۔ وہ خود اس کی وکیل تھی۔ کیا یہ اس کے کیریئر کی ایک بڑی غلطی تھی لیکن وہ خوش تھی۔ وہ پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ اس کی زندگی نیا موڑ لے رہی تھی۔ ایک سال پہلے اس نے کریمنل ...کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ آرنلڈ کیسپر کے اضافی دس ملین ڈالرز کریسنٹ ہاؤس کی توسیع میں مددگار ثابت ہوئے تھے۔

پامیلا سات ماہ سے حاملہ تھی۔ ایک بار پھر نام کا مسئلہ تھا۔ سیف ڈپازٹ باکس کی چابی پامیلا کے ہاتھ آئی۔ اس نے چابی کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے اسے ربیکا کی کہانی سناتے ہوئے ناموں کی کتاب اور اس میں رکھے پرچے کے بارے میں بتایا۔ پامیلا نے پرچے کے بارے میں استفسار کیا۔ مجھے ازبر تھا۔ میں نے اسے بتایا۔ اس نے وہ پرچہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی...... ہم ہار پر لی ریملر کے نام پر متفق ہوگئے تھے۔ لڑکی ہونے کی صورت میں ہم نام تبدیل کر سکتے تھے۔

دو دن بعد میں نے مذکورہ پرچہ پامیلا کو دیا۔ ایک روز میں گھر آیا تو بیڈ کے سرہانے دیوار پر ایک فریم آویزاں تھا۔ جس میں وہی پرچہ موجود تھا۔

محنت......

ہنسنا

خوش رہنا

سننا اور سیکھنا

برائے مہربانی اور شکریہ کہنا

اپنی رائے رکھنا

دوسروں کی آرا کا احترام کرنا

ایمانداری

دوستی

خودشناسی

''ہر بچے کی اسی طرح تربیت ہونی چاہیے۔'' پامیلا نے طمانیت سے کہا۔